

ختم نبوت کے موضوع پر نایاب و یادگار
رسائل کا اہم مجموعہ

پیغامِ ہدایت

از

سفیر ختم نبوت مناظر اسلام قاطع مرزائیت فاتح ربوہ
حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محبوب احمد

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا



ختم نبوت کے موضوع پر نایاب و یادگار رسائل کا اہم مجموعہ

پیغام ہدایت

از

سفیر ختم نبوت مناظر اسلام قاطع مرزائیت فاتح ربوہ

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محبوب احمد

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ناشر

مدرسہ جامعہ محمودیہ جادیوالی

ڈاک خانہ لکھانی براستہ وہوا تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

Ph:0334-4102548

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ

وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

Muhammad is not the father of any one of your men, but the Messenger of ALLAH (God) and the Seal upon all the Prophets.

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انتساب

مناظر اسلام سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

کے مشائخ عظام

تلامذہ

منتسبین

اور تحریک ختم نبوت کے مجاہدین کے نام

اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ

جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں!!

فہرست عنوانات

کلمات بابرکات

قطب عالم، شیخ المشائخ، پیر طریقت، رہبر شریعت، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

تمام اسلامی عقائد پر یقین کامل ہی اخروی نجات کا ذریعہ ہے، ان میں شکوک وشبہات نکالنا انتہائی خطرناک ہے۔ آج کے پرکٹھن حالات میں امت مسلمہ کو مختلف جہتوں سے فتنوں کا سامنا ہے، دنیائے کفر کا اب سارا زور اسی بات پر ہے کہ کسی نہ کسی نظام، نعرہ اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مسلمانوں کی اسلامی عقائد واعمال پر گرفت کو ختم یا کم از کم کمزور کیا جائے۔ اس کے لئے مختلف حربے آزمائے گئے۔

ماضی قریب میں برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف محاذ کھولا، اپنی حفاظت و دولت کی چھتری تلے قادیان کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی کو "منصب نبوت" پر فائز کیا۔ لیکن غیور امت نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایک صدی کے اندر اندر اس فتنہ کی کمر ٹوٹ گئی۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت تاجدار رسالت ﷺ کے ذاتی تشخص کا تحفظ ہے۔ ہر دور میں امت کے خوش نصیب افراد ان محفظین میں اپنا نام درج کرواتے رہے۔ انہیں میں ایک مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ آپ ختم نبوت کے کامیاب مناظر، استاذ تھے۔ ہر فورم اور اسٹیج پر ختم نبوت کے تحفظ کی بات اٹھائی۔ اس عقیدہ کے تحفظ کیلئے انہیں جنون کی حد تک محبت تھی۔ حق تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ قبول فرما کر جنت میں بلندی درجات نصیب فرمائے۔

آپکے افادات، خطبات اور مقالات یقیناً اس میدان میں کام کرنے والوں کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگرد مولانا محبوب احمد نے ہمارے عزیز القدر حضرت مولانا مفتی محمد طاہر

مسعود صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی زیر تربیت ونگرانی مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کے افادات ومقالات کو مراجعت کے ساتھ یکجا کیا لے افادا کی پہلی جلد "دفاع ختم نبوت" اور مقالات کی جلد "مقالات ختم نبوت" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ مزید جلدوں پر کام جاری ہے۔ ماشاء اللہ یہ ان کی کامیاب کاوش ہے۔ ختم نبوت کے مبلغین، علماء، طلباء کو بالخصوص اور عوام الناس کو بالعموم ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔

فقیر اس کوشش پر مبارک باد دیتا ہے۔ عند اللہ اور عند الناس قبولیت کیلئے دعا گو بھی ہے۔ حق تعالی اس جدو جہد کو حضرت مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کیلئے صدقہ جاریہ، گم گشتہ راہ ھدایت کیلئے موجب ھدایت اور مولانا محبوب احمد کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

تقدیم

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم (مکہ مکرمہ)

الحمد الله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلیٰ آله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعین

امابعد: ''انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ'' کی طرف سے سالانہ ''انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس'' ۷ ستمبر ۲۰۰۴ء چناب نگر میں منعقد ہوئی تو یہ سیاہ کار راقم حسب معمول اُس میں شریک ہوا۔ وہاں عزیزم مکرم مولانا ثناء اللہ چنیوٹی نے جناب بھائی بلال احمد صاحب ''استاذ ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ'' اور جناب بھائی محبوب احمد صاحب مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی مرتب کردہ کتب ''دفاع ختم نبوت'' اور مقالات ختم نبوت'' کے مسودات دکھائے اور مجھے فرمایا کہ اس پر مقدمہ لکھوں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا اس پر حضرت اقدس مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ثانی ہوچکی ہے۔

لیکن چونکہ اس وقت یہ سیاہ کار بالکل آگے سفر کیلئے تیار کھڑا تھا اور سابقہ پروگرام کے مطابق لگاتار کئی شہروں کا سفر طے تھا۔ اسلئے ان حضرات سے اسی وقت لکھنے کی معذرت کر کے چند ملاحظات ان سے متعلق لے لئے کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر ان شاء اللہ لکھ کر بھجوادوں گا۔ یہاں مکہ مکرمہ پہنچ کر بھی مختلف اہم کاموں میں مشغول ہوگیا۔ اور آج بحمد اللہ وقت نکال کر یہ سطور لکھنے بیٹھا۔

فاتح قادیانیت سفیر ختم نبوت حضرت اقدس مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس اللہ سرہ العزیز کو اللہ نے علم راسخ سے نوازا ہوا تھا۔ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت چنیوٹی کو صرف رد قادیانیت اور مسائل ختم نبوت پر ہی عبور تھا۔ حالانکہ حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام ہی

شرعی علوم پر کمال کا عبور حاصل تھا۔ اسی طرح فتن مختلفہ کو علمی اور تحقیقی انداز سے رد کرنے کا اللہ تعالیٰ نے عجیب ملکہ دیا تھا۔

اس سلسلہ میں مکرمان جناب بلال احمد اور محبوب احمد صاحبان نے جو یہ مختلف مواضیع ومضامین پر مشتمل کتاب مرتب فرمائی ہے۔ اس سے خوب ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت چنیوٹی کو دین وعلم کے مختلف شعبوں پر کتنا عبور تھا۔ البتہ چونکہ فتنہ قادیانیت ان کے نزدیک تمام فتنوں سے انتہائی طور پر زیادہ خطرناک فتنہ تھا۔ اس لیے ان کی ساری صلاحیتیں اور کوششیں اس کی سرکوبی کیلئے استعمال ہوتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں مرتبین کرام کو جزاء خیر عطا فرماویں کہ انہوں نے بہت اہم مجموعہ تیار کر دیا۔

اس میں جیسے کہ معلوم ہوا ہے کہ پہلے حصہ میں مسئلہ توحید باری تعالیٰ' شان رسالت' ختم نبوت' حیات مسیح' مرزا کا کردار وغیرہ کا محققانہ انداز سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور مرتبان کرام نے بھی خوب محنت کر کے ان کے اصل حوالہ جات کا اندراج فرمایا ہے جو علمی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پہلا حصہ ردمرزائیت کے مختلف مسائل پر مشتمل ہے۔

دوسرا حصہ:

جو کہ فی الحقیقت (دلائل اہل سنت یعنی رد رافضیت پر مشتمل ہے) اس میں نہایت اہم مسائل کو محققانہ انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر مسئلہ تحریف قرآن مجید' مسئلہ امامت' پاک مذہب کے پاک مسائل' مسئلہ متعہ وتقیہ' عظمت صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین' شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' واقعہ کربلا' وغیرہ کو نہایت محنت کے ساتھ باحوالہ رقم کیا گیا ہے۔ اور حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ان محرر کردہ پر نظر ثانی فرمائی جو ان کے قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

حصہ سوم:

میں خالص علمی وتبلیغی انداز میں مختلف عبادات پر خصوصاً روزہ زکوۃ وحج وغیرہ امور پر تقاریر کا مبارک مجموعہ ہے۔

اس کے علاوہ حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مضامین ومقالات اور رسائل کے مجموعے بھی ہیں جنہیں مرتبین کرام نے باقاعدہ حوالہ جات سے مزین فرمادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مرتبان کرام کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرماویں کہ انہوں نے نہایت اہم علمی وتحقیقی کام کر کے ہم سب پر خصوصاً احسان فرمایا اور امت اسلامیہ کیلئے ایک نہایت اہم اور قیمتی مواد مرتب فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان حضرات کی اس مبارک محنت کو قبولیت سے سرفراز فرما کر اپنی مخلوق اور خصوصاً حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے محبین ومعتقدین کیلئے نافع بنائیں۔

حضرت چنیوٹی قدس سرہ العزیز کے رفع درجات کا ذریعہ بنا کر عام مسلمان قارئین کو ان کے علوم ومصارف اور فیوض سے مستفیض فرما کر اپنی رضاو محبت اور قرب سے نوازیں۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین' صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه وسید رسله وخاتم الانبیائه سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد النبی الامی الکریم وعلیٰ آله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا۔

کتبہ الفقیر الی رحمۃ رب الکریم

عبدالحفیظ مکی۔ مکہ مکرمہ

بروز ہفتہ ۱۸ شعبال المعظم ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ء

رائے گرامی

یادگار اسلاف محقق العصر

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ ختم نبوت کے کامل استاد تھے۔ آپ کے خطبات، مقالات اور دروس واسباق کو آپ کے شاگرد مولانا محبوب احمد صاحب نے زیر قرطاس کیا ہے۔ یہ بہت اہم کام تھا۔ اس مجموعہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ جدید حوالہ جات سے بھی مزین ہے اور یہ نہایت مفید علمی کاوش ہے۔ اس سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ان مجموعہ جات کو علماء خطباء اور مدرسین حضرات کیلئے نافع اور مفید بنائے۔ آمین

ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ

محمدی شریف

۹ جولائی ۲۰۰۴ء

تقریظ

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر قادیانیت کا تعاقب کیا ہے اور صرف تحریر وتقریر کے میدان میں نہیں بلکہ اسمبلی، سرکاری دفاتر، بین الاقوامی اداروں اور عوامی جدوجہد کے محاذوں پر بھی قائدانہ حیثیت سے خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے مختلف مواقع پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے دجل کو بے نقاب کرنے کیلئے مقالات ومضامین تحریر کیے ہیں جو مختلف رسائل وجرائد میں یا کتابچوں کی شکل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محبوب احمد صاحب نے ان مضامین ومقالات کو کتابی شکل میں یکجا کیا ہے جو خوش آئند ہے اور تحریک ختم نبوت کے علماء کرام اور کارکنوں کیلئے بیش بہا تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو تکمیل اور قبولیت سے نوازیں اور اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یارب العالمین

ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

۱۲ ستمبر ۲۰۰۴ء

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم

دین اسلام کی بنیاد عقائد اسلامی پر قائم ہے۔ عقائد اصول اور اعمال فروع کہلاتے ہیں۔ عقائد اولی حیثیت اور اعمال ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابدی نجات کا انحصار عقائد کی تصحیح پر ہے۔ عقائد میں سے عقیدہ ختم نبوت ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عقیدہ پورے دین اسلام کا محافظ ہے۔ اسی کی سلامتی سے دین حقہ باقی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے اسی عقیدہ کے تحفظ کی لئے جنگیں لڑیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت آنحضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن ناکامی و خسران انکا مقدر رہی۔ ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی ابتدائی جھوٹے دعووں کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ علماء حق نے تقریر و تحریر، مجادلہ و مناظرہ اور بحث و مباحثہ ہر طریقہ کے ذریعہ اس کا تعاقب کیا اور اسے اپنے منطقی انجام تک پہنچایا، الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ اس کا سہرا بھی علماء ہی کے سر ہے۔

بعض خوش نصیب حضرات نے اس مقدس مشن کیلئے اپنی مکمل حیات مستعار وقف کر دی۔ اپنا اوڑھنا بچھونا اسی مشن کو بنالیا۔ اس فہرست میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کا نام انتہائی روشن ہے۔ آپ کی ہر تقریر و تحریر میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ختم نبوت کا تذکرہ ملتا ہے۔ ختم نبوت سے انہیں دیوانگی کی حد تک تعلق تھا، ختم نبوت کے تحفظ میں ہی پوری زندگی گزاری اور اسی ہی میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ، نصف صدی کے طویل عرصہ پر محیط آپکی خدمات و تعلیمات اس مشن کے کارکنوں کیلئے مشعل راہ کا درجہ رکھتی ہیں۔

ہمارے عزیز فاضل مولانا محبوب احمد صاحب سلمہ حضرت رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید بھی ہیں کو اسکا ذوق

ہے کہ حضرت کی تقاریر وتحریرات نئی ترتیب وسلیقہ بندی سے شائع کرا کر عام کی جائیں۔ انہی کی محنت و کوشش سے ''دفاع ختم نبوت ومقالات ختم نبوت'' کے نام سے پہلے دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں حضرت رحمہ اللہ کے نایاب رسائل وتحریرات پر مبنی یہ تیسری جلد پیغام ہدایت کو انہوں نے جدید حوالہ جات و ترتیب سے مزین کیا ہے شروع میں حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کا ایک نایاب مباحثہ بطور ابتدائیہ کے شامل کیا ہے جس سے اس مجموعہ کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

میں نے اس مجموعہ کے بعض مقامات دیکھے ہیں۔امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ مجموعہ تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے لئے ایک دستاویز ثابت ہو گی حق تعالی اس مجموعہ کے مرتب اور اسکے معاونین کو بہتر سے بہتر جزاء نصیب فرمائے گم گشتہ راہ ہدایت کیلئے مشعل راہ اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے

آمین

محمد طاہر مسعود

مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۹/۱۱/۱۴۲۷ھ

قابل قدر کارنامہ

ابن سفیر ختم نبوت صاحبزادہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی مدظلہم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

والد گرامی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ کے مزاج سے جو حضرات واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ کا ذہن تحریکی تھا تحریر کی بجائے تقریر کے آدمی تھے جس کیلئے انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں' حتیٰ کہ وفات سے دو دن قبل جب آپ کا سٹی سکین (City Scan) کیا گیا تو ڈاکٹروں نے رپورٹ میں بتلایا مولانا چنیوٹی کے پھیپھڑوں میں آدھے آدھے انچ کے سوراخ ہو گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کے زمانے میں یہ زور دار تقریریں کرتے رہے ہیں جس سے یہ سوراخ ہوئے ہیں۔ مولانا چنیوٹی ڈاکٹری اصولوں کے مطابق آج سے پانچ سال قبل فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ نے ان سے بہت بڑا کام لینا تھا جس کیلئے آپ زندہ رہے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ وقت یہ فکر رہتی تھی کہ ختم نبوت کا پیغام ہر ذی شعور تک پہنچ جائے۔ اس کیلئے وہ تقریر و تحریر اور شخصی ملاقاتوں سمیت ہر ایک طریقہ اختیار فرماتے تحفظ ختم نبوت کا پیغام حکمرانوں اور عوام الناس تک یکساں طور پر پہنچانے کی کوشش کرتے۔ یہ ان کی عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ سچی لگن ہی تھی کہ اپنے ملکی و غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ بار بار ملاقاتیں کر کے قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے کروانے میں کامیاب ہو گئے۔

رسائل کا یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں "پیغام ہدایت" کی صورت میں ہے یہ بھی مختلف اوقات میں اور متعدد ملکوں میں قادیانیت کے خلاف کی جانے والی کاوشوں کا ثمر ہے۔ یہ قادیانی عقائد کے ڈھول کا پول کھولنے کیلئے معرض وجود میں آئیں۔ اس میں ایسے چیلنج دیئے گئے ہیں کہ

جن کا جواب پوری قادیانی امت نہیں دے سکی۔ اس بات کی شدت سے ضرورت تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نایاب رسائل کو آج کے حالات کو مدنظر رکھ کرنئی ترتیب سے شائع کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرماویں میرے قابل فخر اور لائق شاگرد مولوی محبوب احمد اور ان کے بڑے بھائی مولانا بلال احمد سلمھما اللہ کو جو مسلسل اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایک جملہ محفوظ ہو جائے ان کی کاوشوں سے ''دفاع ختم نبوت اور مقالات ختم نبوت'' کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نایاب رسائل کا مجموعہ ''پیغام ہدایت'' کی صورت میں منصۂ شہود پر آیا۔ یہ مجموعہ کارکنان ختم نبوت کیلئے ایک راہ نما کا کام دے گا۔

میں علماء و طلباء اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین سے بالخصوص اور عوام الناس سے بالعموم گزارش کروں گا کہ اس مجموعہ کو حرز جاں بنا کر اس کے پیغام کو گلی گلی عام کر دیں۔

میں اس جہد مسلسل اور محنت شاقہ پر ان دونوں بھائیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں حق تعالیٰ ان کے نیک عزائم میں ترقیات و کامیابیاں عطا فرمائے ان کی تمام مولفات کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

اس موقع پر میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کا جن کی سرپرستی سے یہ ناممکن کام ممکن ہوا۔ اور برادر مکرم حضرت مولانا محمد شریف حیدری صاحب تونسوی مدظلہم کا جنہوں نے خاص طور سے اس کی طباعت کا بندوبست فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں جس نوع کا بھی تعاون کیا ہے اپنی شایان شان جزائے خیر نصیب فرمائے۔ خدا کرے یہ مجموعہ گم کردہ راہ ہدایت کیلئے ''پیغام ہدایت'' اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ آمین

محمد الیاس چنیوٹی

یکم دسمبر ۲۰۰۶ ، بروز جمعۃ المبارک

عرض مرتب

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس و بنیاد ہے اس کے بغیر دین اسلام کا تحفظ محال ہے اسی وجہ سے سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت کے آغاز ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا۔ بائیس ہزار کے قریب مرتدین کو تہہ تیغ کر کے ختم نبوت کا تحفظ کیا منکر ختم نبوت و مرتد کی اصولی وشرعی سزا یہی ہے جو اسوۂ صدیقی سے واضح ہے۔

ماضی میں اسلامی فرمانرواؤں نے ہر منکر ختم رسالت مآب ﷺ کے ساتھ صدیقی سپریم کورٹ سے نافذ شدہ سزا کے تسلسل کو باقی رکھا۔ برطانوی استعمار کی سازشوں سے امت مسلمہ مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے دینی و دنیوی لحاظ سے مسلمان پسماندگی کی انتہا کو پہنچ گئے اس دینی و دنیوی افراتفری میں قادیان کے رہائشی منشی غلام احمد کو منصب ''نبوت'' پر فائز کیا گیا جس نے تدریجا بتدریجا مجدد، مامور من اللہ، مہدی، مسیح، نبی اور رسول اللہ ﷺ وغیرہ ہونے کے دعوے کیے۔ ان حالات میں امت اجتماعیت سے محروم تھی کسی فرد واحد کی متفق قیادت وسیادت میسر نہیں تھی۔ علماء حق ہی نے اس موقع پر تاریخی تسلسل کو باقی رکھا۔ عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت سے آگاہ کیا فتنہ قادیانیت سرکوبی کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دئیں۔

ماضی کے اکابر علماء کے اس تاریخی ورثہ کی محافظت کے لیے دیگر علماء کرام کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ نے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی منتخب فرمایا آپ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہم شاگرد تھے۔ آپ نے پوری زندگی اسی مشن میں گزار دی۔ ختم نبوت کیلئے ہر فورم وسطح پر آواز بلند کی اور انتہائی اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ ملکی وغیر ملکی مسلمانوں کی دینی رہنمائی اور قادیانیت پر حجت تام کرنے کیلئے

آپ نے انتہائی اہم مفید اور جامع رسائل بھی تحریر کیے جو شائع ہو کر کافی عرصہ سے نایاب تھے۔ انہیں نئی ترتیب اور جدید حوالہ جات کے ساتھ شائع کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی حق تعالیٰ جل شانہ کے فضل وکرم سے اس کام میں توقعات کے برعکس جلد ہی کامیابی حاصل ہوگئی۔

اس مجموعہ کی افادیت کو دوچند کرنے' تعلیمات اکابر محفوظ کرنے اور آنے والی نسلوں تک پیغام اکابر پہنچانے کیلئے حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی نایاب وکامیاب مناظرہ بعنوان "تحفہ ایمانی" بھی ابتداء میں شامل کیا ہے۔ حضرت استاذیم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم ونایاب رسائل جو بعض "چودہ میزائل" میں اور بعض الگ طور پر شائع ہوئے تھے سب کو جدید ترتیب وحوالہ جات سے یکجا کر کے "پیغام ہدایت" کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

اس مجموعہ کی تیاری حضرت استاذیم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا اور حضرت استاذیم صاحبزادہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب مدظلہم کی سرپرستی وحوصلہ افزائی اور مولانا ثناء اللہ چنیوٹی' مولانا بدر عالم چنیوٹی کے تعاون سے ممکن ہوئی۔

جدید ترتیب وحوالہ جات کی تلاش میں برادر کبیر مولانا بلال احمد صاحب اور عزیزی مولوی زبیر احسن سلمہ متعلم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے بہت زیادہ محنت ومعاونت فرمائی ان کے علاوہ کہ دیگر ساتھیوں نے بھرپور تعاون فرمایا۔

حق تعالیٰ ان سب حضرات کی سرپرستی وتعاون کو قبول فرما کر اپنی شایان شان جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

آخر میں محسن مکرم برادر معظم حضرت مولانا محمد شریف حیدری صاحب مدظلہم مدیر مدرسہ

جامعہ محمودیہ جادیوالی تونسہ ڈیرہ غازی خان کا شکریہ ادا کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں جن کی ذاتی کوشش ولگن اور عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ محبت کی بدولت یہ مجموعہ طباعت کے مراحل طے کر سکا ہے۔

حق تعالیٰ ان کی محنت ومحبت کو شرف قبولیت سے نوازیں اور دارین کی ترقیات عطا فرمائیں ۔علماء کرام کی خدمت میں انتہائی ادب سے التماس ہے کہ مطالعہ کے بعد اس ''مجموعہ'' میں موجود فروگزاشت اور غلطی سے متنبہ وآگاہ فرمائیں اور اس کی نسبت مرتب کی طرف ہوگی۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا قصوروار نہ ٹھہرایا جائے۔عنداللہ اور عندالناس قبولیت کی دعا بھی فرمائیں۔

حق تعالیٰ اس مجموعہ کو گم گشتہ راہ ختم نبوت کیلئے حقیقی معنوں میں ''پیغام ہدایت'' مسلمانوں کیلئے باعث استقامت' حضرت استاذیم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے صدقہ جاریہ اور بندہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔آمین

محبوب احمد

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

۲۲/۱۱/۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۴دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات

النجم - جمادی الآخرہ ۱۳۴۴ھ

حصہ دوم

حضرت حق جل شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ
محض اسکی تائید و توفیق سے یہ رسالہ حقانی موسوم باسم بامسمیٰ

تحفۂ ایمانی

یعنی

روئداد مباحثۂ قادیانی

جو بمقام ساونت واڑی (ملک کوکن) بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء ہوا

اس روئداد میں جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) کا بمبئی سے ساونت واڑی جانا اور اللہ تعالیٰ کا بنکر مرزائیت کی تبلیغ کو خاکستر کرکے برباد کرنا مرزائیوں سے مباحثہ کرکے ان کے بطلان کو روز روشن کیطرح ظاہر فرمانا کوکن کے ایک بڑے علاقہ کو اس فتنہ سے بچالینا یہ تمام واقعات مع فیصلہ صدر صاحب بتفصیل مذکور ہیں

خاکسار فقیر محمد ساکن گوتاڑہ علاقہ ساونت واڑی نے مرتب کیا اور بفرمائش جماعت المسلمین ساونت واڑی

پہلی مرتبہ خلافت پریس بمبئی میں چھپا اور دوسری مرتبہ

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر النجم کے ساتھ شائع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدائے تعالیٰ کی قدرت کے کارخانے عجیب ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم عم فیضہم (رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ) جب لکھنؤ سے بمبئی روانہ ہوئے اس وقت ان کو یا کسی کو یہ خطرہ بھی نہ تھا کہ حق تعالیٰ ان سے اس سفر میں یہ عظیم الشان کام بھی لے گا۔ اور ہمارے علاقہ ''کوکن'' میں مرزائیت کی بلا جو پھیل چلی ہے ان کے انفاس متبرکہ سے دور ہوگی۔ مگر خدا کا لطف وکرم جب کسی بندے پر ہوتا ہے تو اس سے اسی طرح کام لیے جاتے ہیں۔

حضرت ممدوح مولانا عبدالشکور لکھنوی لکھنؤ سے بمبئی تشریف لائے بمقام ماہم شریف فرقہ رضا خانی سے ان کا مباحثہ ہوا۔ بمبئی میں پہلا دن تھا کہ فرقہ مزکورہ کے خلاف حقانی آواز بلند ہوئی۔ اور ایسی بلند ہوئی کہ بمبئی کی تمام فضا اس سے گونج اٹھی اور اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے سرمایہ حیات جاودانی بن گئے۔ مباحثہ مذکور کی روئداد فوراً ہی شائع ہوگئی جس کا مبارک نام ''تحفہ لاثانی'' ہے۔ اس مباحثہ کے بعد دفعتہً یہ مباحثہ مرزائیوں سے ہوا جس کی روئداد رسالہ ہذا میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

مقام ساونت واڑی ایک سرسبز وشاداب پہاڑ کے اوپر آباد ہے کسی زمانہ میں یہ علاقہ بیجاپور (دکن) سے تعلق رکھتا تھا اسلامی حکومت عادل شاہی کا مرکز تھا شہر عادل آباد اور اس کے اطراف میں پرانی شاہی عمارات کے کھنڈر اب تک سبق عبرت دے رہے ہیں۔ اب یہاں مرہٹی خاندان کے فرمان روا کی حکومت ہے۔ بمبئی سے ''ملک گوآ'' کو جو جہاز جاتا ہے اس کے راستہ میں۔ وینگورلا ایک بندرگاہ ہے اسی بندرگاہ سے اتر کر ساونت واڑی جاتے ہیں ''وینگورلا'' بندرگاہ سے ''گوآ'' صرف چار گھنٹہ کا راستہ ہے جہاں انگریزی حکومت ختم ہوکر پرتگیزیوں کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ بمبئی سے دخانی جہاز درمیانی چند بندرگاہوں پر دس پندرہ پندرہ منٹ ٹھہرتا ہوا۔ اٹھارہ انیس گھنٹہ میں پہنچتا ہے۔ اپنے ہندوستانی بھائیوں کے تعارف کے لئے جن کی نظر سے یہ رسالہ گزرے گا اس قدر لکھا گیا۔

علاقہ ساونت واڑی میں کئی سال سے ایک شخص حکیم محمد یونس صاحب مرزائی ہوگئے ہیں انہوں نے اپنے جائے قیام وینگوریلا بندرگاہ میں مرزائیوں کی ایک انجمن قائم کی ہے جس کے وہ خود سیکرٹری ہیں۔ یہ صاحب دن رات مرزائیت کی تبلیغ میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو معلوم بھی نہ تھا کہ مرزائیت کیا بلا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے علاقہ کے دو شخص اور مرزائی ہوئے اور سیکرٹری صاحب کی ہمت بڑھی چنانچہ انہوں نے ایک مضمون اخبار "کرات" میں جو مرہٹی زبان کا اخبار وینگورلا بندرگاہ سے نکلتا ہے شائع کرایا اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح اور مہدی اور نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کے دلائل لکھ کر مسلمانوں کو مرزائی ہونے کی دعوت دی۔ علاقہ ساونت واڑی کے اکثر مسلمان بمبئی میں رہتے ہیں بعض بسلسلہ تجارت اور بعض بسبیل ملازمت جن میں...... یہ خاکسار بھی ہے سیکرٹری صاحب کا اشتہار مذکور دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کا جواب نہ دیا گیا تو بہت لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں نے اس کے جواب میں ایک خط صاحب مذکور کو لکھا مگر انہوں نے بجائے اس کے کہ مجھے جواب دیتے فوراً ایک اشتہار اردو زبان میں چھاپ کر تقسیم کر دیا۔ جس میں اپنے علما کی قادیاں سے آمد درج کر کے علمائے اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

اس اشتہار کی جرأت سیکرٹری صاحب کو بدو وجہ ہوئی اول تو وہ جانتے تھے کہ فرمان روائے ساونت واڑی کی اجازت کے بغیر مناظرہ نہ ہو سکے گا اور اجازت کا ملنا مشکل ہے دوم ان کو یقین تھا کہ کوئی واقف کار عالم ساونت واڑی میں نہیں پہنچ سکتا۔ بمبئی سے اگر یہ لوگ کسی عالم کو لائے بھی تو وہ ہمارے مذہب سے ناواقف اور ہمارے مکر و فریب سے بے خبر ہوں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ مشیت الٰہی کیا کرنے والی ہے اور کس طرح خدا اپنے ایک بندہ کو بھیج کر ان کی سالہا سال کی کوششوں کو چشم زدن میں برباد کرنے والا ہے۔

اشتہار مذکور کے نکلنے کے بعد ہم لوگوں کو جو بمبئی میں رہتے ہیں بڑی فکر دامن گیر ہوئی۔ بمبئی میں چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی سمجھ میں نہ آیا۔ ان دنوں مولوی نثار احمد صاحب کانپوری کا بمبئی میں طوطی

بول رہا تھا ماہم شریف کے مناظرہ سے پہلے بمبئی میں ہر طرف انہیں کا چرچا تھا سال میں دو تین مرتبہ اپنی جائے ملازمت آگرہ سے بمبئی تشریف لاتے تھے اور میمن صاحبان ان کی معقول خدمت کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بتقریب میلاد خوانی بمبئی میں تشریف فرما تھے ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ از راہ مہربانی انہوں نے ہم سے پختہ وعدہ فرمایا اور ہم کو بالکل مطمئن کر دیا۔

''ماہم شریف'' کے مناظر کے بعد جب ساونت واڑی کی تاریخ قریب آ گئی تو اگر چہ ان کی وہ عزت بمبئی میں باقی نہ تھی۔ نیک نامی کی بجائے ہر طرف ان کی بدنامی کا غلغلہ بلند تھا مگر پھر بھی ہم لوگ حاضر ہوئے لیکن افسوس کہ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ماہم شریف کے مناظرہ میں فرقہ رضا خانی کو زیروزبر کر کے اپنے وطن واپس تشریف لے جانے کا پورا تہیہ فرما چکے تھے کہ ہمارا وفد گیا فتنہ مرزائیت کا پورا واقعہ سنایا آپ نے پہلے تو اپنے مشاغل دینیہ کے حرج عظیم کی وجہ سے عذر فرمایا مگر بالآخر ہماری بیکسی دیکھ کر اور اس فتنہ ضلالت کی اہمیت محسوس فرما کر منظور فرما لیا۔

ساونت واڑی کی خوش قسمتی

بروز چہار شنبہ ۲۸۔ اکتوبر دس بجے دن روپاوتی جہاز میں ہم سب لوگ مولانا صاحب ممدوح کو اور ان کی رفاقت میں چند اصحاب کو بمبئی سے لے کر روانہ ہوئے دو بجے شب کو ویںگورلا بندر پہنچے جہاں پہلے سے موٹروں کا انتظام ہو چکا تھا آغاز صبح صادق کے وقت بروز پنجشنبہ ساونت واڑی کو ورود مسعود سے شرف حاصل ہوا۔ اسمٰعیل خان صاحب مالک کمپنی الکٹری بمبئی کے مکان میں آپ کا قیام ہوا۔ خان صاحب موصوف بھی آپ کے ہمراہ بمبئی سے آئے تھے تین دن آپ کا قیام ہوا یکشنبہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اسی روپاوتی جہاز سے آپ بمبئی واپس ہوئے۔

تین دن میں پانچ وعظ آپ کے ہوئے۔ (۱) اوّل بمقام شہر عادل آباد جو فی الحال باندے کے

نام سے مشہور ہے اور ساونت واڑی سے ۴ادور میل ہے (۲) دوم بمقام ساونت واڑی پیر صاحب کے مکان پر (۳) سوم جامع مسجد ساونت واڑی میں بعد نماز جمعہ (۴) چہارم بمقام کڈال جو ساونت واڑی سے ۱۳دور میل ہے (۵) پنجم بمقام ساونت واڑی اسمٰعیل خان صاحب کے مکان پر یہ آخری وعظ تھا۔

ان وعظوں میں جو مطالب عالیہ بیان ہوئے سننے سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ توجہ ہر وعظ میں فتنہ مرزائیت کی حقیقت ظاہر فرمانے اور نماز کی ترغیب وتشویق کی طرف فرمائی گئی اور الحمدللہ دونوں مقصد باحسن وجوہ حاصل ہوئے۔ مسلمانوں میں بیداری کے آثار پیدا ہوئے دین داری کا ولولہ ان کے دلوں میں موجزن ہوا۔

کیفیت مباحثہ قادیانی

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدظلہم العالی کے پہنچنے کے دوسرے روز یعنی جمعہ کے دن صبح کو انجمن مرزائیہ کے سیکرٹری صاحب کا خط جناب اسمٰعیل خان صاحب کے نام بایں مضمون آیا۔ کہ ہمارے علما آ گئے ہیں مناظر ہو جائے تو دونوں طرف کے علما کا بیان سن کر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا

اس خط کا جواب اسی وقت ان کو انہیں کے قاصد کے ہاتھ بھیج دیا گیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بخوشی منظور ہے۔ ہم مرزا غلام احمد صاحب کا دجال کذاب ہونا منکر ضروریات دین ہونا روز روشن کی طرح ثابت کر دیں گے۔ جواب الجواب کا انتظار ہی تھا بلکہ انتظار کا وقت ختم ہو چکا تھا کہ سنا گیا تین مرزائی صاحبان جو قادیان سے تشریف لائے یعنی ان کے علامہ حافظ روشن علی صاحب اور ان کے مولانا عبدالکریم صاحب مولوی فاضل بی۔ اے ایل بی۔ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مع سیکرٹری حکیم محمد یونس صاحب وینگورلا بندرگاہ سے ساونت واڑی تشریف لے آئے ہیں۔

عبدالکریم خان صاحب ساکن ساونت واڑی جو ہماری

جماعت کے ایک نہایت مستعد اور پر جوش ممبر ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو دین کی محبت اور سمجھ بھی عطا فرمائی ہے ان کے جائے قیام پر تشریف لے گئے وہاں سے ان کی معیت میں مولوی فاضل صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے وکیلانہ چالوں سے مناظرہ کو ٹالنے اور اپنے فرقہ کو فرار و شکست کے الزام سے بچانے کیلئے ساری قوت ختم کر دی۔ عصر کے وقت سے ساڑھے آٹھ بجے شب تک ہم لوگوں کا وقت بھی ناحق برباد کیا اور اپنے کو بھی پریشان کیا مگر بدقسمتی سے مناظرہ کی مصیبت سے نجات نہ ملی۔ بڑا اصرار اس بات پر تھا کہ پہلے ہمیں موقع ملے کہ ہم مرزا صاحب کی سچائی اور نبوت ثابت کر دیں۔ اس کے بعد آپ ان کا کذاب دجال منکر ضروریات اسلام ہونا ثابت کیجئے۔ اور ہمارا کہنا یہ تھا کہ سچائی ثابت کرنے میں تو بڑا طول ہوگا کیونکہ کسی شخص کی سچائی ثابت کرنے کیلئے ضرورت ہے کہ اس کی تمام باتوں کا سچا ہونا بیان کیا جائے۔ اس میں کئی دن بلکہ کئی مہینے آپ گذار سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ یہاں کے ناواقف لوگوں کو مرزا صاحب کی تعریف دو ایک دن سنا کر چل دیں گے۔ اور مرزا صاحب کی حقیقت پر پردہ پڑا رہ جائے گا۔ بخلاف اس کے مرزا کا جھوٹا ہونا بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ کسی شخص کا جھوٹ ثابت کرنے کیلئے اس کی ایک بات کا بھی جھوٹا ہونا کافی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ سہل و مختصر راستہ کو چھوڑ کر دشوار اور طویل راہ اختیار کی جائے اور مناظرہ کو ناتمام و بے نتیجہ چھوڑ کر چل دینے کا موقع دیا جائے۔

ہماری بات چونکہ ایسی معقول تھی کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مجبور ہو کر وکیل صاحب کو منظور کرنی پڑی اور حسب ذیل امور ہمارے اور ان کے درمیان میں طے ہوئے۔

۱۔ ہماری طرف سے عالی جناب مولانا مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ مناظر ہوں گے اور مرزائیوں کی طرف سے ان کے علامہ حافظ روشن علی صاحب۔

۲۔ ہمارے مولانا صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب منکر ضروریات دین ہونا ثابت فرمائیں گے۔ جواب دینا مرزائیوں کے ذمہ ہوگا۔

۳۔ پہلی تقریر میں مولانا صاحب سے دوگنا وقت مرزائی مناظر صاحب کو دیا جائے گا۔ اور مابعد کی تقریروں میں دونوں کا وقت مساوی ہوگا۔

۴۔ جناب شیخ آدم صاحب صوبے دار میجر پنشنر صدر جلسہ قرار دیے گئے ان تمام امور کے قلم بند ہو جانے کے بعد نو بجے شب سے مناظرہ شروع ہوا اور بارہ بجے شب تک رہا ایک وسیع میدان حاضرین سے بھر گیا تھا ہندو صاحبان بھی شریک تھے ساونت واڑی کی پولیس اور افسر بھی انتظام کے لیے موجود تھے

تقریر مباحثہ

تقریر شروع ہونے سے پہلے حضرت مولانا صاحب نے تمام حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ مرزائی صاحبان اس وقت ہمارے یہاں آئے ہوئے ہیں تمام حاضرین کو چاہیے کہ کسی قسم کی کوئی توہین آمیز بات ان کے متعلق نہ کہیں نہایت خاموشی کے ساتھ سنیں اور پوری آزادی کے ساتھ ان کو موقع دیں کہ وہ اپنا مافی الضمیر جن الفاظ میں چاہیں بے تکلف ادا کریں گے اس کے خلاف کوئی بات ہوئی تو یہ توہین ان کی نہ ہوگی بلکہ میری ہوگی۔

اسمٰعیل خان صاحب مالک مکان نے بھی پر زور الفاظ میں اسی کی فہمائش کی اور الحمدللہ تمام حاضرین نے اس پر عمل کیا۔

اس کے بعد تقریریں شروع ہوئیں۔

جناب مولانا صاحب۔

الحمدلله نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

آپ حضرات کے سامنے اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت سی صفتوں میں سے صرف دو صفتیں بالاختصار پیش کرتا ہوں اول یہ کہ مرزا صاحب بڑے جھوٹے تھے اس قدر بے باک جھوٹ بولنے والا شاید دنیا میں کوئی نہ ہوا ہوگا دوم یہ کہ مرزا صاحب نے حضرات انبیاء کو نہایت ناپاک

بازاری گالیاں دی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دو صفتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ شخص عقلاً نقلاً کسی طرح اچھا آدمی نہیں کہا جا سکتا نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ

مرزا قادیانی کے جھوٹ کے ثبوت میں سردست صرف دو عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش کرتا ہوں۔

ا۔ مرزا قادیانی اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ مطبوعہ ۱۹۰۳ء کے ص ۴ میں لکھتے ہیں "(۱) قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ (۳) پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے (۴) کہ جو یہی زمانہ ہے (۵) اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے (۶) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۷) اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی۔ (۸) اور زمین نے بھی۔ (۹) اور کوئی نبی نہیں جو میرے لیے گواہی نہیں دے چکا۔ (روحانی خزائن:۹۶/۱۹)

اس عبارت میں نو جھوٹ ہوئے (چنانچہ ہم نے عبارت پر ہندسہ لگا دیا ہے) مگر سب سے زیادہ لطیف پانچواں جھوٹ ہے کہ قرآن نے ان کے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے۔ ہمارے مخاطب صاحب جو علامہ ہونے کے علاوہ حافظ بھی ہیں قرآن شریف میں کوئی آیت دکھادیں جس میں مرزا صاحب کے آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہو۔ مگر وہ نہ دکھا سکیں گے اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے۔

۲۔ مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں "اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جس میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے۔"

(شہادت القرآن:/۶۱۔ روحانی خزائن:۶/۳۳۷)

ہمارے مخاطب صاحب بتائیں کہ بخاری میں یہ حدیث کہاں ہے۔ ہرگز کوئی مرزائی اس حدیث کو بخاری میں نہیں دکھا سکتے۔

اب خیال کیجئے کہ قرآن شریف کیسی کثیر الوجود کتاب ہے جس سے کسی مسلمان کا گھر خالی نہ ہوگا ایسی کتاب کا غلط حوالہ دینا معمولی جھوٹے کا کام نہیں بڑے مشاق کا کام ہے۔ بخاری بھی کس درجہ متداول و معروف کتاب ہے اس کا غلط حوالہ دیتے ہوئے شرم نہ کرنا کچھ کم مشاقی کی دلیل نہیں۔

مرزا قادیانی کے توہین انبیا کے ثبوت

اس میں بھی دو عبارتیں بالفعل پیش کرتا ہوں۔

ا۔ مرزا جی لکھتے ہیں ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم/ ۷، روحانی خزائن: ۱۱/ ۲۹۱)

خیال کیجئے کہ ایسے ناپاک بازاری الفاظ اگر آج کسی رذیل سے رذیل کو کہے جائیں تو کیا حال ہو گا۔ مگر خدا بڑا حلیم ہے کہ اس کے باعزت رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی بات قرآن کریم میں ہے کہ خدا کے یہاں ان کی بڑی وجاہت ہے اور وہ خدا کے مقربین میں سے ہیں یہ گالیاں دی گئی ہیں

۲۔ مرزا جی لکھتے ہیں ”بلکہ یحیٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۲۰)

ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف

طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔"

(اعجاز احمدی/۱۳، ۱۴، روحانی خزائن:۱۹/۱۲۱)

اس عبارت میں جو توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے ایسی توہین کسی معمولی مسلمان کی بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتی۔

یہ تقریر نومنٹ میں ختم ہوئی اور روشن صاحب کو اٹھارہ منٹ جواب کے لئے دیے گئے۔

مرزائیوں کے علامہ۔

صحیح بخاری کا حوالہ تو بے شک صحیح نہیں ہے مگر یہ کاتب کی بھول ہے اس نے غلطی سے بخاری کا نام لکھ دیا۔ رہا قرآن شریف کا حوالہ تو بے شک قرآن میں حضرت مرزا کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے زمانہ کے تعین سے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سن و تاریخ بتلائی ہو تو یہ غلط ہے بلکہ زمانہ کے تعین سے مراد اس زمانہ کے علامات کا بیان کرنا ہے۔ اور ایسی بہت سی آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور ان کے زمانہ ظہور کی علامت کا ذکر ہے چنانچہ دو چار آیتیں میں پڑھتا ہوں۔ **محمد رسول الله والذین معه** اور **هو الذی ارسل رسوله** اور **وعد الله الذین امنو امنکم وعملو الصالحات لیستخلفهم فی الارض** اور **واذا العشار عطلت** ان سب آیات میں حضرت مرزا جی کے زمانہ ظہور کی علامات کا تذکرہ ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم کی عبارت جو آپ نے پڑھی اس میں آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ الفاظ کس کے متعلق لکھے گئے ہیں آپ پر فرض تھا کہ اس کو ظاہر فرما دیتے تا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہوتا اب میں بتلاتا ہوں کہ یہ الفاظ یسوع کے متعلق ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ یسوع اور شخص ہیں اور عیسیٰ اور شخص۔

اعجاز احمدی کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے اس میں بے شک مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا گیا

ہے مگر وہ محض عیسائیوں کوالزام دینے کیلئے لکھا گیا ہے ایک عیسائی نے آنحضرت ﷺ کی شان میں زنا کار کا لفظ استعمال کیا تھا (یہ کہہ کر اس عیسائی کی عبارت سنائی) اسی کے انتقام میں مرزا صاحب نے الزامی طور پر یہ الفاظ حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھے۔

یہ تقریر مرزائیوں کے علامہ نے فضول اور مکرر باتیں بیان کر کے اٹھارہ منٹ میں ختم کی۔

جناب مولانا صاحب۔

صحیح بخاری کا حوالہ اگر سہو کاتب ہے تو کیا یہ پوری عبارت کہ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے'' سہو کاتب ہے اور بالفرض یہ سب سہو کاتب ہے تو اب تک کہ اتنا زمانہ دراز اس کتاب کو چھپے ہوئے گزرا خود مرزا جی نے یا ان کے بعد کسی مرزائی نے اس کا غلط نامہ کیوں نہیں شائع کیا۔

قرآن شریف کے جھوٹے حوالے کی بابت جس قدر آیات قرآنیہ ہمارے مخاطب صاحب نے پیش کیں مجھے سن کر حیرت ہوگئی۔ کہ ان آیات سے اور مرزا صاحب کے ظہور یا زمانہ ظہور کی علامات سے کیا تعلق ہے۔ کیا انہوں نے تمام حاضرین کو اس قدر جاہل و بے وقوف سمجھ لیا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو آپ یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ پورے قرآن شریف میں قرآن شریف کی ہر آیت میں سوا ظہور مرزا اور زمانہ ظہور مرزا کے علامات کے اور کوئی بیان ہی نہیں۔ ذرا مہربانی فرما کر وہ اپنی پڑھی ہوئی آیتوں کا ترجمہ تو کریں۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو آپ نے بیان کیا یہ بالکل غلط ہے خود مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔ ''دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں'' درحقیقت یسوع اور عیسیٰ ایک ہی لفظ ہے جو فرق بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ محض اختلاف زبان کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

(توضیح المرام/۳۔ روحانی خزائن:۵۲/۳)

اعجاز احمدی کی عبارت میں جو تاویل ہمارے مخاطب صاحب نے کی وہ اور بھی بے بنیاد ہے اگر مرزا صاحب نے عیسائیوں کے الزام دینے کے لئے ایسا لکھا ہوتا تو قرآن کا حوالہ نہ ہوتا بلکہ بائبل کا حوالہ ہونا چاہیے تھا الزام ہر شخص کو اس کے مسلمات سے دیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن عیسائیوں کے مسلمات سے نہیں ہے۔

مرزائیوں کے علامہ۔

صحیح بخاری کے حوالہ میں ممکن ہے خود مرزا جی سے بھول ہوگئی ہو ایسی بھول نبیوں سے بکثرت ہوتی رہتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایک مرتبہ بھول کر نماز عصر میں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھی تھیں۔

قرآن شریف کے حوالہ کے متعلق ایک آیت اور بہت صاف ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اس آیت میں بہت صاف طریقہ سے حضرت مرزا جی کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے کیونکہ احمد سے مراد حضرت مرزا غلام احمد ہیں ان کا اصلی نام احمد تھا چنانچہ ان کے والد نے ان کے نام پر ایک گاؤں بھی آباد کیا تھا جس کا نام احمد آباد ہے۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو میں نے بیان کیا وہ بھی حضرت مرزا جی کی کتاب سے بیان کیا تھا خود انہوں نے لکھا ہے کہ یسوع اور شخص تھا اور عیسیٰ اور شخص ہیں۔

اعجاز احمدی کی عبارت کو الزامی میں اس سبب سے کہتا ہوں کہ مرزا جی نے قرآن میں حضرت عیسیٰ کو حصور نہ کہنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ "ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے" اور یہ قصے بائبل میں ہیں نہ قرآن میں۔

جناب مولانا صاحب۔

خود مرزا جی سے اگر صحیح بخاری کے حوالہ میں بھول ہوگئی تھی تو بھی سہو کاتب کے متعلق جو بات میں

نے کہی تھی وہی پھر کہتا ہوں کہ اس کا کوئی غلط نامہ مرزا جی نے یا ان کے بعد آج تک کسی اور نے کیوں نہ شائع کیا علاوہ اس کے اس حوالہ کا جھوٹا ہونا تو آپ نے مان لیا اب رہا یہ کہ اس جھوٹ کا سبب سہو تھا یا عمداً اس کی تحقیقات بعد میں ہوگی اور آپ نے جو یہ کہا کہ اور نبیوں سے بھی بھول ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے نماز عصر میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا یہ بالکل بے تعلق بات آپ نے چھیڑ دی ہے آپ ہرگز ایسا نہیں دکھا سکتے کہ کسی نبی نے بھول کر جھوٹ بولا ہو جیسا کہ مرزا جی نے جھوٹا حوالہ بخاری کا دیا۔

قرآن کے جھوٹے حوالہ کی آپ بار بار تصحیح کرنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیے یہ ناممکن ہے مرزا کا جھوٹ ایسا نہیں جس کی تاویل ہو سکے۔ اچھا بالفرض مان لیا جائے کہ آیت میں احمد سے مراد غلام احمد ہے تو اس سے زمانہ کا تعین کیسے ہوا مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ قرآن میں میرے آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہے اور یہ بات بھی غلط ہے کہ احمد سے مراد غلام احمد لیا جائے مرزا صاحب کا نام احمد تھا تو اپنے کو غلام احمد کیوں لکھا کرتے تھے۔ احادیث میں صاف موجود ہے کہ احمد نام رسول ﷺ کا ہے اور اس آیت میں بشارت آپ ہی کی ہے۔ کسی کلام کے ایسے دور دراز کا معنی مراد لینا صریح تحریف ہے۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق میں خود جانتا ہوں کہ مرزا جی نے انجام آتھم میں بیان کیا ہے مگر مرزا صاحب ہی نے فرق کا نہ ہونا بھی بیان کیا ہے یہ اختلاف بیانی تو دروغ گوئی کے لوازم سے ہے اس سے آپ نے مرزا کا دروغ گو ہونا مان لیا۔

اصل یہ کہ مرزا جی پر جب مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی انہدام اسلام سے خارج ہو گئے تو اس کے جواب میں انہوں نے یہ بات بتائی کہ میں نے عیسیٰ کو کچھ نہیں کہا میں نے تو یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ لیکن یہ ان کو یاد نہ رہا کہ میں خود لکھ چکا ہوں کہ عیسیٰ اور یسوع ایک ہی شخص کا نام ہے سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

اعجاز احمدی کی عبارت میں لفظ "ایسے قصہ" سے بائبل کے قصہ مراد لے کر آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو

سکتا کیونکہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ قصے خدا کے نزدیک سچے تھے کہ جھوٹے اگر جھوٹے تھے تو قرآن میں جھوٹے قصوں کی کیوں رعائیت کی گئی اور ان جھوٹے قصوں کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عزت کے لقب سے کیوں محروم رکھے گئے اور اگر یہ قصے سچے تھے تو میرا اعتراض بدستور قائم رہا۔

لطیفہ:

حاضرین آپ کو معلوم ہے کہ مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے قرآن شریف میں لفظ حصور نہ ہونے کو (معاذ اللہ) ان کے بدکار ہونے کی دلیل کیوں بنایا سنیے مقصود مرزا جی کا یہ ہے کہ جس طرح وہ پیغمبروں کو گالیاں دیا کرتے تھے اسی طرح تمام مسلمان قرآنی حکم سمجھ کر پیغمبروں کو گالیاں دیا کریں کیونکہ حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا سوائے حضرت یحییٰ کے کسی پیغمبر کے متعلق لفظ حصور قرآن میں نہیں آیا۔ تو معاذ اللہ سب پیغمبر ایسے ہی ہو گئے۔ استغفر اللہ۔

مرزائیوں کے علامہ۔

مرزا جی کے قبل دعوی نبوت کی زندگی آپ کیوں نہیں دیکھتے بھلا قبل دعوی نبوت کا تو کوئی جھوٹ آپ ثابت کر دیجئے۔ یہ بات مرزائیوں کے علامہ نے قریب قریب ہر تقریر میں بیان کی۔

حضرت مرزا جی نے توہین انبیاء ہرگز نہیں کی۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کتنے بڑے عالم مسلمانوں کے گزرے ہیں۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں انہی کا قائم کیا ہوا ہے انہوں نے بھی اپنی کتاب ازالۃ الاوہام میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ایسے الفاظ لکھے ہیں تو کیا آپ ان کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی اور جیسی گرفت آج مرزا جی کی ہو رہی ہے ان کی گرفت بھی ایسی کسی نے کی ہے یہ کہہ کر علامہ صاحب نے مولوی فاضل صاحب کو حکم دیا کہ ازالۃ الاوہام کی عبارت سناؤ انہوں نے فارسی پڑھ کر سنائی۔

جناب مولانا صاحب۔

ذرا یہ کتاب مجھے دیجئے۔

مولوی فاضل صاحب نے کتاب دے دی مگر دینے کے بعد ہوش آ گیا اور کہنے لگے کہ کتاب لائیے مجھے ایک بات دیکھنا ہے پھر ابھی آپ کو دے دوں گا۔

جناب مولانا صاحب۔

اب یہ کتاب آپ کو اس وقت ملے گی جب آپ کی کاروائی حاضرین کو دکھلا دی جائیگی۔ یہ کہہ کر مولانا صاحب اٹھے اور حسب ذیل تقریر شروع کی۔

حاضرین محفل۔ اگر خدانخواستہ مجھ سے ایسی حرکت ہوئی ہوتی جیسی ان صاحبوں نے اس وقت مولانا رحمت اللہ کی کتاب کے حوالہ میں کی ہے تو میں پھر دنیا میں کسی کو منہ نہ دکھا سکتا۔ دیکھئے مولانا ممدوح کی جو عبارت مرزائی صاحبان نے سنائی اس میں یہ نفیس کاروائی کی ہے کہ شروع کی ایک سطر چھوڑ دی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ انجیل لوقا کے ساتویں باب کی آیت فلاں وفلاں میں ہے اگر یہ عبارت بھی پڑھ دیتے تو مطلب ان کا فوت ہو جاتا اور صاف کھل جاتا کہ مولانا ممدوح نے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں لکھے بلکہ انجیل سے نقل کیے ہیں اور مرزا جی نے خود اپنی طرف سے بحوالہ قرآن لکھے ہیں دونوں میں کتنا فرق ہے اب آپ ہی فرمائیے کہ اس کاروائی کا نام خیانت نقل نہیں تو کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ مرزا جی کے حالات قبل دعویٰ دیکھے جائیں اس کی ضرورت تو ہم کو اس وقت ہوتی کہ بعد دعوی نبوت ان کا کذب پایہ ثبوت کو نہ پہنچتا۔ پھر قبل دعوے کے حالات ان کے بالکل تاریکی میں ہیں ان کو کس طرح دیکھا جا سکتا ہے کون جانتا تھا کہ یہ شخص آگے چل کر دعوی نبوت کرنے والا ہے کہ اس کے حالات کی نگرانی کی جاتی قبل دعوے کے حالات میں سے چند معمولی باتوں کا علم البتہ

لوگوں کو ہے کہ مرزا صاحب نے فکر معاش میں سرگرداں مختاری کا امتحان دیا مگر فیل ہو گئے پھر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ کی نوکری حاصل کی تو ان سے حالات ان کے صدق و کذب پر کیا روشنی پڑ سکتی ہے۔

لطیفہ:۔

آپ حضرت نے سنا مرزا غلام احمد جی نے جس طرح مولانا رحمت اللہ صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام کا نام غصب کر کے اپنی کتاب کا نام رکھ لیا اسی طرح لفظ احمدی جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے متبعین کا لقب تھا اپنے پیروی کرنے والوں کو غصب کر کے دیا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز مرزا غلام احمد جی کے کسی ماننے والے کو احمدی نہ کہیں۔ (۱) مرزائی (۲) نئے عیسائی۔ (۳) قادیانی۔ (۴) غلمدی۔ ان چار ناموں میں سے جو نام چاہیں ان کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

مرزائیوں کے علامہ۔

(جو خیانت مذکورہ کے کھل جانے پر باوجود حیا و غیرت میں کہنہ مشق ہونے کے سراسیمہ ہو چکے تھے) حضرت مرزا صاحب کے پندرہ روپیہ کی نوکری پر آپ نے اعتراض کیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے تو بکریاں چرائیں اور ایک عورت کی نوکری کی۔

جناب مولانا صاحب۔

حاضرین آپ نے دیکھا کہ اب اصل مبحث بالکل چھوٹ گیا ہمارے مخاطب صاحب اب ان فضول باتوں میں وقت گزاری کر رہے ہیں۔

ہاں:

یہ بات خاص طور پر خیال کرنے کی ہے کہ مرزائی صاحبان کو مرزا جی سے کس قدر محبت ہے میں نے ان کے مرزا جی کو ایک بات کہی تھی وہ بھی محض واقعہ کے طور پر نہ بہ نیت توہین اس کے جواب میں

انہوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو دو باتیں کہہ لیں۔ میں نے مرزا جی کو پندرہ روپیہ کا نوکر۔ اس کے عوض میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چرواہا اور عورت کا نوکر کہہ ڈالا۔ مرزا جی نے خود بھی اپنی تصانیف میں جا بجا اپنے کو رسول خدا ﷺ پر فوقیت دی ہے چنانچہ اپنے قصیدہ اعجازیہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

؎ له خسف القمر المنير و ان لي — غسا القمران المشرقان اتنكر

ترجمہ۔ اس کے لئے یعنی آنحضرت ﷺ کیلئے تو چاند گہن لگا تھا۔ معجزہ شق القمر کو چاند گہن کہا اور میرے لئے چاند سورج دونوں میں گہن لگا کیا اب بھی تم انکار کرو گے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح / ۱۷۱، روحانی خزائن: ۱/۱۸۳)

اسی دوران علامہ صاحب بول اٹھے کہ جب آپ کے گھر پر حملہ ہوا تو آپ کو خبر ہوئی مولانا صاحب نے فرمایا آپ نے خود اپنی زبان سے ہماری تائید کی ہے اور اقرار کرلیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر کے ہیں بے شک ہم ان کے ہیں وہ ہمارے ہیں آپ کو جو کچھ رشتہ ہے مرزا جی سے ہے مبارک ہو۔

اس کے بعد

مرزائیوں کے علامہ صاحب بار بار افسردہ زبانی کے ساتھ اپنی کہی باتوں کا اعادہ کرتے رہے اور جواب میں مولانا صاحب نے بھی اپنی باتوں کا مع فوائد جدیدہ اعادہ فرمایا یہاں تک کہ بات ختم ہوگئی اور صدر صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فیصلہ سنا دیا کہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دشنام دہندہ انبیاء علیہم السلام ہونا ثابت کر دیا چار عبارتیں پیش فرمائیں۔ مرزائی صاحبان چاروں عبارتوں میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔ تمام ہندو مسلمان جو حاضر محفل تھے فیصلہ سننے سے پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے بات اتنی صاف ہو چکی تھی کہ کوئی حاجت فیصلہ کی نہ تھی۔

مرزائی صاحبان جب اٹھ کر مجلس مناظرہ سے جانے لگے اور کتابوں سے بھرا صندوق جو دو آدمیوں سے بمشکل اٹھتا اپنے سر پر لاد کر لے گئے قابل دید منظر تھا آئے تھے بڑی شان سے اور گئے اس طرح۔

دو شخص جو نئے مرتد ہوئے تھے وہ تائب ہوئے اور جتنے لوگ مذبذب ہو گئے تھے سب کے ایمان درست ہو گئے اور خدا کا شکر ہے کہ آئندہ کیلئے اس فتنہ کا سد باب ہو گیا۔ بالفرض اگر کوئی مرزائی صاحب حیا و غیرت کو بالائے طاق کر کے اس علاقہ میں جانے کی ہمت بھی کریں تو اب کوئی ان کے فریب میں نہیں آ سکتا بچے بھی اب ان کے بڑے سے بڑے کے سامنے مرزا کا کذاب و دجال کا ہونا ثابت کر دیں گے یہ مناظرہ سب کی زبان پر ہے۔ **فالحمد لله اولا واخرا۔**

مباحثہ کا دوسرا دن

دوسرے دن صبح کو حکیم محمد یونس صاحب سیکرٹری انجمن مرزائیہ تنہا حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں آئے وہ کیا آئے تقدیر الٰہی انہیں کھینچ لائی کہ مرزا کے کذاب ہونے کے مزید دلائل کا بار ان پر لاد دیا جائے۔

سیکرٹری صاحب۔ میں سچائی کا طالب ہوں کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب مولانا صاحب۔ اب بھی پوچھنے کی ضرورت باقی ہے۔ سچائی کا طالب تو آپ کو ہم جب سمجھیں کہ کل کی کاروائی آپ شائع کر دیں۔

سیکرٹری صاحب۔ میں کچھ اور باتیں علاوہ ان امور کے جن پر بحث ہوئی پوچھنا چاہتا ہوں

جناب مولانا صاحب۔ اچھا پوچھئے۔

سیکرٹری صاحب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور نبوت ان کی بدستور قائم ہو گی تو یہ ختم نبوت کے خلاف کیوں نہیں ہے اور مرزا جی کی نبوت ختم نبوت کے خلاف کیوں ہے۔

جناب مولانا صاحب۔ ختم نبوت کے معنی تو بالکل صاف ہیں کہ حضور کے بعد کسی کو نبوت

نہ ملے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد جدید نبوت نہیں ملی اور مرزا صاحب جدید نبوت کے مدعی ہیں۔

سیکرٹری صاحب۔ حضرت موسیٰ بھی تو خاتم النبیین تھے پھر ان کے بعد نبی کیوں آئے مولانا صاحب حضرت موسیٰ کو خاتم النبیین کس نے کہا ہے۔

سیکرٹری صاحب۔ یہودی لوگ کہتے ہیں۔

مولانا صاحب۔ لاحول ولاقوۃ۔ رسول خدا ﷺ کا خاتم النبیین ہونا تو قرآن شریف میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کو قرآن ہی سے دکھلانا چاہئے۔ اور یہودیوں کا حوالہ بھی آپ غلط دیتے ہیں خود توراۃ میں رسول خدا ﷺ کی بشارت موجود ہے۔

سیکریٹری صاحب۔ میں تو خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کے سند ہیں یعنی آپ کے بعد جو نبی ہوں گے وہ آپ کی سند سے ہوں یعنی آپ کی پیروی کی سند ان کے پاس ہوگی۔

مولانا صاحب۔ یہ معنی تو ختم نبوت کے تو آپ کے خلیفہ ثانی کی کتاب الہدیٰ کے بھی خلاف ہیں۔ الہدیٰ ایک چھوٹا رسالہ ہے جو سیکریٹری صاحب نے ساونت واڑی میں تقسیم کیا تھا۔

سیکرٹری صاحب۔ اچھا آپ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجئے کیونکہ عقلاً نقلاً کسی طرح میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔

مولانا صاحب۔ آپ لوگوں کو خاص اس مسئلہ سے کیوں اس قدر دلچسپی ہے میں آپ کو حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن شریف سے صحیح احادیث سے دلائل دوں گا پہلے یہ بتلائیے کہ مرزائیوں کو اس بحث سے کیا تعلق؟

سیکرٹری صاحب۔ دراصل مرزا صاحب اسی جگہ کے دعویدار ہیں جس جگہ پر مسیح علیہ السلام مقرر تھے اگر وہ جگہ خالی نہیں یعنی مسیح علیہ السلام زندہ ہیں تو مرزا صاحب کا دعویٰ یقیناً غلط ہے۔

مولانا صاحب بالفرض مسیح علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہو اور جگہ خالی ہو تو صرف جگہ خالی ہونے سے مرزا صاحب کا جیسا جھوٹا کذاب مفتری کیوں کر اس جگہ پر قائم ہو سکتا ہے۔

سیکرٹری صاحب۔ مرزا صاحب کی دو باتوں کا جھوٹا ہونا آپ نے کل ثابت کیا تھا ان کے علاوہ اور جھوٹ بھی ان کے آپ دکھا سکتے ہیں؟

مولانا صاحب۔ چہ خوش۔ کیا وہ جھوٹ آپ کے نزدیک کچھ کم ہیں؟ یہ تو ویسی ہی بات ہے آپ نے کہی جو رسالہ ''نبی کی پہچان'' میں قادیان سے شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے دو؟؟ جھوٹ سے زیادہ کوئی نہیں ثابت کر سکا حالانکہ کئی سو جھوٹ سے تو خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابوں میں دکھلائے ہیں ایک بڑے معرکہ کا جھوٹ اور سنئے اور کچھ تو خیال کیجیے کہ مرزا صاحب سے اسلام کو کیسا نقصان پہنچایا۔ غیر مسلموں کی نظر میں انہوں نے اسلام کو کیسا ذلیل کیا۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب نے حسب ذیل عبارت کتاب ''ضمیمہ رنگون'' کی پڑھ کر سیکرٹری صاحب کو سنائی:۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی ا پیشین گوئی جو ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور اس کے جھوٹے ہونے پر مرزا صاحب کی ذلت بھی ایسی ہوئی کہ کوئی باحیا ہوتا تو پھر منہ نہ دکھاتا۔

مرزا صاحب سے امرتسر میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا اس مباحثہ کے بعد ۵ جون ۱۸۹۳ء کو آپ نے اپنے حریف مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق یہ پیشین گوئی کی ''آج رات جو راز مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے

ہو جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے'' پھر مرزا جی لکھتے ہیں ''میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی (جنگ مقدس ص ۱۸۸)

یہ عبارت مرزا صاحب کی انہیں کے الفاظ میں ہے مرزا صاحب جانتے تھے کہ اس پیشین گوئی اور اس کے پرزور الفاظ سے آتھم ڈر جائے گا اور ڈر کر مرزا صاحب کا مرید ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ پندرہ مہینے گذر گئے اور آتھم بدستور صحیح وسالم موجود رہا نہ وہ مرا نہ ہاویہ میں گرا۔

عیسائیوں نے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جب مرزا جی کی پیشن گوئی کی تکذیب ہو چکی ہر جگہ جشن کے بڑے بڑے اشتہارات نکالے اور مرزا جی کو خوب ہی ذلیل کیا کہ اس ذلت کو خیال کر کے آج رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں عبرت کیلئے بعض اشتہارات کی نقل حسب ذیل ہے۔ اہل لدھیانہ کی طرف سے حسب ذیل اشتہار نکلا۔

قول صائب

مدد ہے مباہل کو یہ آسمانی		ہوئی جس سے ہے ذلت قادیانی
بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا		عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

ارے او خود غرض خود کام مرزا		ارے منحوس نافرجام مرزا		غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق باستحکام مرزا		مسیح و مہدی موعود بن کر		بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں باآخر		مسیحائی کا یہ انجام مرزا		مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے
ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا		تری تکذیب کی شمس و قمر نے		ہوا مدت کا خوب تمام مرزا
ڈبویا قادیان کا نام تو نے		کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا		کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی
چوتھا شیطان کا الہام مرزا		اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو		بظاہر اس مین ہے آرام مرزا
بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا		ترا اعزاز اور اکرام مرزا		کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ در گور
دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا		ولیکن تو نہ آیا باز پھر بھی		یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا
نہ کہتا کچھ اگر منہ پھاڑ کر تو		ندامت کا نہ پیتا جام مرزا		گلے مین اب ترے رسا پڑے گا
سیہ رو ہوگا پیش عام مرزا		سزا بھی کم سے کم اتنی تو ہوگی		کہ ہو جائے تجھے سرسام مرزا
ہے سولی اور پھانسی کار سرکار		رعایا کا نہیں یہ کام مرزا		مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا
پڑا کہلا بنی تام مرزا		کہ ایک بھائی ہے مرشد بھنگیوں کا		اور اک ہیجڑوں کا ہے باندام مرزا
کہا اسلامیوں نے خلف پاکر		ہے کاذب خارج از اسلام مرزا		تو ہے اک انبیائے بعل میں سے
سلف کو دے رہا دشنام مرزا		زمین و آسمان قائم ہیں اب تک		ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا
براہین سے ٹھگے تو نے مسلمان		کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا		بحمد اللہ کہ چھپ کر فتح و توضیح

کھلے تیرے چھپے اصنام مرزا		درتو بہ ہے واجا مسلمان		یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا

ایضاً دیگر

غضب تھی تجھ پہ ستم گر چھٹی ستمبر کی		نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی		ہے قادیانی ہی جھوٹا مرا نہیں آتھم
یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی		ترے حریف کو فیروز پور سے لائی		یہ ریل ہے جو ترا اختر چھٹی ستمبر کی
ذلیل وخوار ندامت چھپا رہی تھی کہ تھا		کہ تھی ترے مریدوں پر محشر چھٹی ستمبر کی		یہ لدھیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی
کہ جینا ہو گیا دو بھر چھٹی ستمبر کی		سوا برس کے تھے امیدوار سب مایوس		مرید اعرج واعور چھٹی ستمبر کی
مسیح مہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب		یہ کہتی تھی گھر گھر چھٹی ستمبر کی		ہے روسیاہ مثیل مسیلم واسود
ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی ستمبر کی		یہ قادیانی کی تذلیل کے لیے تھی نہ تھا		مباہلہ کا اثر گر چھٹی ستمبر کی

عیسائیوں کا ایک اشتہار بھی ملاحظہ ہو

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے سارے الہام بھول جائیں گے خاتمہ ہوگا اب نبوت کا پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

رسول قادیانی

ارے سن اور رسول قادیانی
لعین و بے حیا شیطان ثانی
نہ باز آیا تو کچھ بکنے سے اب بھی
بڑھاپے میں یہ ہے جوش جوانی

نچاویں ریچھ کو جیسے قلندر
یہ کہہ کہہ کر تری مر جاوے نانی
نچاویں تجھ کو بھی اک ناچ ایسا
یہی ہے اب مصمم دل میں ٹھانی

پھر الہام ہوا

پنجۂ آتھم سے ہے مشکل رہائی آپ کی		توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازل کلائی آپ کی		آتھم اب زندہ ہیں آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی		کچھ کرو شرم وحیا تاویل کا اب کام کیا		بات اب بنتی نہیں کوئی بنائے آپ کی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح		کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی		جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی		ہوگیا ثابت ہے سب اقوال بد سے آپ کے		کر رہا بے شک ہے شیطان رہنمائی آپ کی
اپنے پنجہ سے نہیں شیطان تمہیں دیتا نجات		اس کو کب منظور ہے اک دم جدائی آپ کی		تم ہو اس کے اور اب وہ ہے تمہارا یار غار
رات دن کرتا وہی ہے پیشوائی آپ کی		ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کہا مانو نہ یار		کس بلا میں اس نے دیکھو جان پھنسائی آپ کی

خوب ہے جبرائیل اور الہام والا وہ خدا		دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپ کی		ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے
کس لیے کرتا نہیں مشکل کشائی آپ کی		ہے کہاں اب وہ خدا جس کا تمہیں الہام تھا		آبرو سب خاک میں کیسی ملائی آپ کی
کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا		جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپ کی		اب بتاؤ ہیں کہاں اب آپ کے پیر و مرید
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی		آپ نے خلقت کے ٹھگنے کا نکالا ہے یہ ڈھنگ		ڈوم کنجر دہریے کنجڑے قصائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی ہوتے ہیں عالم میں مگر		کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی		کچھ کرو خوف خدا کیا حشر کو دوگے جواب
فیصلہ کی شرط ہے مانی منائی آپ کی		کر کے منہ کالا گدھے پر کیوں نہیں ہوتے سوار		سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
آپ کے دعووں کو باطل کر دیا حق نے تمام		کر ہی ڈالے گا حجامت اب تو نائی آپ کی		ڈاڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے
ہاتھ کب آئے گی یہ مہلت گنوائی آپ کی		اب بھی فرصت ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے		اب بھی تائب ہو اسی میں ہے بھلائی آپ کی
خاتمہ بالخیر ہوگا اور ہوگے سرخرو		راہ حق اور زندگی سے ہے لڑائی آپ کی		سخت گمراہ ہو نہیں سمجھے مسیح کی شان کو

ہو گئی اب بھی مسیح سے گر صفائی آپ کی		المشتہر اب دام مکر اور کسی جا بچھایئے		بس ہو چکی نماز مصلی اٹھایئے

(الہامات مرزا: بحوالہ احتساب قادیانیت: ۸/ ۳۸ تا ۴۴)

مرزا جی نے خود بھی اپنی تحریرات میں لکھا ہے کہ پیشین گوئی کی میعاد ختم ہونے پر مخالفوں نے بہت خوشی کی اور مرزا کی توہین و تذلیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد، بمبئی، کلکتہ اور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔'' (سراج منیر/۵۲ روحانی خزائن: ۱۲/ ۵۴)

اب یہ تماشا بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ جب اس طرح کھلم کھلا مرزا کا جھوٹ ظاہر ہوا اور ایسے زور و شور کی پیشین گوئی ان کی غلط ہو گئی تو انہوں نے کس طرح اپنے جال میں پھنسے ہوئے۔

لوگوں کو سمجھایا۔ مرزا نے اس موقع پر کئی رنگ بدلے اور پے در پے کئی مختلف تاویلیں کیں جن کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

پہلی تاویل یہ ہے کہ ''جو فریق جھوٹا ہو وہ پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا اس سے مراد صرف آتھم نہ تھا بلکہ تمام وہ عیسائی جو اس مباحثہ میں اس کے معاون تھے دیکھو

(انوار الاسلام/ ۲۰۱۔ روحانی خزائن: ۹/ ۲۰۱)

جواب اول یہ کہ خود مرزا جی کی تصریح موجود ہے کہ پیشین گوئی خاص آتھم کے متعلق تھی۔ دیکھو کرامات الصادقین اخیر صفحہ مرزا جی لکھتے ہیں۔ **ومنها ما وعدنی ربی اذ جادلنی رجل من المنتصرین الذی اسمه عبدالله اتهم..... فاذ ابشرنی ربی بعد دعوتی بموته الی خمسة عشر اشهر** (کرامات الصادقین صفحہ آخر۔ روحانی خزائن: ۷/ ۱۶۳) نیز تریاق القلوب ص ۱۱ میں لکھتے ہیں ''آتھم کے موت کی جو پیشن گوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی میعاد میں حق

کی طرف رجوع کرلیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔

(تریاق القلوب/۱۱۔روحانی خزائن:۱۵/ ۱۴۸)

دوسرا جواب یہ کہ اچھا صرف آتھم مرد نہ تھا تو اور بھی پریشانی مرزا کو لاحق ہوگی آتھم کے علاوہ تمام ان عیسائیوں کا جو شریک بحث تھے پندرہ ماہ کے اندر مر کر ہاویہ میں گرنا ثابت کرنا پڑے گا۔

دوسری تاویل یہ کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کرلیا اس لئے نہیں مرا اور حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس پیشین گوئی سے ڈر گیا تھا (دیکھو انوار الاسلام وغیرہ۔روحانی خزائن:۹/ ۵)

جواب اس کا یہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ڈر جائے بلکہ مرزا جی کی الہامی عبارت کا سیاق وسباق صاف بتلا رہا ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ آتھم عیسائیت کو ترک کر کے مرزائی ہو جائے۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔"جو شخص سچ پر ہے سچے خدا کو مانتا ہے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو مراد سچ کی ہے اس کی طرف رجوع مراد ہے۔

مرزا جی نے اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آتھم ڈر گیا تھا اپنا پورا زور ختم کردیا بڑے بڑے اشتہار دیئے آتھم کو لکھا کہ تم قسم کھا جاؤ کہ ڈرے نہیں تو ایک ہزار بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار انعام دوں گا۔

آتھم نے بجواب اس کے لکھا کہ قسم کھانا میرے مذہب میں منع ہے اور انجیل کا حوالہ دیا۔مرزا جی نے بجواب اس کے لکھا کہ عیسائیوں کے پیشواؤں نے عدالت میں قسمیں کھائی ہیں۔آتھم نے لکھا کہ مجھے بھی عدالت میں طلب کرلو عدالت کے جبر سے میں بھی قسم کھالوں گا۔

ایک موقع پر مرزا جی نے بدحواس ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں حق کی طرف رجوع کرلیا تھا اس وجہ سے پیشین گوئی پوری نہ ہوئی کشتی نوح ص ۶ میں لکھتے ہیں" اس (آتھم) نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور پیشین گوئی

کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو دجال کہا تھا۔"

(روحانی خزائن: ۱۹/۶)

مرزا جی کی حالت پر افسوس ہے اگر یہ بات سچ ہے کہ اس نے عین جلسہ میں رجوع کرلیا تھا تو آپ نے جلسہ کے اختتام کے بعد پیشین گوئی کیوں کی عجب ضبط ہے جس کا سر نہ پیر۔

تیسری تاویل:

مرزا جی نے سب سے لطف یہ کیا کہ عبداللہ آتھم چونکہ میری پیشین گوئی سے ڈر گیا اور بہت گھبرایا اس کی گھبراہٹ نے ان کی زندگی کو تلخ کر دیا یہی مصیبت اور تلخی ہاویہ ہے جس میں وہ گرا لہٰذا پیشین گوئی پوری ہوگئی باقی رہی موت کی پیشین گوئی تو وہ اصل الہامی عبارت میں نہیں ہے مطلب یہ کہ وہ میں نے اپنی طرف سے بغیر الہام کر دی تھی اصل الفاظ مرزا صاحب کے یہ ہیں۔

"ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کیے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ ان کے دامن گیر ہوگیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا اور سزائے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں بے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا۔"

(انوار الاسلام/ ۵۔ روحانی خزائن: ۹/ ۶۵)

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کبھی تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا اس لئے وہ ہاویہ میں گرنے سے بچ گیا اور کبھی فرماتے ہیں کہ وہ ہاویہ میں گرا یہ بدحواسی نہیں ہے تو کیا ہے۔

مرزا جی کا یہ لکھنا کہ سزائے موت کا ذکر الہامی عبارت میں نہیں ہے عجب لطیفہ ہے الہامی عبارت

میں ہو یا نہ ہو آپ کی پیشین گوئی میں صاف صاف ہے اور آپ نے قسم کھا کر لکھا ہے "پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دی جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا۔"

چوتھی بات:

جو نہایت عجیب و غریب ہے وہ یہ ہے کہ جب آتھم میعاد پیشین گوئی ختم ہونے کے کئی سال بعد یعنی ۲۷۔ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا تو مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور فرماتے ہیں میری پیشین گوئی پوری ہوگئی حقیقۃ الوحی ص ۱۸۵ میں ہے "اگر کسی کی نسبت یہ پیشین گوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے گا اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیے" (حقیقۃ الوحی/ ۱۸۵، روحانی خزائن: ۲۲/۱۹۳)

اہل انصاف دیکھیں کہ مرزا جی کیا لکھ رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ موت کی پیشین گوئی الہام میں تھی ہی نہیں کبھی فرماتے ہیں کہ اس مدت کے بعد بھی وہ مر گیا تو موت کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

آخر میں مرزا صاحب نے دیکھا کہ ان تاویلات سے کچھ بات بنتی نہیں لہٰذا آپ نے یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی سب پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوتیں حضرت یونس کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی خود رسول خدا ﷺ کی بعض پیشین گوئیاں (خاکش بدہن) غلط ہوگئیں۔

منکوحۂ آسمانی کی پیش گوئی۔ کہ وہ بھی ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور مرزا صاحب کے جھوٹے اور بد سے بدتر ہونے کے لئے قطعی شہادت ہے۔

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مسماۃ محمدی بیگم جو مرزا احمد بیگ کی لڑکی تھی اور مرزا غلام احمد کی قریبی رشتہ

دارتھی مرزا صاحب کو پسند آ گئی اور اس کے عشق نے مرزا صاحب کے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ بے چین ہو گئے اگر سیدھے سادے طریقہ سے نکاح کی درخواست کریں تو منظوری کی امید نہیں کون اپنی نو جوان لڑکی کا نکاح ایک ایسے بوڑھے کے ساتھ کر دیتا جس کی بی بی بچے بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی کذاب و دجال بھی ہے لہٰذا جھٹ مرزا صاحب نے ایک وحی تصنیف کی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے عقد میں آئے گی اور اس کا نکاح آسمان پر تیرے ساتھ پڑھ دیا گیا اب تو دنیا میں اس نکاح کی سلسلہ جنبانی کر اگر لڑکی کا باپ راضی ہو گیا تو بڑی خیر و برکت اس نکاح میں ہو گی اور لڑکی کے باپ کو بھی بہت فوائد ہوں گے اور اگر اس نے تمھارے ساتھ نکاح منظور نہ کیا تو لڑکی کا انجام برا ہو گا جس دوسرے شخص کے ساتھ وہ بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے ڈھائی سال تک اور لڑکی کا باپ تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اس وحی کے بعد مرزا صاحب نے بڑے بڑے اشتہارات حسب عادت شائع کئے اور اس پیشین گوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا اور اعلان کیا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو تو بے شک میں جھوٹا اور بد سے بدتر ہوں۔ یہ بھی لکھا کہ یہ نکاح میرے مسیح موعود ہونے کی خاص علامت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ان اشتہارات کے بعد مخفی کوششیں بھی مرزا صاحب نے بہت کیں احمد بیگ کو بھی خط لکھے احمد بیگ کے بہن کی لڑکی عزت بی بی مرزا جی کے لڑکے فضل احمد کے نکاح میں تھی اس لڑکے سے بھی خط لکھوائے یہ بھی لکھا کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ نہ ہوا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ عزت بی بی کو اپنے لڑکے سے طلاق دلوا دوں گا یہ سب کچھ ہوا مگر محمدی بیگم ان کے نکاح میں نہ آئی احمد بیگ نے فوراً اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا مرزا غلام احمد نے بہت کچھ پیچ و تاب کھایا مگر ہو کیا سکتا تھا پیشین گوئی بڑی دھوم سے جھوٹی ہوئی۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ وہ باکرہ ہونے کی حالت میں میرے عقد میں آئے گی وہ ضرور بیوہ ہو گی اور ضرور میرے نکاح میں آئے گی جلدی کیوں کرتے ہو اگر یہ نکاح نہ ہو تو میں جھوٹا مگر افسوس اور ہزار افسوس مرزا صاحب مر گئے اور محمدی بیگم مع اپنے شوہر مرزا سلطان محمد کے خوش و خرم موجود ہے۔

یہ قصہ اگر پوری تفصیل سے دیکھنا ہوتو کتاب فیصلہ آسمانی جو مونگیر سے ملے گی اور الہامات مرزا (احتساب قادیانیت/۸) جو امرتسر سے ملے گا دیکھو۔ یہاں بھی چند مختصر ضروری عبارتیں مرزا صاحب کی نقل کی جاتی ہیں۔

مرزا جی اپنے اشتہار مرقومہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء میں لکھتے ہیں۔

اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک علامت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ تو روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔"

پھر مرزا جی لکھتے ہیں۔

"چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیشین گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنے بد گوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کیلئے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم/۵۳۔ روحانی خزائن: ۱۱/ ۳۳۷)

پھر محمدی بیگم کے نکاح ہو جانے کے بعد جب مرزا جی پر اعتراض ہوا کہ محمدی بیگم دوسری جگہ کیوں بیاہی گئی تو مرزا جی الحکم مورخہ ۳۰ جون میں حسب ذیل جواب دیتے ہیں۔

''وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔''

پھر مرزا جی نے یہ بھی تصریح کردی کہ پیشین گوئی دراصل چھ پیشین گوئیوں پر شامل ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ان میں وہ پیشین گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں (۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کے اندر فوت ہو (۲) پھر اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو (۵) پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

(شہادۃ القرآن/۶۰ روحانی خزائن:۶/ ۳۶۷)

''مرزا جی لکھتے ہیں۔

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم (کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں) اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میرے موت آجائے گی۔''

(انجام آتھم/۳۰ روحانی خزائن:۱۱/۳۱)

پھر لکھتے ہیں۔

''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی داماد احمد بیگ کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ احمقو یہ انسان کا افترا نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا کہ جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔''

(انجام آتھم/۵۴ روحانی خزائن:۱۱/ ۳۳۸)

لیکن جب مرزا جی کی مقررہ میعاد گذر گئی اور محمدی بیگم کا شوہر نہ مرا نہ کوئی بلا محمدی بیگم پر آئی تو مرزا جی کس صفائی سے جواب دیتے ہیں۔

''احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آگیا یہاں تک کہ بعض نے ان میں میری طرف عجز و نیاز کے خط بھی لکھے کہ دعا کرو بس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشین گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔'' (حقیقۃ الوحی/۱۸۷ روحانی خزائن: ۲۲/۱۹۵)

اور تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔

''یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا آسمان پر میرے ساتھ نکاح پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا اور خدا کی طرف سے ایک شرط بھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک** پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

یہ بھی لطیفہ ہے کہ مرزا صاحب جس شرط کا ذکر کر رہے ہیں وہ شرط اگر تھی تو بلا کے ٹل جانے کے لیے کیا محمدی بیگم کا مرزا کے ساتھ نکاح ہو جانا کوئی بلا تھا جو شرط کے پورا کرنے سے ٹل گیا۔ یہ مرزا کی بدحواسی نہیں تو کیا ہے۔

اس نکاح پر بڑی بحثیں مرزا کے مرجانے کے بعد ہوئیں۔ نور الدین صاحب خلیفہ اول تو فرماتے ہیں کہ میرے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا قیام قیامت تک محمدی بیگم کی اولاد میں سے کسی کا مرزا صاحب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نکاح ہو جائے گا تو بھی یہ پیشین گوئی پوری ہو جائے گی اور قاضی اکمل صاحب جو مرزائیہ کے ایک رکن اعظم ہیں رسالہ تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۳ء کے ص ۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب سے منکوحہ آسمانی کے الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ اور یہ خود مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ انبیاء سے وحی کے سمجھنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ پس آخری جواب یہی ہے کہ مرزا جی کی پیشین گوئی غلط نکل گئی تو کوئی عیب نہیں اور نبیوں کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

اس تقریر کو سن کر سیکرٹری صاحب **فبھت الذی کفر** کے مصداق بن کر چل دیے۔

خطاب بہ مسلمانان ساونت واڑی۔ از مدیر البخم عاناہ ربہ

برادران دینی کو بعد سلام مسنون معلوم ہو۔ آپ لوگوں نے اپنے خط میں یہ لکھ کر کہ آپ کا علاقہ فتنہ مرزائیت سے پاک ہو گیا اور یہ کہ ان مواعظ کی برکت سے جو وہاں ہوئے دین داری کا ولولہ مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوا۔ خدا کی مسجدیں آباد ہو گئیں۔ مجھے مسرور و خوش وقت کیا جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا۔ یہ نتائج میرے ناچیز بیان کے نہیں ہیں بلکہ یہ تاثیر ان آیات قرآنیہ کی ہے جو ان مواعظ میں پڑھی گئیں

این قدر مستی و مدہوشی نہ حد بادہ بود
با حریفاں انچہ کرد آں نرگس مستانہ کرد

مگر پوری مسرت کا وقت وہ ہے جب میں سنوں کہ اب اس علاقہ میں کوئی سات برس کا بچہ لڑکا یا لڑکی کسی مسلمان کے گھر بے نمازی نہیں مرد عورت بچے سب نماز کے پابند ہو گئے اور موجودہ مساجد نمازیوں کے لئے ناکافی ہو گئیں۔ بلکہ اصلی مسرت اس وقت ہو گی جب اس حالت پر استقامت معلوم ہو حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر سخت ناخوشی کا اظہار کیا ہے جو خدا کی عبادت شروع کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ناطمان بہ و ان اصابتہ فتنۃ نانقلب علی وجھہ

ترجمہ: بعضے لوگ وہ ہیں جو ایک کنارے پر (یعنی ناپائیدار حالت میں) خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچی تو اس بھلائی پر مطمئن ہو گئے اور اگر کچھ آزمائش پیش آ گئی تو اپنے منہ کے بل (جدھر سے آئے تھے اسی طرف) لوٹ گئے۔

استقامت کی تدبیر یہ ہے کہ تذکیر کا سلسلہ برابر قائم رہے اور قرآن کریم کے مطالب عالیہ مسلمانوں کے کان تک پہنچتے رہیں۔ کم از کم نماز کے متعلق جو ننانوے آیتیں میں نے کتاب الصلوۃ میں مع ترجمہ و تفسیر جمع کر دی ہیں اسی کا کچھ حصہ روزانہ سنایا جائے۔ "کتاب الصلوۃ" نہ مل سکے تو "البخم "دور جدید کی جلد اول کے پہلے نمبر میں کچھ آیتیں لکھیں گئی ہیں اسی کو بطور وعظ کے سنایا جائے اور سب

سے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی دین دار عالم کو ساونت واڑی میں قیام کی تکلیف دی جائے اور وہ کتاب اللہ کا باقاعدہ درس دیں۔ ایمان کیا چیز ہے توحید کی کیا حقیقت ہے عقیدۂ رسالت کا کیا مطلب ہے قیامت کا یقین کیسا ہونا چاہیے۔ خدا کا خوف، خدا کی عبادت اور عبادت کے نتائج یہ تمام باتیں کتاب اللہ سے بے تعلق ہو کر نہیں معلوم ہو سکتیں۔

خدا کا جو بندہ اپنے بھائیوں کے دین دار بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا اور سب سے پیارا ہے **قال اللہ تعالیٰ۔ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ** ترجمہ اس سے زیادہ اچھا قول کس کا ہے۔ جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے۔ **وقال النبی ﷺ احب العباد الی اللہ من حبب اللہ الی عبادہ** ترجمہ سب سے زیادہ خدا کو وہ بندہ محبوب ہے جو اللہ کی محبت اس کے بندوں کے دل میں پیدا کرائے۔

فتنہ مرزائیت کا اس وقت تو بے شک بفضلہٖ تعالیٰ قلع وقمع ہو گیا ہے مگر اس پر مطمئن ہو جانا نہ صرف بے عقلی بلکہ بے دینی کی علامت ہے چاہئے کہ مرزا کے رد میں جو کتابیں ہندوستان کے علما نے لکھی ہیں وہ سب جمع کی جائیں ان کا مطالعہ ہو ان کے ضروری مطالب کی اشاعت ہو۔ اگر صرف خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابیں منگالی جائیں تو وہ کافی ہیں ان کے مطالعہ سے معمولی علم وفہم کا آدمی بھی مرزائیوں کے بڑے بڑوں سے مناظرہ کے قابل ہو سکتا ہے اور مرزا کے دجال وکذاب ہونے کو اچھی طرح ثابت کر سکتا ہے۔

المختصر دین کی محبت ہونی چاہیے دین کی خدمت کرنی چاہیے ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دین کی فکر سے کسی وقت خالی نہ ہو دین کو ہر چیز پر مقدم کرے۔

غم دین خور کہ غم غم دین ست

ہمہ غمہا فروتر ازیں ست

اور آخری بات یہ ہے کہ دعا میں اس ناچیز کو بھی یاد رکھیے حق تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا کرے کہ ایمان پر قائم رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے۔ آمین

تمت

قادیانی

اور

ان کے عقائد

از

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا خالد محمود صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

از مناظر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

مرزا غلام قادیانی کے پیروؤں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بلکہ کچھ پہلے سے بھانپ لیا تھا کہ ایک دن آئے گا جب وہ قانونی طور پر بھی غیر مسلم قرار پا جائیں گے۔ تحریک سختی سے کچل دی گئی تھی مگر قادیانی زعماء اس وقت سے ہی اس فکر میں تھے کہ اب وہ یورپین اور افریقی ممالک میں نئی راہیں تلاش کریں جہاں اسلام کے نام پر وہ الحاد پھیلا سکیں اور وہاں انہیں کوئی مانع نہ آ سکے۔

اس صورت حال میں مسلمانوں کے بھی ذمہ تھا کہ وہ نئے حالات سے نبٹنے کے لئے مرزا غلام احمد اور اس کے الحاد پر انگریزی زبان میں وہ مواد مہیا کریں جس کے ذریعے ان ممالک میں قادیانیت کی صحیح تصویر دیکھی جا سکے تاکہ جونہی قادیانیوں کے قافلے ان ممالک میں اتریں وہاں کے مسلمان پہلے سے ان کے الحاد و زندقہ پر اطلاع پا چکے ہوں۔

دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے دو نامور عالموں کی تحریریں انگریزی زبان میں منتقل ہوئیں۔ محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد بدر عالمؒ اور شیخ ابوالحسن علی ندوی کی کتابیں نزول المسیح اور القادیانیہ کے انگریزی ترجمے ان ممالک میں پھیلے۔ یہ یورپ اور افریقہ میں قادانیت کو بے نقاب کرنے والی پہلی آواز تھی پھر بہت سے اور علماء نے بھی اس پر قلم اٹھایا اور قادیانیت ان ممالک میں کافی حد تک اپنے اصل روپ میں سامنے آ گئی مگر ان سب تحریرات کے باوجود ایک خلاء باقی تھا جس کا پر کیا جانا ضروری تھا۔

ضرورت تھی کہ ان علماء کی تحریریں بھی انگریزی زبان میں اتریں جو قادیانیوں کے ساتھ مناظروں اور مباحثوں کا گہرا تجربہ رکھتے ہوں اور انہیں ان کی زبان میں جواب دیتے ہوں۔ قادیانیوں کی زبان ہمیشہ مناظرانہ ہوتی ہے سو انہیں ان کی زبان میں جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ محدث کبیر امام العصر الشیخ انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیوں کے رد میں اکفار الملحدین لکھی تو قادیانی تحریرات کا انتخاب خود نہ فرمایا بلکہ رئیس المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب سے کرایا کیونکہ وہ مناظر کی حیثیت سے زیادہ تجربہ رکھتے تھے اور قادیانیوں سے ان کی زبان میں بات کرتے تھے۔

یورپ اور افریقہ میں اب تک وہی انگریزی لٹریچر قادیانی نظریات وعقائد سے نقاب کشائی کرتا رہا ہے جو گونا مور علماء کی تحریرات کا ترجمہ تھا لیکن اس باب میں کسی محقق مناظر کی کاوش کا ترجمان نہ تھا۔ رفیق مکرم مولانا المحترم شیخ منظور احمد چنیوٹی کی کوشش بہت لائق تحسین ہے کہ قادیانیوں سے مناظرات کے گہرے تجربات کی روشنی میں آپ نے مرزا غلام احمد اور اس کے بیٹوں کی تحریرات سے ایک ایسا انتخاب پیش کیا ہے جس سے قادیانی عقائد ونظریات اور ان کا مسلمانوں سے مناط اختلاف بالکل کھل کر سامنے آجاتے ہیں یہ کتابچہ اس پہلو سے بہت ممتاز ہے کہ یہ ایک مناظر اسلام کا انتخاب ہے جس کی ضرورت باقی تھی مولانا کی اس ترتیب سے وہ خلا پورا ہو گیا جس کا پورا ہونا ضروری تھا۔

مولانا محترم کئی مناظروں میں میرے بھی معین رہے ہیں اور قادیانیت کو بے نقاب کرنے میں ہمیں مشترکہ طور پر یورپ اور افریقہ وغیرہ میں کئی مواقع بھی میسر آئے ہیں اسی تعلق سے اس ناچیز نے اس کتابچہ پر نظر ثانی کی ہے کہیں کہیں کچھ اضافے بھی کئے ہیں اور انگلستان میں مقیم ہونے کی حیثیت سے اسے انگریزی میں پیش کرنے کی سعی بھی کی ہے۔ یہ رسالہ اپنے اختصار، جامعیت ابواب صحت نقل اور فنی گرفت میں اپنی مثال آپ ہے۔

امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ دلائل النبوۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سیکون فی آخر ھذہ الامہ قوم لھم مثل اجرا ولھم یامرون بالمعروف

وینھون عن المنکرون یقاتلون اھل الفتن.

اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں (ان کی دینی محنتوں پر) اولین امت جیسا اجر ملے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ اہل فتن کا بھی پورا پورا مقابلہ کرتے ہوں گے۔

شراح حدیث نے یقاتلون کے معنی بایدیھم او بالسنتھم کے بیان کئے ہیں اور فتن سے مراد اسلام سے بغاوت اور ہر قسم کے اعتقادی فتنے ہیں۔ سو اس حدیث میں ان مناظرین اسلام کو بھی بشارت دی گئی ہے جو اپنی زبان اور بیان سے ان ملاحدہ و زنادقہ کا پوسٹ مارٹم کر کے امت کو ان کے ظالم پنجوں سے بچاتے اور چھڑاتے ہیں اس امت میں جس طرح تنزیل کتاب پر جہاد کی نوبت آتی ہے کبھی تاویل کتاب اور مرادات باب پر بھی جہاد میں اترنا پڑتا ہے۔ سو مبارک ہیں وہ لوگ جو ان فتنوں سے آمنے سامنے نبرد آزما ہوتے ہیں۔

قادیانیت کا پورا پس منظر سمجھنے کے لئے محدث شہیر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری کا مقدمہ اپنے ایجاز و اختصار اور جامعیت میں اپنے مثال آپ ہے اور برصغیر پاک و ہند سے باہر قادیانیت کے خلاف پہلی آواز ہے جو ایک مناظر کے قلم سے اٹھی ہے اور یورپ اور افریقہ میں ان لوگوں کی اپنی زبانوں میں انہیں خطاب کر رہی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ احقر اس دینی محنت میں مؤلف محترم کے ساتھ ہے ربنا

تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

علامہ خالد محمود عفا اللہ عنہ ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

انگلینڈ

مقدمہ

از محدث کبیر حضرت مولانا سید یوسف صاحب بنوریؒ

الحمدلله رب العالمین و الصلواة والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمد و علی آله و اصحابه اجمعین.

امت مرحومہ قرون اولیٰ سے آج تک ہمیشہ ایسے فتنوں سے دوچار ہوتی رہی ہے' جو اس کی ترقی و اشاعت کی راہ میں کوہ گراں بنتے رہے۔ اگر پروردگار عالم کی رحمت شامل حال ہو کر اس کی حفاظت و بقاء کا ذریعہ نہ بنتی تو آج' ملت اسلامیہ کے اس عظیم الشان محل کی بنیادیں زمین بوس ہو چکی ہوتیں۔ قرون اولیٰ کے ان فتنوں میں سے خوارج' شیعہ' معتزلہ' قدریہ' کرامیہ وغیرہ جیسے فتنے خوب پھلے پھولے' جن کے آثار آج بھی مختلف بلاد اسلامیہ میں پائے جاتے ہیں۔ پروردگار عالم نے علمائے امت اور زعمائے ملت کو دین اور فصیل اسلام کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا' چنانچہ دین بحالہ محفوظ رہا اور صفحات دہر پر تا قیام قیامت یہ اس طرح چمکتا رہے گا کہ اس کی چمک اور چکاچوند ملحدوں اور بے دینوں کی آنکھوں کو ہمیشہ خیرہ کرتی رہے گی۔

قرون اخیرہ کا سب سے بڑا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ظہور ہے۔ جب برطانیہ نے ہند پر تسلط جمایا تو اسی کے ایماء' اشارے اور اس کی سازش سے' مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ ''قادیان'' ضلع گورداس پور میں اس فتنہ کا ظہور ہوا۔ اس نے اپنے دعاوی میں آہستہ آہستہ ترقی کی۔ پہلے اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مجدد ہے' پھر دعویٰ کیا کہ وہ غیر تشریعی نبی ہے' پھر دعویٰ کیا کہ وہ تشریعی نبی و رسول' اور اس کی وحی قرآن مجید کی مانند ہے۔ چنانچہ یہ قرآن کریم سے آیات چن کر انہیں اپنے اوپر چسپاں کرتا' باطنیوں اور زندیقوں کی طرح قرآنی آیات کی تشریح و تعبیر کرتا اور اپنی کلام میں بابیوں اور بہائیوں کی پیروی کرتا رہا'

یہ حضور ﷺ کے معجزات کی نقلیں کیا کرتا تھا۔اس نے اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ، اپنے گاؤں کو مکۃ المسیح اور لاہور کو اپنا مدینہ قرار دیا اپنی مسجد میں ایک مینارہ بنا کر اس کا نام منارۃ المسیح رکھا' اپنے گاؤں میں ایک قبرستان بنا کر اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اور اعلان کیا کہ جو بھی اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

سیدنا حضرت عیسیٰؑ کی ایسی سخت توہین کی جسے سن کر جگر پھٹتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے' حالانکہ دنیا میں ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس نے کسی نبی کی توہین کی ہو۔اس جھوٹے نبی نے اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں سب کو کافر قرار دیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ حکومت برطانیہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور اپنی کتابوں میں تحریر کیا کہ میں ان کا ''خود کاشتہ پودا'' ہوں (تبلیغ رسالت: ۱۹/۷) اس نے لوگوں کے سامنے فتن اور مبالغہ آمیز گپیں ہانکیں اور کفر والحاد کی گہری وادیوں میں اتر گیا۔

شروع میں یہ ایک مختصر اور کمزور سا فتنہ تھا مگر آہستہ آہستہ ترقی کرتا اور نشو نما پاتا گیا' چنانچہ علماء ربانیین اٹھے اور قلم وزبان اور ہر ممکن طریقے سے اس کے استیصال اور بیخ کنی میں مشغول ہوئے۔

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ صدر المدرسین دار العلوم دیو بند ان اکابرین میں سے تھے جنہوں نے اس کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔

علامہ موصوف نے عربی وفارسی میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔انہوں نے اپنے ساتھیوں کو کتابیں تصنیف کرنے میں مدددی اور اپنے دوستوں اور شاگردوں کو تالیف وتبلیغ کے ذریعہ ''دین'' کے دفاع کے لئے اکسایا۔علامہ موصوف نے ''عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰؑ''تحیۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰؑ'' ''التصریح بماتواتر فی نزول المسیح'' اور''تفسیر آیۃ خاتم النبیین'' کے علاوہ مرزائیت اور اس جیسے دوسرے الحادی فتنوں کے رد کے لیے ایک مستقل کتاب اصول میں تصنیف فرمائی جس کا نام آپ نے ''اکفار الملحدین فی ضروریات الدین'' رکھا۔مختصر یہ کہ اس علاقے کے علماء کے ہاں اس گمراہ فرق کا کفر وضلال روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

چونکہ یہ تصنیفات واحوال بلاد عربیہ کے علماء اور عوام کے سامنے نہ تھے اور پھر دین وعلوم دین سے

عوام الناس کا تعلق بھی خاصا کمزور ہو چکا ہے۔ اس لیے ایک ایسی واضح تصنیف کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان کے ایسے تمام عقائد کی ایک ایسی قابل قدر تعداد جمع کر دی جائے' جنہیں دیکھتے ہی ان کا بطلان واضح ہو جائے اور مزید کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے۔ اگرچہ اس سے پہلے برادر مکرم مبلغ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ''القادیانی والقادیانیہ'' اور مولانا احسان الٰہی ظہیر کی تصنیف محاضرات کی شکل میں سامنے آ چکی تھیں مگر ابھی بہت سا خلا باقی تھا' چنانچہ ہمارے عزیز ساتھی ''الاستاذ الشیخ منظور احمد چنیوٹی (جنہوں نے اپنے آپ کو حفاظت دین اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔) اس خلا کو پُر کرنے کے لیے اٹھے اور حفاظت و خدمت دین کے جذبہ سے القادیانی ومعتقداتہ' (القادیانی اور ان کے عقائد) تصنیف فرما کر اس خلا کو پر کیا اور اس کے عربی و اردو کتب کے حوالوں سے ان کے قبیح و شنیع عقائد جمع کر دیئے گئے حالانکہ ان کا کفر اتنا واضح تھا کہ محتاج دلیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ان (مؤلف) کو جزائے خیر دے' ان کے اس رسالے کے ذریعے عربی و اسلامی ممالک کو فائدہ پہنچائے۔ مرزائیوں کے چہرے سے مکروفریب کے پردے کو چاک کرے اور اسے شرف قبولیت بخشے۔ وصلى الله على سيدنا سيد العالمين و خاتم النبيين محمد و آله و اصحابه و اتباعه و علماء امة العالمين اجمعين.

کتبہ

محمد یوسف بن سید محمد زکریا البنوری الحسینی

خادم الحدیث النبوی کراچی' مغربی پاکستان

بروز پیر ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

رائے گرامی

شیخ حسنین محمد مخلوف (سابق) مفتی اعظم مصر

میں نے اس رسالے کا بغور مطالعہ کیا۔ رسالہ میں مرزائیوں کے کفر وضلال اوران کے من گھڑت عقائد کا خوب اچھی طرح پردہ چاک کر کے موضوع کے ساتھ مکمل انصاف کیا گیا ہے۔ میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں تا کہ رسالہ قارئین کے قلوب واذہان کے لئے مشعل راہ بن کر ان کو کفر وضلال سے بچانے اور حق سے آگاہی کا وسیلہ بن سکے۔

واللہ الموفق کتبہ

حسنین محمد مخلوف ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

سابق مفتی اعظم مصر ورکن کبار العلماء بالازہر

ورکن مجلس تاسیسی رابطہ عالم اسلامی مکتبہ المکرمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ المؤلف

الحمدللہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ و لا امۃ بعد امتہ و لا کتاب بعد کتابہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین. ومن تبعھم الی یوم الدین.

امابعد!

اوائل انیسویں صدی عیسوی یعنی ۱۸۴۰ء میں یہ نام نہاد نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ظاہر ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ہر اس شخص کو جو اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لائے، کافر قرار دیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے نہ صرف یہ کہ اس کی مدد کی بلکہ دراصل اس پودا کو اپنے ہاتھوں سے لگانے والی بھی یہی حکومت تھی۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب نے (تبلیغ رسالت: ۷/۱۹) اس کا اعتراف کیا ہے۔ انگریز نے اس کی پوری پوری مدد و حفاظت کی، چنانچہ یہ اس کے ایک استعماری ایجنٹ اور گماشتے کے طور پر کام کرتا رہا۔ اس نے جہاد کے منسوخ ہونے اور حکومت برطانیہ کے واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا اور اپنی دعوت کو دور دراز ممالک حتیٰ کہ مرکز اسلام اور **مهبط وحی خیر الانام** یعنی مکہ و مدینہ شریف تک بھی پھیلا دیا۔ اس نے اپنی دعوت کی تبلیغ کے لیے ہندوستان میں اپنے مولد و مسکن ''قادیان'' کو مرکز ٹھہرایا، تا آنکہ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ انتقال کر گیا۔

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان بن گیا تو انہوں نے ''ربوہ'' کے نام سے ایک نیا شہر بسانا شروع کیا، جو کہ پاکستان و بیرون پاکستان ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

شروع دن ہی سے علماء اسلام اور دین دار طبقہ اس فتنہ سے پریشان اور خوف زدہ تھا، چنانچہ انہوں نے زبان و قلم سے اس کے خلاف جہاد کیا اور بالاتفاق مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور اس سلسلہ میں بہت سی مفید اور عمدہ کتابیں تصنیف

فرمائیں۔

ہم برادران اسلام کے سامنے اس نام نہاد نبی کے چند دعاوی پیش کرتے ہیں:۔

۱.....دعویٰ نبوت

۲.....عقیدہ وفات مسیح (علیہ السلام)

۳.....اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کی تکفیر

۴.....انگریزی حکومت کی تائید وحمایت

۵.....فتویٰ حرمت جہاد

۶.....مقدس اصطلاحات کو اپنے اوپر چسپاں کرنا

۷.....انبیاء علیہم السلام کی توہین اور ان پر حتیٰ کہ خود امام الانبیاء حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فوقیت و افضلیت اور اس جیسے دوسرے خرافات پیش کر رہے ہیں۔ حوالہ جات کتب مع قید صفحات نقل کیے گئے ہیں اور عبارات نقل کرتے ہوئے اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی تشریح، توضیح، ضمیمہ نویسی یا حاشیہ آرائی نہیں کی گئی۔ واللہ الموفق الی الحق وھو یھدی السبیل.

(از مولف)

دعاوی مرزا

مرزا صاحب کا مجدد، مہدی، مسیح اور نبی ورسول ہونے کا دعویٰ

(مجددیت سے نبوت اور اس سے آگے تک)

۱۔ ''دل مر گئے اور گناہ بہت ہو گئے اور بے قراریاں بڑھ گئیں۔ پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو۔ سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں کہ جو خدا کے حکم سے آیا ہے اور بندہ مدد یافتہ ہوں اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا اور میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔''

(خطبہ الہامیہ مترجم/۵۰،۵۱ روحانی خزائن:۱۶/۵۰۔۵۱)

۲۔ ''پس تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس مسیح آیا اور قادر نے اس کو مسح کیا اور فصیح کلام اس کو عطا

۱۔ نوٹ: مرزا صاحب اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ترجمہ: یہی وہ کتاب ہے جس کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عید پر الہام کیا گیا۔ جسے میں نے بغیر کسی تحریر و تدوین کے (محض) روح القدس کی زبان سے حاضرین پر القا کیا۔ اور کسی انسان کے بس میں نہیں کہ مجھ جیسی عبارت مرتجلا اور فی البدیع ادا کر سکے...... اور تو ایسے ایسے معارف ثقات کے چھوڑے ہوئے مدون نچوڑوں میں بھی نہ پائے گا بلکہ یہ تو ایسے حقائق ہیں جو رب کائنات کی طرف سے مجھے وحی کیے گئے ہیں اور یہ ایک اظہار تام ہے۔ تو کیا مسیح کے بعد کچھ خفا ہے اور خاتم الخلفاء کے (آ جانے کے) بعد بھی کوئی بھید ابھی پوشیدہ ہے؟ تعجب انگیز یہ بات نہیں کہ تم خاتم الائمہ سے ایسے نکات سنتے ہو جو تم نے اس سے پہلے علمائے امت سے نہیں سنے بلکہ بہت زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ''مسیح موعود'' امام منتظر لوگوں کے منصف اور ''خاتم الخلفاء'' تشریف لے آئے ہیں کہ پھر ان کے بعد خدا کی طرف سے معارف لے کر کوئی ایسا شخص جو لوگوں سے کسی عام عالم کی طرح باتیں کرے اور نور و ظلمت کے درمیان یوں فرق واضح کرے نہ آئے گا اور میں نے اس رسالے کا نام ''خطبہ الہامیہ'' رکھا اور یہ ایک نشان ہے۔

کیا گیا ......اور تم کو مبارک ہو کیونکہ مہدی موعود تمہارے پاس آپہنچا اور اس کے پاس بہت سا مال و متاع ہے جو تہہ بہ تہہ رکھا ہے...... اے لوگو میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں سے ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔"

۳۔ "اور میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقدر تھا اور میں وہ منعم علیہ ہوں کہ اس کی طرف فاتحہ میں ان دو گروہوں کے ظہور کے وقت اشارہ تھا"......

(خطبہ الہامیہ/۱۷۹ روحانی خزائن:۱۶/ ۱۷۹)

۴۔ اگر کہا جائے کہ حضرت مسیحؑ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور یہ ایک امر فوق العادت ہے پس شان مماثلت پوری نہیں ہوتی ہے اور باہم مشابہت کا ہونا ضروری ہے جو سلیم الطبع لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ انسان کا بے باپ پیدا کرنا عادت اللہ میں داخل ہے ہاں ہم یہ بات قبول کر سکتے ہیں کہ ......بغیر باپ کے پیدا ہونا قلیل الوقوع امر ہے بہ نسبت اس امر کے کہ اس کا مخالف ہے' اور اس امر عجیب کے مشابہ میری پیدائش ہے اس لیے کہ میں توام پیدا ہوا ہوں اور میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جو مر گئی اور میں زندہ رہ گیا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ واقعہ بھی نسبتاً عام پیدائش کے قاعدے سے عجیب ہے۔ (حاشیہ خطبہ الہامیہ/ ۸۵ روحانی خزائن:۱۶/ ۸۵۔۸۷)

۵۔انی انا المسیح و بالحق امشی و امسیح ...... ان عیسٰی مات و لا یحی با حیاء کم۔		بے شک میں ہی مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا ہوں اور گھومتا ہوں ......عیسٰی مر گیا اور وہ تمہارے زندوں کی طرح نہیں۔

(تحفۃ الندوہ صفحہ ۱ روحانی خزائن:۱۹/ ۸۹)

منم مسیح زماں منم کلیم خدا		منم محمد و احمد کہ کہ مجتبٰی باشد

(تریاق القلوب/ ۵ روحانی خزائن:۱۵/ ۱۳۴)

۷۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور "پردہ" میں نشونما پاتا رہا پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا

اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا......

پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح/۴۶، ۴۷ روحانی خزائن:۱۹/۵۰)

۸۔ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورۂ تحریم میں خاص میرے لیے ہے اور وہ آیت یہ ہے:

و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا

"...... میرا ہی نام خدا نے براہیم احمدیہ میں پہلے مریم رکھا اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دیا اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا۔ پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی/۳۳۸ روحانی خزائن:۲۲/۳۵۱)

۹۔ "حضرت مسیح" نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔"

ٹریک نمبر ۳۴، اسلامی قربانی ۱۲ مصنفہ قاضی یار محمد استاذ مرزا بشیر الدین محمود

۱۰۔ "طاعون کے نازل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی تیار کر اور ایسے لوگوں کیلئے شفاعت پیش نہ کر جنہوں نے تمام زندگی کیلئے ظلم کرنا اپنا اصول بنالیا ہے کیونکہ وہ تو غرق ہونے سے پہلے ہی گناہوں میں غرق ہیں۔ اور جو لوگ تیرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں، خدا کا ہاتھ انکے ہاتھ کے اوپر ہے۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۱۸۷، ۱۸۸ روحانی خزائن:۱۶/ ۱۸۷)

۱۱۔ "اب دیکھو خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(حاشیہ اربعین نمبر ۴/ ۷ روحانی خزائن:۱۷/۴۳۵)

۱۲۔وقد انبانی ربی انی کسفینة نوح للخلق فمن اتانی و دخل فی البیعة فقد نجامن الضیعة؟ فطو بی لقومھم ینجون. آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۹۶		حق تعالی مرا خبر دادہ کہ من بجہت خلق مانند کشتی نوح ہستم۔ آنکہ در نزد من آمد و در مسلک بیعت من مرتبط شد اولا ریب از ہلاک نجات یافت (آئینہ کمالات اسلام مترجم فارسی/ ۴۹۶ روحانی خزائن:۵/۴۸۶)

۱۳۔ ''اور بے شک میرے پروردگار کے نزدیک میری مثال آدم کی مثال ہے......لا جرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں کہ بآدم بخشیندہ بود۔''

(خطبہ الہامیہ مترجم/۲۵۳'۲۵۴روحانی خزائن:۱۶/۲۵۰_۲۵۴)

۱۴۔ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(اخبار''بدر''۵مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۵۔ مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھر ہ علی الدین کلہ.

(اعجاز احمدی/ ۷روحانی خزائن:۱۹/۱۱۳)

۱۶۔ سچا خدا وہی ہے جس نے ''قادیان''میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء/۱۲روحانی خزائن:۱۸/۲۳۱)

۱۷۔ انا انزلنہ قریبا من القادیان و بالحق انزلنہ و بالحق نزل و کان امر اللہ مفعولا.		ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور حق کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا ہے اور جو خدا نے ٹھہرا رکھا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

(انجام آتھم مترجم/۵۴روحانی خزائن:۱۱/۵۴)

۱۸۔ میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

(حقیقۃ الوحی/۱۵۰روحانی خزائن:۲۲/۱۵۴)

۱۹۔جری اللہ فی حلل الانبیاء		"خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلہ میں"

انجام آتھم مترجم/۵۳روحانی خزائن:۱۱/۵۳)

۲۰. بشری لک یا احمدی انت مداوی و معی انی ناصرک انی حافظک انی جاعلک للناس اماما.		"تجھے خوشخبری ہوا ے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے میں تیرا مددگار ہوں میں تیرا حافظ ہوں میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔"

انجام آتھم مترجم/۵۵روحانی خزائن:۱۱/۵۵)

۲۱۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء/۲۰روحانی خزائن:۱۸/۲۴۰)

ابن مریم کا ذکر قرآن میں موجود ہے مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اس حصہ قرآن کو چھوڑ دو جس میں ابن مریم کا ذکر ہے۔اگر کفر نہیں تو کیا ہے؟

۲۲۔ اینک منم کہ حسب بشارات آمدم		عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام/۸۰روحانی خزائن:۳/۱۸۰)

ترجمہ: یہ میں ہی ہوں جو آپ کے حسب بشارات آیا ہوں۔عیسیٰ کی کیا لیاقت کہ وہ پاؤں بھی میرے منبر پر دھر سکے۔(نعوذ باللہ)(از مترجم)

۲۳۔ "......میں اسی لیے خدا کے نزدیک اس (مرزا صاحب) کا ظہور نبی مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا ہے اور اس کا زمانہ رسول کریم ﷺ کے زمانی معراج کا منتہی اور خیر الوریٰ کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار

کیا گیا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/۲۹۷ روحانی خزائن:۱۶/ ۲۹۷)

۲۴۔ ''پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا' درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے ''صحابہ'' میں داخل ہوا۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۵۸ روحانی خزائن:۱۶/ ۲۵۸)

۲۵۔ ''اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۵۹ روحانی خزائن:۱۶/ ۲۵۹)

۲۶. قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله		"ان کو کہہ دے اگر تم خدا سے محبت کرتے ہوتو آؤ میری پیروی کرو' تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔"

(انجام آتھم مترجم/ ۵۶ روحانی خزائن:۱۱/ ۲۵۶)

۲۷۔ وما ارسلنک الا رحمته للعالمین		"اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا۔"

(حقیقتہ الوحی/ ۸۲ روحانی خزائن:۲۲/ ۷۰۸)

۲۸۔ لولاک لما خلقت الافلاک (اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا ہی نہ کرتا)

(الاستفتاء خاتمہ حقیقت الوحی/ ۸۵ روحانی خزائن:۲۲/ ۷۱۳)

۲۹۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا.		"ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔"

(حقیقتہ الوحی/ ۸۵ روحانی خزائن:۲۲/ ۷۱۳)

٣٠۔ "لا تخف الی لا یخاف لدی المرسلون"		مت ڈر! میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے۔

(حقیقۃ الوحی/٩١ روحانی خزائن:٢٢/٩٤)

٣١۔ انا فتحنالک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر. الیس اللہ بکاف عبدہ.		ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہے۔ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کیے جائیں' کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔

(انجام آتھم مترجم/٥٨ روحانی خزائن:١١/٥٨)

٣٢۔ "ومبشر ابرسول یاتی من بعدی اسمہ' احمد"

میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس پیش گوئی کے مصداق اول حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) ہیں

(آئینہ صداقت از بشیر الدین محمود صفحہ ٣٦)

٣٣۔ محمد رسول اللہ والذین معہ......

"اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ/٤ روحانی خزائن:١١/٢٠٧)

٣٤۔ اتانی مالم یوت احد من العالمین"		اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانے کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔

(تذکرہ وحی مقدس/٦٥٨)

٣٥۔ "واعطانی مالم یعط احد من العالمین"		"ومرا عطا فرمودہ آنچہ ہیچ کس را از عالمیان دادہ شدہ"

(آئینہ کمالات/٣٧٤ روحانی خزائن:٣٧٤)

۳۶۔فضلناک علی ماسواک"		"تیرے سوا جتنے ہیں ان سب پر ہم نے تجھے بزرگی دی۔"

(تذکرہ/۷۰۹)

۳۷۔انا اعطینک الکوثر		"ہم نے تجھے بہت سے حقائق اور معارف اور برکات بخشے ہیں۔"

(انجام آتھم/ ۵۸ روحانی خزائن:۱۱/ ۵۸)

۳۸۔ آنچہ دادا ست ہر نبی راجام

داد آن جام مرا بتمام

(نزول مسیح/ ۹۹ روحانی خزائن:۱۱/ ۴۷۷)

۳۹۔ "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"

(تذکرہ/ ۶۳۸)

۴۰. آشرک الله ولکل شئی

"خدانے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔" (تذکرۃ/ ۶۳۸)

۴۱۔ "اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی "اس وقت" پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھو الذی ارسل رسوله' بالھدی آخر آیت تک پس

یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے۔اے مسلمانوں کی جماعت“

(خطبہ الہامیہ/ ۲۶۶ تا ۲۶۸ روحانی خزائن:۱۶/ ۲۶۶ تا ۲۶۸)

۴۲۔ اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہ، پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچا دے پس میں وہی اینٹ ہوں۔

(خطبہ الہامیہ/ ۱۷۸ روحانی خزائن:۱۶/ ۱۷۸)

۴۳۔ روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک

میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم/ ۱۱۳ روحانی خزائن:۲۱/ ۱۴۴)

۴۴۔ محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں

محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۴۵۔ (اپنے آپ کو حضور ﷺ پر اور اپنے کلام پر فضیلت دیتے ہوئے کہتا ہے)

له خسف القمر المنير وان لی

غسا القمران المشرقان اتنكر

خسوف اس کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔

كذلك لی قول علی الكل يبهر		وكان كلام معجز آيته له

ترجمہ: ''اور اسکے معجزات میں معجزانہ کلام بھی تھا اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔'' (اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول مسیح/۷۱ روحانی خزائن: ۱۹/۱۸۳)

۴۶۔ مرزا صاحب حضورﷺ کے صرف تین ہزار معجزات بتاتے ہیں۔ لکھتے ہیں مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبیﷺ سے ظہور میں آئے۔

(تحفہ گولڑویہ/۶۳ روحانی خزائن: ۱۷/۱۵۳)

اپنے دس لاکھ سے زیادہ نشان۔

''جس شخص (مرزا قادیانی) کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین/۴۱ روحانی خزائن: ۲۰/۴۳)

۴۷۔ ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمدﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(ڈائری مرزا محمود احمدی مطبوعہ روزنامہ الفضل صفحہ ۵۔ ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

۴۸۔ ''اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت و برکت اور منت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے مینارہ پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوان مردو اور مجھے پہچانو! اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو اور زمانہ نزدیک آ گیا ہے اور وہ وقت نزدیک ہے کہ ہر ایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور بدلہ دی جائے۔''

(خطبہ الہامیہ مترجم/۷۰۔۷۱ روحانی خزائن: ۱۶/۷۰۔۷۱)

۴۹۔ ''پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک کرو اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو

میری مانند ہو اور ہرگز نہیں پاؤ گے اگرچہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈتے رہو۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/۵۲ روحانی خزائن:۱۶/۵۲)

مرزا صاحب کا صفات اللہ سے متصف بلکہ عین اللہ ہونے کا دعویٰ

۱۔ اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔

(خطبہ الہامیہ مترجم/۵۵،۵۶ روحانی خزائن:۱۶/۵۵۔۵۶)

۲۔انما امرک اذا اردت شیا ان تقول لہ کن فیکون.		تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی/۱۰۵ روحانی خزائن:۲۲/۱۰۸)

۳۔انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی		تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید وتفرید

(انجام آتھم/۵۱ روحانی خزائن:۱۱/۵۱)

۴۔انت منی و انا منک ظھورک ظھوری		تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے، تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

(تذکرہ/۷۰۰)

۵۔انت منی بمنزلۃ ولدی		تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

(حقیقۃ الوحی/۸۶ روحانی خزائن:۲۲/۸۹)

٦۔اسمع یا ولدی		اے میرے بیٹے سن۔

(حمامۃ البشریٰ:۱/۴۹)

۷۔انت من مائنا وھم من فشل		تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل (بزولی) سے۔

(انجام آتھم/۵۵۔۵٦روحانی خزائن:۱۱/۵۵۔۵٦)

۸۔الارض والسماء معک کما ھو معی.		زمین و آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ میرے ساتھ ہے۔

(انجام آتھم/۵۲روحانی خزائن:۱۱/۵۲)

۹۔یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی		اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔

(انجام آتھم/۵۲روحانی خزائن:۱۱/۵۲)

۱۰۔یحمدک اللہ من عرشہ یحمدک اللہ و یمشی الیک		خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

(انجام آتھم/۵۵روحانی خزائن:۱۱/۵۵)

رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو... وبینما انا فی ھذہ الحالۃ کنت اقول' انا نرید نظاما جدید اوسماء جدیدۃ وارضا جدیدۃ فخلقت السموت والارض اولا بصورۃ اجمالیۃ لا تفریق فیھا ولا ترتیب ثم فرقتھا ورتبتھا بوضع ھو مراد الحق وکنت اجد نفسی علی خلقھا کالقادرین. ثم خلقت السماء الدنیا وقلت انا زینا السما الدنیا بمصابیح ثم قلت آلان نخلق

الانسان من سلالة من طين.

(آئینہ کمالات اسلام/۵۶۴'۵۶۵ روحانی خزائن:۵/۵۶۴۔۵۶۵)

ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں عین اللہ ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں اسی حالت میں تھا کہ میں اپنے آپ سے کہنے لگا...... "میں ایک نظام جدید اور آسمان جدید اور ایک نئی زمین بنانا چاہتا ہوں" پس میں نے پہلے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کیا کہ جن میں نہ کوئی تفریق تھی نہ ترتیب پھر میں نے ان کو جدا کیا اور ترتیب دی جیسے کہ حق تعالیٰ کی مراد تھی۔ اور میں اپنے آپ کو انکی تخلیق پر پوری طرح قادر پاتا تھا، پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور میں نے کہا انا زینا السماء الدنیا الخ (یعنی ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا) پھر میں نے کہا' اب ہم انسانوں کو گوندھی ہوئی مٹی سے پیدا کرتے ہیں۔ (کتاب البریہ صفحہ ۷۸'۷۹) (از مترجم)

عقائد مرزا

توحید اور خدا تعالیٰ کے بارے میں مرزا صاحب کے عقائد

ا۔(قال اللہ تعالیٰ) اصلی و اصوم' اسھر و انام.		(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں نماز پڑھوں گا' اور روزہ رکھوں گا' جاگتا رہوں گا اور سوتا ہوں۔

(حمامۃ البشریٰ ۲/۷۹)

۲۔انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط		میں رسول کے ساتھ کھڑے ہوکر جواب دوں گا خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔

(تذکرہ طبع قدیم/۴۷۸)

۳۔ ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا' جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا' بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے' اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا' ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا...“

”میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔“

(تریاق القلوب/۶۲۔ روحانی خزائن: ۲۲/ ۲۶۷)

۴۔ خاطبنی اللہ بقولہ "اسمع یا ولدی."		اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا ”اے میرے بیٹے سن“

(کتاب البریہ/ ۷۶)

۵۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا منک		اے چاند' اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(حقیقۃ الوحی/ ۷۴۔ روحانی خزائن: ۲۲/ ۷۷)

۶۔ آدم بن (خدا تیرے اندر اتر آیا) میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں' تو مجھ

میں اور تمام مخلوق میں واسطہ ہے۔ (کتاب البریہ/ ۷۶۔ روحانی خزائن: ۱۳/ ۱۰۲)

۷۔ انا نبشرک بغلام مظهر الحق و العلى كان الله نزل من السماء		ہم لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا گویا آسمان سے "خدا" اترے گا۔

(حقیقۃ الوحی/ ۹۵۔ روحانی خزائن: ۲۲/ ۹۹)

۸۔ ربنا عاج		ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔)

(تذکرہ/ ۱۰۵)

مرزاجی کے وحی، کتاب، نبوت اور ختم نبوت کے بارے میں عقائد!

۱۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی/ ۶۸۔ روحانی خزائن: ۲۲/ ۵۰۳)

۲۔ "خداتعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔"

(دافع البلا/ ۱۰۔ ۱۱۔ روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۳۰)

۳۔ "خداتعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے

ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے......لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔" (چشمہ معرفت/ ۳۱۷۔ روحانی خزائن: ۲۳/۳۳۲)

۴۔ "لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑو گے؟"

(لیکچر سیالکوٹ/ ۲۵۔ روحانی خزائن: ۲۰/ ۲۲۷)

میرے پاس جبرائیل آئے، مجھے برگزیدہ کیا (چن لیا) اور اپنی انگلی کو حرکت دے کر اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دشمنوں سے محفوظ رکھے گا......آئل نام جبرائیل کا ہے۔ (از مترجم)

۵۔جاء نی ائل قال (ان آئل ھو جبرائیل) و اختار و ادار		آمد نزد من جبرائیل لا دمرا برگزید و گردش داد انگشت خود را دا اشارت کرد خدا ترا از
اصبعہ و اشار یعصنک اللہ من العدا (مواہب الرحمٰن/ ٦٦۔ روحانی خزائن: ۱۹/۲۸۲)		دشمنان نگاہ خوابد داشت آئل نام جبرائیل است

٦۔ "یہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی/ ۲۱۱۔ روحانی خزائن: ۲۲/۲۲۰)

۷۔ یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کی چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ....اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ

شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی.

یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔

(اربعین نمبر۴/ ۷۔ روحانی خزائن: ۱۷/ ۴۳۶)

۸۔ وما انا الا کالقرآن		"میں تو بس قرآم ہی کی طرح ہوں"

(تذکرہ/ ٦٦٨)

مرزا صاحب کے حضرت عیسیٰ' مہدی' دجال اور دابتہ الارض و یاجوج و ماجوج کے بارے میں عقائد!

1۔ انی انا المسیح وبالحق امشی والمسیح .... ان عیسیٰ مات والا یحی باحیاء کم

(تحفۃ الندوہ/ ۱۔ روحانی خزائن: ۱۹/ ۸۹)

2۔ اما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامہ و خلاصتہ' انا لا نجد فی القرآن شیئا. فی هذا الباب من غیر خبرو فاته.

"مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے۔"

(نور الحق حصہ اول/ ۵۱۔ روحانی خزائن: ۸/ ٦٩)

3 ثم ان مسئلة نزول عیسیٰ نبی اللہ کانت من اختراعات النصرانین و اما القرآن فتوفاہ والحقہ' المیتین

(اعلان خطبہ الہامیہ/۴۔روحانی خزائن:۱۶/۴)

(مرزائیو! پہلی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک کے ان گنت اور لاتعداد مسلمانوں کے بارے میں جو اس عقیدہ پر مر گئے ان عبارات کی روشنی میں آپ حضرات کا فتویٰ ہے؟ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں "یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا" وہ بھی گمراہی کی وادی میں تھی اور نعوذ باللہ سب کے سب جہنمی اور اہل نار تھے؟؟ (نعوذ باللہ من ذالک الکفریات)

ان عقيدة رجوع المسيح و حياته كانت من نسبع النصارى و مفتريا تهم ان الذين ظنو من المسلمين ان عيسىٰ نازل من السماء ما اتبعوا الحق بل هم فى وادى الضلال يتيهون.

(اعلان خطبہ الہامیہ/۶۔روحانی خزائن:۱۶/۶)

ترجمہ عبارت: عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائیوں کی عبارت آرائی اوران کی اختراپردازی ہے..... مسلمانوں میں سے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے اترنے کا گمان رکھتے ہیں' لاریب انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی' بلکہ وہ گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔

4. ان فمن سوء الادب ان يقال ان عيسى مامات و ان هو الاشرك عظيم يا كل الحسنات و يخالف الحصاة بل هو تو فى كمثل ' اخوانه ومات كمثل اهل زمانه و ان عقيدة حياته قد جات فى المسلمين من الملته النصرانيته. (حقیقۃ الوحی استفتاء/۳۹۔روحانی خزائن:۲۲/۶۶۰)

ترجمہ: یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرا سوئے ادبی اور شرک عظیم ہے جو عقل ورائے کے خلاف اور نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے' بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح وفات پا گیا اور اپنے اہل زمانہ کی طرح مر گیا اوراس کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں سے آیا ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں اور ان پر بہتان ہائے عظیم:

5۔ ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے..... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی/ ۱۴۸۔ روحانی خزائن:۲۲/۱۵۲)

۲۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ u شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (معاذ اللہ)

(کشتی نوح/ ۶۵۔ روحانی خزائن:۱۹/ ۱۷)

۳۔ میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

ریویو آف ریلیجنز جلد ۱/ ۱۲۴ ۱۹۰۲ء (عربی میں صفحہ ۱۳۴ ہے)

۴۔ یسوع اس لیے اپنے تیئں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے.... چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔

(ست بچن/ ۱۷۲۔ روحانی خزائن:۱۰/ ۲۹۶)

''مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے..... بعض وقت سو سو دفعہ دن میں پیشاب آتا ہے... ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

(نسیم دعوت/ ۷۴۔۷۵۔ روحانی خزائن:۱۹/ ۳۵۔۳۴)

۶۔ ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی

عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا' مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی' آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے' ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔'' معاذ اللہ

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم/ ۷۔ روحانی خزائن: ۱۱/ ۲۹۱)

۷۔ ''ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے۔ اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں۔''

(نور القرآن حصہ دوم/ ۱۹۔ روحانی خزائن: ۹/ ۳۹۴)

''ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے' کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے..... یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل کہ کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم بخت زانیہ کے چھونے سے اور نازو ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔''

(نور القرآن نمبر ۲/۴/۷۔روحانی خزائن:۹/۴۴۹)

۹۔ ''مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ایک کھاؤ' پیو' شرابی' نہ زاہد' نہ عابد نہ حق کا پرستار' متکبر' خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ' جلد نمبر ۳/۲۳'۲۴)

۱۰۔ ''ہاں آپ (یسوع مسیح) کا گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم/۵۔روحانی خزائن:۱۱/۲۸۹)

۱۱۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یسوع مسیح) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم/۵۔روحانی خزائن:۱۱/۲۸۹)

۱۲۔ وہ (مسیح ابن مریم)' ہر طرح سے ہی عاجز تھا۔مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پاکر مدت تک بھوکا اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ براہین احمدیہ حصہ چہارم/۳۶۹۔روحانی خزائن:۱/۴۴۱۔۴۴۲)

۱۴۔ اور (اسلام) نہ عیسائی مذہب کی طرح سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ میں جنم لیا اور نہ صرف نو ماہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ' چیچک دانتوں کی تکالیف وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی۔ (نعوذ باللہ)

(ست بچن/۱۷۳۔روحانی خزائن:۱۰/۲۹۷)

۱۵۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے (رام چندر' ناقل) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(انجام آتھم/۴۱۔روحانی خزائن:۱۱/۴۱)

۱۶۔ مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہیں۔ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات

کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

(نور القرآن حصہ دوم/ ۱۷۔ روحانی خزائن: ۹/ ۳۹۲)

ابن مریم دجال اور یاجوج ماجوج

۱۶۔ ''ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بموجب منکشف نہ ہوئی ہو ا اور نہ دجال ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ہی ظاہر فرمائی گئی۔'' (ازالہ اوہام/ ۳۷۳۔ روحانی خزائن: ۳/ ۴۷۳)

۱۷۔ اما الدجال فاسمعو ابین لکم حقیقته من صفاء الهامی

اب دجال کے متعلق سنو میں اپنے صفائے الہام سے حقیقت حال تمہارے سامنے واضح کرتا ہوں۔

ایها الاغرة اقد کشف علی ان وحدة الدجال لیست وحدة شخصیته بل وحدة نوعیته بمعنی اتحاد الاراء فی نوع الدجالیه کما یدل' علیه لفظ الدجال وان فی هذا لاسم آیات للمتفکرین. "فالمراد من لفظ الدجال' سلسله ملتمه من مهم دجالیته بعضها ظهیر للبعض"

معزز کرام! دجال میں جو وحدت ہے وہ وحدت شخصیت نہیں بلکہ وحدت نوعیہ ہے جس کا مطلب 'نوع دجالیہ میں آراء کا متفق ہو جانا ہے جیسا کہ لفظ دجال اس پر دلالت کرتا ہے اور اس نام میں 'غور کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ''پس لفظ دجال سے مراد ایک متحد اور ہم آہنگ خواہشات دجالیہ ہیں جن میں سے بعض 'بعض کی مددگار ہیں۔''

(ترجمہ از مرتب)

(آئینہ کمالات اسلام/ ۵۵۴'۵۵۵۔ روحانی خزائن: ۵/ ۵۵۴۔۵۵۵)

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

(از مرتب ومترجم)

۱۸۔ اور ہم پہلے بھی تحریر کر آئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجال معہود ہے۔

(ازالہ اوہام/ ۳۸۹۔ روحانی خزائن:۳/ ۴۸۹)

۱۹۔ "ازآں جملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کی زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہماری نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام ومقتداء یہی دجالی گروہ ہے اس لیے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔" (ازالہ اوہام/۳۹۳)

۲۰. و اخرجنا لهم دابة من الارض.....

"تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۰، روحانی خزائن ۳/ ۳۷۰)

۲۱۔ گیارہویں علامت دابۃ الارض کا ظہور میں آنا یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہو جانا جن میں آسمانی نور ایک ذرہ بھی نہیں۔ اور صرف وہ زمین کے کیڑے ہیں۔

(شہادۃ القرآن صفحہ ۲۵، روحانی خزائن:۶/ ۳۲۱)

۲۲. ان المراد من دابة الارض علماء السوء.

دابۃ الارض سے مراد علمائے سوء ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۴۲، روحانی خزائن:۷/ ۳۰۸)

۲۳۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابتہ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا۔

(نزول مسیح صفحہ ۳۹'۴۰ ربوہ، روحانی خزائن: ۱۸/۴۱۶)

۲۴۔ اللہ جل شانہ نے اول' آخری زمانہ کی علامت یاجوج ماجوج کا غلبہ یعنی روس اور انگریزوں کا تسلط بیان فرمایا۔"

شہادت القرآن صفحہ ۲۴، روحانی خزائن: ۶/ ۳۲۰

۲۵۔ اور یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں۔ یعنی اپنی خداداد طاقتوں سے فتح یاب ہوتی جاتی ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۹، روحانی خزائن: ۳/ ۳۶۹)

اپنے مولد قادیان کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد!

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین صفحہ ۵۲)

۲۔ تین شہروں کا نام "اعزاز" کے ساتھ "قرآن شریف" میں درج کیا گیا ہے۔ "مکہ مدینہ اور" قادیان" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۴' حاشیہ)

۳۔ "قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جاوے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جاوے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں"

(حقیقۃ الرویا صفحہ ۴۶ بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک ۳۹۱)

۴۔ یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ''ناف'' کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لیے ''ام'' قرار دیا ہے اور ہر ایک ''فیض'' دنیا کو اسی مقدس مقام سے حاصل ہوسکتا ہے اس لیے یہ مقام ''خاص'' اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔

(شہادۃ القرآن صفحہ ۱۰۵، خطبہ میاں محمود احمد مندرجہ الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

مرزا جینے اوپر لکھا کہ دابۃ الارض سے مراد علماء اسلام وعلماء سوء ہیں مگر یہاں لکھتے ہیں اس سے مراد ''طاعون'' ہے۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ بایں ہمہ مرزا جی دعویدار بھی ہیں کہ یہ حقائق بذریعہ ''الہام'' مجھ پر منکشف کیے گئے اور میرے سوا ''کسی'' پر حتی کہ حضور علیہ پر بھی منکشف نہ ہوئے جیسا کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ (مرتب)

۵۔ ''ہم مدینہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ''قادیان'' کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لیے چن لیا۔''

(تقریر میاں محمود احمد، الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

۶۔ قادیان کیا ہے....؟ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔..... قادیان خدا کے مسیح کا مولد و مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا۔ اس میں اس نے نشو نما پائی اور اسی جگہ اس نے زندگی گزاری۔

(الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء)

۷۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں ''مکہ مکرمہ'' اور ''مدینہ منورہ'' والی برکات نازل ہوتی ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد۔ الفضل ۱۱/ دسمبر ۱۹۳۲ء)

۱۱۔ ''خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی جو برکات اور فیوض یہاں

نازل ہوتی ہیں اور کسی جگہ نہیں ہوتی حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جولوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔" (انوار خلافت صفحہ ۱۱۷)

(بحوالہ قادیانی مذہب)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض "قادیان" فخر عجم ہے

(الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

مسجد اقصیٰ

۱۔ والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناء المسیح الموعود فی القادیان. ۱

(خطبہ الہامیہ مترجم صفحہ ۲۵ حاشیہ، روحانی خزائن: ۱۶: ۲۵)

۲۔ "معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے تو وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ۲۵، روحانی خزائن: ۱۶/ ۲۵)

۳۔ "کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کی نسبت اس عاجز کو الہام ہوا تھا۔"

ومن دخلہ کان آمنا

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

حج

مرزائیوں کا حج کے بارے میں عقیدہ

۱۔ ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لیے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لیے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے ''قادیان'' کو اس کام لے لیے مقرر کیا ہے۔''

صفحہ ہ (برکات خلافت صفحہ ۵)

اور مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جسے مسیح موعود نے قادیان میں بنایا۔ (مرتب)

جیسا کہ حج میں رفث، فسوق اور جدال منع ہے ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔

صفحہ ز

خطبہ جمعہ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ ذیل برکات خلافت صفحہ ۵، ۷

مجموعہ تقاریر میاں صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء

۲۔ ''جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا جی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے اس طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔''

(اخبار پیغام صلح ۲۱/ اپریل ۱۹۳۳ء بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ۴۴۰)

۳۔ ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ قادیان میں ثواب زیادہ ہے۔'' اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ۳۵۲، روحانی خزائن: ۵/۳۵۲)

قادیانی اور انگریزی حکومت

حکومت برطانیہ کی تائید اور حمایت:

(پچاس الماریاں)

۱۔ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرنے والے ہیں' ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ۲۷، ۲۸، روحانی خزائن: ۱۵ ۵۵، ۱۵۶)

(پچاس ہزار کتابیں اور رسالے)

۲۔ ''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی' وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسالے اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں' یعنی اردو' فارسی' عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور

یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔"

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۳ تا ۴، مرزا صاحب کی ملکہ وکٹوریہ کو چٹھی روحانی خزائن: ۱۵/۱۱۴)

پچاس گھوڑے پچاس سوار

۳۔ والد مرحوم اس ملک کے ممیز زمینداروں میں سے شمار کیے گئے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شکر گزار اور خیر خواہ ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر (استعمار کے خلاف مشہور جنگ آزادی کے ایام میں پچاس گھوڑے انہوں نے اپنے پاس سے خرید کر اور اچھے اچھے جوان مہیا کر کے پچاس سوار بطور مدد کے سرکار کو دیئے۔ اس وجہ سے اس گورنمنٹ میں بہت ہر دلعزیز تھے۔

(ازالہ اوہام برحاشیہ صفحہ ۶۶۔ ۶۷ روحانی خزائن: ۳/۶۷، ۱۶۶)

ساٹھ برس کی عمر تک اہم کام

۴۔ "میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت: ۷/۱۰۔ روحانی خزائن: ۳/۱۶۶)

قدیم خدمت گزار

''اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی اور میرا والد مرزا غلام مرتضٰی ابن مرزا عطا محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالیں عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ خوب اس کو پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا اور سرکار انگریزی اپنے احکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ''ہر ایک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔''

(نور الحق حصہ اول/ ۲۷، ۲۸، روحانی خزائن: ۸/ ۳۷، ۳۶)

انگریزی حکومت کا قلعہ اور تعویذ

۵۔ اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لیے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آ گئے اور موافق ہو گئے، جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات

میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں، جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی، اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

(نور الحق حصہ اول/۳۲، ۳۳، روحانی خزائن: ۸/۴۵، ۴۴)

"میری اور میری جماعت کی جائے پناہ"

۶۔ "خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے، یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں"

(تریاق القلوب/۲۶ قادیان، روحانی خزائن: ۱۰/ ۱۰۴)

انگریزوں کا خود کاشتہ پودا

۷۔ "یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک "وفادار جانثار" خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ (برطانیہ) کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔"

"اس خود کاشتہ پودا" کی نسبت نہایت عزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔" (تبلیغ رسالت: ۷/ ۱۹)

میرا مذہب اور اصول

۸۔ ''اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔''

(کتاب البریہ/۱۰ اشتہار واجب الاظہار، روحانی خزائن:۱۳/۱۰)

۹۔ ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(شہادت القرآن/۸۶، روحانی خزائن:۶/۳۸۰)

قادیانی اور جہاد

۱۔ ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل کے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا.....اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(اربعین نمبر۴/۱۵، ۹۱ حاشیہ، روحانی خزائن:۱۶/۶۸۔۶۹)

۲۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے

آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۸، ۲۹ تبلیغ رسالت ج ۹ صفحہ ۴۷)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال		دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے		دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے		اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد		منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(نور الحق حصہ اول/ ۳۳، ۳۴، روحانی خزائن: ۱۷/۷۷، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ۲۶)

۳۔ ''گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ وہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمین کے اندرونی حالات دریافت کرے..... ہمارے امام (مرزا صاحب) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو بائیس برس ہیں، اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام عرب شام کابل وغیرہ میں تقسیم کیا۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز، مولوی محمد علی قادیانی بابت ۱۹۰۲ء جلد ۱، ۲)

۴۔ یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے.... یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی ''بیہودہ رسم'' کو اٹھا دے۔

(فرمان مرزا مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ۱۹۰۲ء جلد ۱، ۲)

''یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے، ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں، اور نہ اس کی انتظار ہے، بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ''ہرگز جائز نہیں'' سمجھتا اور

''قطعاً'' اس بات کو حرام جانتا ہے۔''

(اشتہار واجب الاظہار تریاق القلوب/۹۰۔۳۸۹ روحانی خزائن: ۱۰/۱۸۔۵۱۷)

مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والے کافر اور جہنمی

۱۔ تب انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیے ایک کرناء بجائے گا اور اس کرناء کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھچا آئے گا' بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں' جو دوزخ کے بھرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم/۸۲'۸۳، روحانی خزائن: ۲۱/۱۰۹۔۱۰۸)

۲۔ ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(تذکرہ/۳۴۲'۳۴۳) (معیار الاخیار صفحہ ۸)

۳۔ ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت از مرزا محمود صفحہ ۳۵)

غیر قادیانیوں سے نکاح کفر ہے

۱۔ ''جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے' میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ..... ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔''

(ڈائری میاں محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

اس کی عربی نہیں ہے۔

۲۔ غیر احمدی کی لڑکی لینے میں حرج نہیں ہے' کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔.اپنی لڑکی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے' اگر ملے تو بے شک لے لو' لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔

(الفضل ۱۶/ دسمبر ۱۹۲۰ء)

۳۔"عیسائیوں کی عورتوں سے اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں' نکاح جائز ہے۔"

(الفضل ۱۸/ فروری ۱۹۳۰ء)

۴۔ "ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی۔" (الفضل ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

۵۔ "خارج از احمدیت ہونے سے میری مراد ایسے امورات ہیں جن کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے چنانچہ غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی اسی قسم میں سے ہے۔"

(الفضل ۴/ مئی ۱۹۲۲ء)

۶۔ "پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لیے نہایت ضروری ہے' وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے۔ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ صفحہ ۴۶)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز قطعاً حرام ہے

۱۔ "میرا وہی مذہب ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبائع شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی تعریف کرتے ہوں نماز نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص متردد یا مذبذب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے' خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی

میں اور اس کے غیر میں تمیز کر دے۔" (الفضل ۲۸/ اگست ۱۹۱۷ء)

۲۔ "خداتعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بالکل ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔"

حاشیہ اربعین نمبر ۳، /۲۸، روحانی خزائن: ۱۷/۴۱۷

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ/ ۲۸ حاشیہ، روحانی خزائن: ۱۷/۶۴)

۳۔ "کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ پوچھو گے اتنی دفعہ یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔" (انوار خلافت میاں محمود احمد صفحہ ۸۹)

مصلحتاً کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم

۱۹۱۲ء میں میں سید عبدالحئی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب بھی براہ راست حج کو گئے جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکٹھے گئے، پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں ہٹنے لگا مگر راستے میں رک گئے تھے نماز شروع ہو گئی تھی نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے اس پر میں نے نماز شروع کر دی، پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا، وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحئی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خداتعالیٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرا لیں

....اور باوجود لوگوں کے روکنے کے برابر الگ نماز ادا کرتا رہا اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے.... پیچھے رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی..... (ہمارے قادیان واپس آنے پر) ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا' ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلا کا ڈر ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیں اور پھر آ کر دہرا لیں۔

(آئینہ صداقت/۹۱'۹۲)

۱۔ اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیونکر نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا کفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا' کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا' اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۳ میاں محمود)

۲۔ ''اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لیے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔'' (ارشاد مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل ۶/مئی ۱۹۱۵ء)

۳۔ ''مرزا جی نے اپنے بیٹے فضل احمد مرحوم کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا''

(اخبار الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء و ایضاً الفضل ۷ جولائی ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

نوٹ: مرزا فضل احمد مرزا جی کی پہلی بیوی سے تھے جو ''پھجے دی ماں'' کہلاتی تھی اور بقول مرزا یہ نہایت فرمانبردار اور بڑی عزت کرنے والے تھے مگر پھر بھی مرزا جی نے محض مسلمان ہونے کے جرم میں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اسی طرح بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح جب فوت ہوئے تو سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی باوجود یہ

کہ وہ اس وقت حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے جب ان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھے ایک مسلمان حکومت کا کافر ملازم تصور کر لیں۔ یا کافر حکومت کا مسلمان ملازم تصور کر لیں

۴۔ ''غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا' ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھے ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے' سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں بھی لینے کی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔

(کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد قادیانی' مندرجہ ریویو آف ریلیجنز' ۱۶۹/ نمبر ۳ جلد نمبر ۱۴)

مرزائیوں سے ایک سوال

مرزا جی وفات مسیح پر اپنی تالیفات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبته والمودة و ینتفع من معار فها ویقبلنی و یصدق دعوتی الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لايقبلون.		یہ ایسی کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان پیار ومحبت کی نظر سے دیکھتا' ان کے معارف سے مستفیض ہوتا' مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے' مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ وہ قبول نہیں کرتے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷'۵۴۸، روحانی خزائن: ۵/ ۵۴۷-۵۴۸)

گویا مرزا جی پر ایمان نہ لانے والے سب کنجریوں کی اولاد ہیں۔ مرزا جی کا بڑا لڑکا فضل احمد آپ پر ایمان نہیں لایا تھا اور مرزا جی کی زندگی میں ہی مر گیا۔ مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جیسا کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

مرزائی دوستو! اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے فتوے کی روشنی میں ذرا سوچ کر بتاؤ کہ فضل احمد کون تھا؟ اس کی ماں کیسی تھی اور جس حضرت کے گھر میں ایسی پاکیزہ عورت تھی وہ حضرت کیا ہوئے؟ ماشاء اللہ کیسا مطہر خاندان ہے۔ مرزا صاحب نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو غلیظ ترین گالیاں دیں مگر خدائے عظیم و برتر کی قدرت سے وہ تمام گالیاں خود مرزا صاحب اور ان کے خاندان کی طرف لوٹ آئیں۔ سچ ہے.........

''آسمان کا تھوکا منہ پر''

خاتمہ

دین سے بغاوت' ملت محمدیہ کے خلاف خروج' کھلم کھلا ارتداد یہ انکار و آراء اور صریح کافرانہ عقائد جو ہم نے امت محمدیہ علی صاحبھا الف الف تحیہ وسلام کے سامنے پیش کیے' یہ اپنے ابطال پر خود شاہد ہیں۔ انہیں جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کسی مستقل رد یا کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں۔ ایسی چیزیں جو تنقید و تردید کسی کیلئے عالم مخلص یا مومن صادق کے ہاں محتاج دلیل نہیں' اتنی واضح ہیں کہ ان میں کسی بھی تاویل کا کوئی امکان نہیں۔ اس نے اپنے ان عقائد کی اس قدر وضاحت کی ہے کہ اس نے اپنے کفر و ارتداد میں کسی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی' چونکہ اس کے تمام عقائد کا جمع اور اکٹھا کرنا مقصود نہ تھا اس لئے یہ چند حوالے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں' ورنہ اس کی کتابیں تو ایسے زہریلے مواد سے بھری پڑی ہیں جنہیں دیکھنے سے عقل کے طوطے اڑ جاتے ہیں یہ عشر عشیر اسے کافر قرار دینے کیلئے کافی ہے۔

تمام کفریات پیگر اور دعاوی از قسم اول دعویٰ مہدیت و مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود دعویٰ وفات مسیح اور ان کے قرب قیامت نزول کا انکار ان کی شان میں گستاخیاں اور ایسی فحش اور غلیظ گالیاں جنہیں سن کر کلیجہ فگار اور جگر صدر چاک ہوتا ہے۔ انہیں یوسف نجار کا بیٹا کہنا' قرآن مجید پر بہتان باندھنا' نبی اکرم علیہ کا اس معنی میں خاتم النبیین ہونے کا انکار کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا' امام الانبیاء سے اپنے معجزات کے زیادہ ہونے اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ اعلان منسوخی حج اور جہاد اور یہ کہ انگریزی حکومت زمین پر خدا کا سایہ ہے اور اس کا اپنا کھلا اقرار کہ ''قادیانیت'' انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (تبلیغ رسالت: ۷/۱۹)

تمام مسلمانوں کو گالیاں کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ کنجریوں کی اولاد ہیں اور اسی طرح کے جہل والحادو کفر وضلال جو سابقہ صفحات میں بیان ہوئے اگر تمام کے تمام جمع کیے جائیں تو پھر آپ کا اس کے کفر کے بارے میں کیا خیال ہے؟

کیا اس کافر وملحد نے کفر وضلال اور کھلم کھلا گمراہی کی کوئی بھی ایسی بات چھوڑی ہے جو اس نے اپنے دعاوی میں ذکر نہ کی ہو۔

بلاشبہ یہ برطانوی سیاست کا تخم ریزہ تھا۔ جس نے ملت اسلامیہ کو تزلزل کرنا چاہا۔ اس نے قرآن مجید کو جھٹلایا..... نبی اکرم علیہ کو جھوٹا بنایا' اجماع امت کو پارہ پارہ کیا اور کفر والحاد میں اپنے اگلے پچھلے سب فتنہ پردازوں کو مات کر گیا' لیکن صد شکر کہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں میں ناکام ونامراد ہی رہا اور علماء امت کی زبان وقلم اور روح وبدن کی کوشش ہائے پیہم سے یہ شجرہ ملعونہ بیخ دین سمیت اکھاڑ کر پھینک دیا گیا:

یریدون لیطفوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون مد هذا وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد خاتم النبيين و امام التقين و سيد الاولين و الاخرين وعلى آله الغرا المباسين و اصحابه العاملين و آيات الدين وعلى تابعيهم باحسان الى يوم الدين.

محمد یوسف بنوریؒ

حیات مسیح کانفرنس لندن کی ایک تحقیقی یاد

الحقائق الاصلیہ

فی جواب

اللمحۃ الفکریہ

المعروف

حیات مسیح اور بزرگان دین

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحقائق الاصلیہ پرانے قادیانی مناظر جلال الدین شمس کے بیٹے منیر الدین شمس کی تالیف ''لمحہ فکریہ'' کا جواب ہے..... لمحہ ایک گھڑی یا پل بھر کے وقت کو کہتے ہیں۔ لمحہ فکریہ دیکھتے ہی خیال رہا کہ شاید اس میں کوئی نئی بات ہوگی جو نئے غور کے لیے پیش کی گئی ہو۔ کیوں کہ پچھلی باتوں پر تو غور بار ہا ہو چکا ہوتا ہے..... اس شوق میں ہم نے اس کے اوراق الٹے تو حسرت ویاس کے سوا کچھ نہ ملا۔ وہی پرانی لکیر پیٹی گئی تھی جس پر سے کئی قافلے گزر چکے ہیں معلوم نہیں قادیانی مشن لندن نے منیر صاحب کو ان فرسودہ حوالوں کی نئی اشاعت کی اجازت کیسے دی اور پھر معلوم نہیں منیر صاحب نے اس دیدہ دلیری سے اسے لمحہ فکریہ کا نام کیسے دیا معلوم ہوتا ہے انہوں نے پاکٹ بک احمدیہ کے چند حوالے ہی اوپر نیچے کیے ہیں۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

ان حوالوں کے جوابات گو پہلے بھی بارہا دیے جا چکے ہیں۔ تاہم جواب آں غزل ضروری ہے اب ان کا جواب ایک علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں سپرد قلم کیا۔ انگلستان والوں کے لیے تو یہ ایک نئی اشاعت ہوگی۔ الحقائق الاصلیہ اسی ارادہ کی تکمیل ہے۔

ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ بعض جوابات میں بہت ہی اختصار ہے۔ سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے تبلیغی دورے ان دنوں بہت زور سے چل رہے ہیں اتنا وقت ہی غنیمت ہے جو انہوں نے اس کام کے لیے نکالا اور اصولی جوابات قلم بند کر دیے۔ اگر کسی جواب میں کسی دوست کو کچھ پیچیدگی محسوس ہو تو وہ اپنے شہر کے مقامی عالم کے پاس جا کر اسے سمجھ لے۔ انشاء اللہ ہر جواب اپنے باب میں کافی اور اطمینان بخش معلوم ہوگا۔

اس رسالہ پر علامہ خالد محمود صاحب نے بھی نظر ثانی کی ہے۔ہم اسلامک اکیڈمی مانچسٹر کے ارکان اس سلسلہ میں ان علماء کرام کے تہ دل سے شکر گزار ہیں جنہوں نے انگلستان میں پہلی بار قادیانیت کو بے نقاب کیا ہے۔مولانا منظور احمد چنیوٹی کا دورہ انگلستان اس لحاظ سے وقت کی ایک بڑی پکار تھا۔

ایم اے مرزا سیکرٹری اسلامک اکیڈمی (سابق طالب علم ٹی آئی کالج قادیان) حال مقیم مانچسٹر۔

حقائق اصلیہ بجواب لمحہ فکریہ

الحمدللہ وحدہ و الصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ الذین اوفوا بعہدہ واصوا بما عمل ووعد اما بعد:۔

جون ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔قادیانیوں نے لندن میں ''وفات مسیح'' کے عنوان سے ایک کانفرس کی تھی۔ان کا مقصد لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت سے ہٹانا اور ''وفات مسیح'' کے نام سے اپنے مشن کی دعوت دینا تھا۔

اس کے جواب میں مسلمانوں نے دو موقف اختیار کیے۔ایک مرزائیوں کے مقابلہ میں اور ایک مسلمانوں کے لیے۔مرزائیوں کے مقابلہ میں یہ موقف طے ہوا کہ انہیں مرزا غلام احمد کی سیرت پر مناظرہ کرنے کی کھلی دعوت دی جائے۔چونکہ مرزائی مرزا غلام احمد کو مجدد مہدی، مسیح، اور نبی بنا کر پیش کرتے ہیں اور اس پر ایمان لانا نجات کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔بلکہ جو اس پر ایمان نہ لائے اسے کافر، جہنمی اور کنجریوں کی اولاد قرار دیتے ہیں۔اس لیے مناسب ہوگا کہ انہیں مرزا غلام احمد کی سیرت پر مناظرہ کرنے کے لیے تیار کیا جائے اور وہ مرزا غلام احمد کی سیرت پر بحث کرتے ہوئے اسے اس کی اپنی تحریرات کی رو سے مجدد و مہدی ہونا تو درکنار ایک شریف انسان ہی ثابت کر دیں۔امید تھی کہ اس طرح مرزا غلام احمد کی سیرت سے سازشوں کے دبیز پردے کچھ ضرور اٹھ جائیں گے۔

مسلمانوں کے لیے ہم نے موقف اختیار کیا کہ ''حیات مسیح'' کے عنوان سے لندن میں اور ختم نبوت

کے عنوان سے 'دوکنگ' میں کانفرنسیں کی جائیں۔ ہم نے ارادہ کیا کہ قرآن وحدیث کے عقلی ونقلی دلائل سے عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر نہ چڑھنا اور آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا قیامت کے قریب دنیا میں پھر سے نزول فرمانا ثابت کیا جائے اور ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کی زندگی کے تاریک گوشوں کو بھی کچھ بے نقاب کیا جائے۔

اسلامک اکیڈمی مانچسٹر انگلینڈ بلکہ پورے یورپ کا ایک عظیم اسلامی ادارہ ہے۔ یہ اسلامی دانش کدہ اسلامی نشریات اور جدید نصاب کی تعلیمات میں انگلینڈ میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں ملک اور بیرون ملک موجود ہیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ اسی ادارے کے زیر اہتمام ریجنٹ پارک لندن کی جامع مسجد میں حیات مسیح کے عنوان سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب۔ مصر۔ ترکیہ اور دیگر کئی ممالک کے علماء کو بھی مدعو کیا جائے چنانچہ اس پروگرام کے مطابق یہ کانفرنس ۲۹، ۳۰، جولائی ۱۹۷۸ء کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور آمد ثانی کے مسئلہ پر لندن میں منعقد ہوئی اور اس تاریخی اجتماع میں قرآن وحدیث اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کی روشنی میں مسئلہ کو پوری قوت وبرہان سے پیش کیا گیا پورے انگلستان سے لوگ بڑی تعداد میں اس میں شریک ہوئے اور کانفرنس بحمدہ تعالیٰ بہت کامیاب رہی۔ جس کی رپورٹ لندن کے مقامی اخبارات کے علاوہ رابطہ عالم اسلامی کے اخبار ''العالم الاسلامی'' میں بھی شائع ہوئی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں کس جہت سے کام کیا جائے تو اس سلسلہ میں راقم الحروف نے پاکستان سے روانہ ہونے سے پہلے قادیانیوں کی انگلینڈ کی جماعت کے امیر اور امام بشیر احمد رفیق کو مرزا قادیانی کی سیرت پر مناظرے اور مباہلے کا کھلا چیلنج بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا تھا اور میرے انگلستان آنے پر وہ چیلنج انگلینڈ کے ''جنگ اخبار لندن'' میں بھی شائع ہو چکا تھا میرے انگلینڈ پہنچنے پر پھر اسے دہرایا گیا۔ اس میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد بھی مخاطب تھے۔ مرزا غلام احمد کی سیرت پر ''مناظرہ یا مباہلے'' قادیانیوں کو موت سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ اس پر تو

وہ آمادہ نہ ہوئے اوراس دبے انداز میں گویا اپنی شکست کا اعتراف کرلیا۔البتہ کانفرنس کے اختتام پر ایک دو ورقی پمفلٹ ''ایک لمحہ فکریہ'' کے عنوان سے ان لوگوں نے تقسیم کیا۔جس میں اپنے زعم باطل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر چند مغالطے پیش کئے گئے تھے اگرچہ اس ''لمحہ فکریہ'' میں کوئی نئی چیز نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ وہی گھسی پٹی باتیں دہرائی گئی تھیں جن کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے اوراس موضوع پر ہماری مستقل تفصیلات بھی موجود ہیں۔

تاہم یہ ایک نئی تالیفات تھی۔ یہ اسی لمحہ فکریہ کی جوابی فکر ہے۔منیرالدین صاحب شمس تو ابھی فکر کے لمحوں سے ہی گزر رہے ہیں لیکن ہم بفضلہٖ تعالیٰ حقیقت کی منزل پر اترے ہوئے ہیں۔ یہ حقائق اصلیہ انہی حقیقتوں کی ایک مختصر تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ قادیانیوں کو بھی فکر کی پریشانیوں سے نکالے اور اسلام کے ساحل مراد پر پہنچائے۔دلچسپی رکھنے والے حضرات اگر تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کریں:

(۱) شہادت القرآن از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

یہ کتاب مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوئی۔جس کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ حکیم نور دین بھیروی سے نہ محمد احسن امروہی سے ہو سکا۔

(۲) کلمات اللہ فی حیات روح اللہ۔از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی لاہور۔

یہ حضرت کاندھلوی کے ان دلائل کا مجموعہ ہے جو آپ نے قادیانیوں کے مقابلہ میں مناظرہ فیروز پور میں پیش کئے گئے تھے۔

(۳) افادۃ الافہام فی جواب ازالہ اوہام۔

از مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدرآباد۔

(۴) نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریم

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد بدر عالم رحمہ اللہ (مدینہ منورہ)

اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور تعلیم یافتہ طبقے کے لیے بہت مفید ہے۔

(۵) سیف چشتیائی۔

از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم۔

(۶) توضیح الکلام فی اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام

مصنفہ مولانا نظام الدین کوہاٹی۔

(۷) الکاویہ علی الغاویہ۔

از مولانا محمد عالم آسی رحمہ اللہ

تعجب اور حیرت اس بات پر تھی کہ قادیانیوں نے ایک ایسے مسئلہ کو کیوں اپنے سرگرمیوں کا مدار محور بنا رکھا ہے جس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تصریحات ہیں کہ یہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے۔

مرزا غلام احمد لکھتا ہے:۔

(۱) نزول مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارے ایمانیات کا جز ہے نہ دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

(۲) میں صرف حیات مسیح کی غلطی کو ہی دور کرنے کے لیے نہیں آیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ غلطی آج نہیں پڑی بلکہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ [۱] ازالہ اوہام ص ۱۴۰ روحانی خزائن: ۳/۱۷۱ [۲] احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے کے باوجود انسان خواص اولیاء میں سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ کوئی ایسی غلطی نہیں جس کا فوری طور پر ازالہ ضروری ہو۔ اس مسئلے کے اقرار سے انسان صف اسلام سے باہر ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد نے خود اعلان کیا ہے کہ وہ لوگ جو پہلے اس عقیدہ پر ہوئے ہیں اس وجہ سے وہ گنہگار

نہ تھے:۔

ان الذین خلوا من قبلی لا اثم علیھم وھم مبرئون.

ترجمہ: مجھ سے پہلے جو لوگ اس عقیدہ پر ہو چکے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اور وہ سب بری ہیں۔ (ملفوظات حصہ دوم/۷۲)

پیش نظر رہے کہ مرزا غلام احمد اس وقت بھی ملہم ہونے کا مدعی تھا اور اس کی یہ بات بھی آسمانی رہنمائی میں تھی۔ ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:۔

ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات وحیات پر مباحثے کرتے پھریں۔
یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ (اعجاز احمدی/۱۸۔ روحانی خزائن:۱۹/۱۲۶)

پھر یہ بھی تسلیم کرتا ہے:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور بعض دوسرے صحابہ کرام کا یہ خیال تھا۔
کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی استفتاء/۴۲۔ روحانی خزائن:۲۲/۶۶۴)

قارئین کرام! مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تصریحات کو ایک مرتبہ غور سے پڑھیں اور خود ہی انصاف فرمادیں کہ ان تصریحات کے بعد بھی کیا کسی قادیانی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ وفات مسیح یا حیات مسیح کے مسئلہ کو موضوع گفتگو بنانے پر اصرار کرے اور اس ادنیٰ کام پر لاکھوں پونڈ خرچ کر کے لندن میں کانفرنسیں کرے اور پھر اس مسئلہ کو نجات کے لیے ضروری قرار دے۔

جب بقول مرزا قادیانی یہ عقیدہ نہ ایمانیات کا جز ہے نہ دین کا رکن۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی اہمیت ہے۔ بلکہ یہ وہ غلطی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ (معاذ اللہ) اور کئی ایک جلیل القدر صحابہ۔ تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ محدثین کرام۔ صوفیاء عظام۔ اہل اللہ اور کروڑوں اربوں انسان اسی عقیدہ پر وفات پا چکے ہیں اور اس کے باوجود جنتی ہیں اور خود غلام احمد قادیانی بھی باون

۵۲ سال کی عمر تک نہ صرف اس عقیدہ پر قائم رہا بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اسی عقیدہ کی نشرو اشاعت کرتا رہا ہے اور حیات مسیح پر قرآن کریم سے استدلال کرتا رہا۔

اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی اس عقیدہ پر رہ کر ملہم ربانی اور مقرب یزدانی ہوسکتا ہے تو آج کے مسلمان یا آئندہ آنے والے مسلمان بھی اگر اسی عقیدہ پر قائم رہیں جس پر تیرہ صدیوں کے اربوں اور کھربوں مسلمان وفات پا چکے ہیں تو کون سی قیامت آجائے گی یا آسمان ٹوٹ پڑے گا اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ جس غلام احمد قادیانی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ بلکہ جو اس پر ایمان نہ لائے اس پر جہنمی' کافر اور کنجریوں کی اولاد ہونے کے غلیظ فتوے داغے جاتے ہیں۔ پہلے اس کی سیرت و کریکٹر کو دیکھا جائے کہ کیا وہ اپنی تحریرات کی رو سے ایک شریف انسان بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

افسوس کہ قادیانی اس سیدھی سادھی بات پر گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور دوسرے بحثوں میں الجھنے الجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین اور دوسرے خلیفہ بشر الدین محمود دونوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ دوسری بحثوں میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول/ ۹۸' دعوت الامیر/ ۴۹)

یہ روئے سخن تو لمحہ فکریہ کے لکھنے اور شائع کرنے والوں کے لیے ہے۔ ہاں اپنے حلقوں اور طالب علموں کو مطمئن کرنے کے لیے ہم ان مغالطوں سے پردہ اٹھاتے ہیں جو اس سلسلہ میں پمفلٹ مذکور میں پیدا کیے گئے ہیں۔

واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق.

قادیانی مغالطے

قادیانی پمفلٹ لمحہ فکریہ میں آیات واحادیث اور بزرگان دین کے نام جو مغالطے دیے گئے ہیں۔

ہم انہیں دوعنوانوں سے علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں:۔

آیات واحادیث:

لمحہ فکریہ میں دو آیات پیش کی گئی ہیں اور دو حدیثیں پہلی آیت یہ ہے:۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول (مائدہ) اور دوسری آیت **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (آل عمران) پیش کی گئی ہے۔

الجواب:

(۱) ان میں سے کوئی آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل نہیں بنتی پہلی آیت میں تو عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے رسولوں کے گزرنے کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں حضور اکرم ﷺ سے پہلے رسولوں کے گزرنے کا بیان ہے۔

(۲) "خلت" کا معنی موت نہیں بلکہ گزرنا ہے' جگہ خالی کرنا ہے۔ خواہ زندہ چلے جا کر یا موت سے جا کر۔ قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ "**واذ خلوا الیٰ شیاطینهم** (البقرہ) جب وہ کافر اپنے شیطانوں کی طرف علیحدہ ہوتے ہیں اس علیحدہ ہونے کو خلا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لفظ "خلت" اسی مادہ سے ہے۔

(۳) مرزا قادیانی نے خود "**قد خلت من قبله الرسل**" اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ خلت کا معنی موت نہیں کیا۔ (جنگ مقدس/۷۔ روحانی خزائن:۶/۸۹)

اگر حضور اکرم ﷺ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ صاف **ماتت** کا لفظ جو موت

کے لیے صریح تھا استعمال فرماتے خلت کا لفظ استعمال نہ فرماتے جو کئی معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے وفات نہیں پائی تھی اور وہ حضور سے پہلے گزر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لفظ وفات نہیں فرمایا۔ چونکہ وہ حضور ﷺ سے پہلے یہاں اس زمین سے زندہ جا چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی رعایت کرتے ہوئے "خلت" کا لفظ استعمال کیا۔ جو زندہ چلے جانے اور فوت ہو کر چلے جانے ہر دو کو شامل ہے۔

(۴) اور اگر اس آیت اور اسی قسم کی دوسری آیات و احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہ السلام کی وفات شریف ثابت ہوتی ہے تو پھر قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ کیوں مانتے ہیں؟ وہ بھی تو خلت میں داخل تھے۔

مرزا غلام احمد لکھتا ہے:۔

وانه حيى فى السماء ولم يمت و ليس من الميتين.

(نور الحق حصہ اول/۵۰، ۵۱۔ روحانی خزائن: ۸/ ۶۸۔ ۶۹)

ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور وہ فوت نہیں ہوئے آیت ہذا قد خلت من قبله الرسل سے تم جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کرتے ہو ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کر لو...... پھر یہ قضیہ مہملہ ہے جو بمنزلہ جزئیہ کے ہے۔ تمہارا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام پیش کر رہے ہو۔ دلیل دعویٰ کے مطابق ہونی چاہیے۔ حضرت عیسیٰ کی وفات پر کوئی صریح آیت پیش کرو۔

نوٹ: ان دو آیات پر مزید غور کرو۔ ان دونوں میں صرف ناموں کا فرق ہے قد خلت وہی ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ پ۴ آل عمران رکوع ۱۵ (نمبر ترتیب نزول ۸۹)

ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل. پ۶ المائدہ رکوع ۱۰

(نمبر ترتیب نزول ۱۱۲)

پہلی آیت سے یہ ثابت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت حضور ﷺ زندہ اور موجود تھے۔ دوسروں کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ جا چکے ہیں۔ اس طرح دوسری آیت سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوں اور دوسروں کے جا چکنے کی خبر دی جا رہی ہو۔ کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ دوسری آیت کے نازل ہونے کے وقت حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہوں حالانکہ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ آپ بوقت نزول آیت زندہ موجود تھے۔ سو اس آیت میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ حضور کے عہد میں بھی حضرت عیسیٰ زندہ تھے اور اس وقت تک ان پر موت نہ آئی تھی۔ گو وہ یہاں (اس زمین) سے گزر کر جا چکے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کی خبر دی اور نجران کے عیسائیوں کو فرمایا۔ ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء (حضرت عیسیٰ پر موت آئے گی) یہودیوں کو بتایا۔ ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیمة (حضرت عیسیٰ مرے نہیں اور بے شک وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹیں گے) پھر لفظ قد خلت کے معنی ماتت کرنا یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نور الدین بھیروی کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے جنگ مقدس ص ۷ پر خلت کے معنی یہ کئے ہیں "اور اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے" اور حکیم نور الدین نے فصل الخطاب میں اس کے یہ معنی لکھے "پہلے اس سے بہت رسول آ چکے" خلت کے معنی ماتت مجازی طور پر تو کیے جا سکتے ہیں لیکن لغت عرب میں اس کے اصل معنی موت کے کہیں نہیں ہیں۔

احادیث نبویہ سے غلط استدلال کا جواب

قادیانیوں نے اپنے دعویٰ پر پہلی حدیث یہ پیش کی ہے:۔

لو کان عیسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی۔ (شرح فقہ اکبر مصری/۱۰۰)

ترجمہ: اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے بغیر انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا۔

الجواب:

(۱) اصل حدیث میں لفظ موسیٰ ہے۔ دیکھو حدیث کی کتابیں مسند امام احمد۔ سنن کبریٰ۔ بیہقی۔ مسند دارمی اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ کسی حدیث کی کتاب میں موسیٰ کے ساتھ عیسیٰ کا لفظ نہیں ہے۔ حدیث کی کسی کتاب سے عیسیٰ کا لفظ دکھائیں۔ شرح فقہ اکبر حدیث کی کتاب نہیں ہے یہ علم کلام کی کتاب ہے۔

(۲) شرح فقہ اکبر مصری نسخہ میں کتابت کی غلطی سے موسیٰ کی جگہ عیسیٰ کا لفظ چھپا ہوا ہے۔ دنیا کے مشہور کتب خانوں کے قلمی نسخوں میں ہندوستان کے تمام مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں اس میں صرف ''موسیٰ'' کا لفظ پایا جاتا ہے۔

(۳) حدیث کا شان درود اور واقعہ بھی بتلاتا ہے کہ یہاں پر ''موسیٰ'' کا لفظ ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا جب آپ نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ چند اوراق تورات کے دیکھے۔ اور دریافت فرمانے پر حضرت عمرؓ نے یہ کہا کہ یہ تورات کے اوراق ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ لو کان موسیٰ حیا. کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (صاحب تورات) بھی موجود ہوتے تو میری پیروی کے بغیر انہیں چارہ نہ ہوتا۔

(۴) خود ملا علی قاریؒ نے اپنی اس کتاب شرح فقہ اکبر میں اس مقام پر اپنی دوسری کتاب شرح شفا کا حوالہ بھی دیا ہے اور شرح شفا میں تمام مصری اور ہندی نسخوں میں حضرت موسیٰ کا ہی ذکر ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنا نزول مسیح کا عقیدہ بڑی صراحت سے لکھتے ہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اس جگہ عیسیٰ کا لفظ کتابت کی غلطی سے چھپ گیا ہے۔ دیکھیں فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۱۹۲ انہ یذوب کالملح فی الماء عند نزول عیسیٰ من السماء. شرح شفاء جلد ۱ ص ۵۱۹ ان عیسیٰ بنی قبلہ و ینزل بعدہ و یحکم بشریعۃ نیز دیکھیں جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص ۵۲۳ ان عیسیٰ یدفن بجنب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بینہ و بین الشیخین.

(حضرت عیسیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے مابین دفن ہوں گے)

اس حدیث کو حضرت امام احمد نے مسند احمد جلد ۳ ص ۴۵۹ میں روایت کیا ہے۔ سنن دارمی میں بھی اس کے ہم معنی روایت موجود ہے۔ یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔ ان میں ہر جگہ لفظ موسیٰ ہے عیسیٰ کا لفظ کہیں نہیں۔

قادیانیو! عوام کو کیوں اس قسم کے کچے شبہات میں ڈالتے ہو۔

(۱) شرح شفاء ملا علی قاری جلد ا ص ۶۱ ص ۱۰۲ ص ۲۷۳ ص ۴۸۹ جلد ۲ ص ۲۰۲

(۲) موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۱۰۰

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۳۶ طبع دہلی

(۴) مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۲۳۶ مطبوعہ ملتان

(۵) سنن ابی داؤد حاشیہ جلد ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ کراچی

(۶) عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جلد ۴ ص ۲۱۹ مطبوعہ بیروت

(۷) مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ طبع لاہور ص ۳۲ طبع کراچی

(۸) الفتوحات المکیہ شیخ اکبر ابن اعربی ص ۱۳۵ ص ۱۴۴ ص ۲۲۲ ص ۲۲۴

(۹) الیواقیت والجواہر للشعرانی جلد ۲ ص ۲۱ جلد ۳ ص ۱۴۱ طبع مصر

(۱۰) حاشیہ شرح عقائد علامہ نسفی ص ۱۰۱

(۱۱) غایۃ التحقیق شرح حسامی ص ۲۰۲ مطبوعہ لکھنؤ

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۰۰ لکھنؤ

(۱۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۷۸ مصر

(۱۴) تفسیر کبیر امام رازی جلد ۲ ص ۴۸۳ طبع مصر

(۱۵) تفسیر روح المعانی جلد ۱ ص ۲۲۳ جلد ۳ ص ۱۷۹

(۱۶) تفسیر عزیزی پ ۲ ص ۶۴ طبع دہلی

(۱۷) تفسیر بیضاوی جلد ا ص ۸۔۱۷ ص ۶۹ مجتبائی

(۱۸) تفسیر مواہب الرحمٰن پ ا ص ۱۴۲ جلد ۳ ص ۲۴۰

(۱۹) تفسیر جمل علی الجلالین جلد ا ص ۴۷

(۲۰) نسیم الریاض شرح شفا ص ۲۱ مصر

(۲۱) حجۃ اللہ البالغہ جلد ا ص ۲۳۹

(۲۳) نزہتہ المجالس جلد ۳ ص ۳۳۱ مصر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کی بحث:

قادیانیوں کی پیش کردہ دوسری حدیث یہ ہے:۔

ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ وانی لا ارانی الا ذاھبا علیٰ راس الستین. (کنز العمال:۶/۱۶۰)

ترجمہ: تحقیق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک سو بیس سال زندگی گزاری اور میں غالبًا ساٹھ سال کی عمر میں کوچ کروں گا۔

الجواب:

(۱) اس حدیث کی کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔ کنز العمال جس درجے کی کتاب ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم اس پر سند طلب کریں تا کہ اس کے راویوں پر بحث کی جا سکے اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ کہاں قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ متواترہ اور کہاں ایسی ضعیف روایات مرزائیو! کچھ تو خدا کا خوف کرو اور انصاف سے کام لو۔ اس حدیث میں آپ کی زندگی کا ذکر ہے موت کا نہیں۔ اسے موت کے لیے پیش کرنا قادیانی جہالت ہے۔ آپ یہاں اگر ایک سو بیس سال زندہ رہے ہوں اور پھر آسمانوں پر زندہ ہوں تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ اس سے یہاں کہاں سے نکل آیا کہ آپ فوت ہو کر

اس دنیا سے گئے ہیں۔اس کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ رفع سے قبل انہوں نے دنیا میں ایک سو بیس سال زندگی گزاری ہے۔

(۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں آپ کی مجموعی عمر رفع سے قبل اور نزول کے بعد ہونے والی ساری ملا کر بتلائی گئی ہو کہ آپ نے اتنی زندگی پائی اور عاش سے یہی مراد ہے۔

(۳) اس روایت کی رو سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ پوری روایت یوں آتی ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے نصف عمر پاتا ہے۔اس اصول کے مطابق اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال ہے اور حضور اکرم ﷺ کی عمر ساٹھ کے لگ بھگ ہے تو اس حساب سے مرزا قادیانی کی عمر تیس ۳۰ سال ہونی چاہیے۔حالانکہ اس کی عمر ۶۸'۶۹ سال ہوئی ہے جو اس کی اپنی پیش گوئی (کہ میری عمر کم از کم ۷۴ سال ہوگی) کے خلاف ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن: ۲۱/۲۵۹)

(۴) اگر پوری روایت کو سامنے رکھیں اور صرف مطلب کا حصہ نہ لیں تو یہ قائدہ عقلاً محال نظر آتا ہے۔دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب انبیاء تشریف لائے۔اگر بعد والا نبی پہلے نبی سے نصف عمر پائے تو اس اصول کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام سے اگر صرف دس انبیاء اوپر شمار کر لیں تو دسویں نبی کی عمر ایک لاکھ بائیس ہزار آٹھ سو اسی سال بنتی ہے۔اب آدم علیہ السلام تک حساب لگائیں۔آپ کی حساب لگانے والی تمام مشینیں کمپیوٹر فیل ہو جائیں گے۔اور اگر اوپر سے نیچے سے شمار کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہنچنے تک ان کی عمر چند سیکنڈ بھی نہیں بنے گی۔کیا ایسا بدیہی البطلان کلام نبی کی شان کے لائق ہوسکتا ہے؟ اور کیا تمہارے مذہب کی بنیاد اسی قسم کی کمزور اور بے معنی روایات ہیں؟

دس ہزار کا چیلنج

یہود ونصاریٰ اوران کے باطل عقائد کے رد میں قرآن وحدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اوررفع ونزول کے متعلق چند مختلف الفاظ آئے ہیں۔جیسے۔ ۱. رفعه. ۲. ینزل. ۳. یاتی علیه الفناء. ۴. لم یمت. ۵. یموت . ۶. اور. یدفن (رفعه کے معنی ہیں اللہ نے اس کو اٹھالیا۔ ینزل کے معنی ہیں وہ نازل ہوں گے۔تیسری عبارت کا معنی ہے ان پر فنا آئے گی۔لم یمت کا معنی ہے وہ مرے نہیں۔یموت کا معنی ہے وہ فوت ہوں گے اوریدفن کا معنی ہے وہ دفن ہوں گے۔)

یہ الفاظ اپنے مفہوم میں بڑے واضح اورصریح ہیں۔اگر قادیانی ان الفاظ کے ظاہر کونہیں مانتے توان کے برعکس ایسے الفاظ جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسی طرح صراحت ہوجیسے رفعه کی ضد مارفعه یامارفع کہ وہ نہیں اٹھائے گئے۔ینزل کی ضد لاینزل کہ وہ نازل نہیں ہوں گے۔بلکہ مرزاغلام احمد قادیانی کی طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں گے۔یاتی علیه الفناء کی ضد اتی علیه الفناء کہ اس پر فنا آچکی ہے۔ لم یمت کی ضدمات کہ وہ مرگیا ہے۔ ماضی کے صیغہ سے یدفن (دفن کیا جائے گا مستقبل میں) کی ضد ہے دفن کہ وہ دفن ہو چکا ہے۔قرآن وحدیث سے دکھادیں تودس ہزارروپے کا نقدانعام پائیں۔

اگرچہ یہ چھ(۶) الفاظ جوقرآن وحدیث سے ہم نے پیش کیے ہیں ان کے اضداد میں سے ایک لفظ بھی کوئی قادیانی عیسیٰ بن مریم کے نام کے ساتھ کسی ضعیف حدیث سے بھی دکھادے تو ہم فی حوالہ مبلغ دس ہزارروپیہ انعام دینے کوتیار ہیں۔

لیکن ہمارادعویٰ ہے کہ قیامت تک قادیانی امت ان میں سے ایک لفظ بھی حوالہ میں پیش نہیں کر سکتے۔اب انصاف پسند حضرات خود ہی غور فرمائیں۔جب اس قسم کا ایک لفظ بھی ان قادیانیوں کے پاس موجود نہ ہواوراس کے بالمقابل ہمارے پاس صریح الفاظ موجود ہوں جوعیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور

دوبارہ تشریف آوری پر قطعی دلالت کرتے ہوں تو ایک مسلمان الفاظ مذکورہ کو چھوڑ کر ان کے خلاف کیسے عقیدہ رکھ سکتا ہے؟

اب آیئے قادیانیوں کے دوسرے مغالطوں کا جائزہ لیں۔

اقوال بزرگان کا غلط سہارا

دو آیات اور دو احادیث کے بعد قادیانی نائب امام نے اپنے تائید میں گذشتہ تیرہ ۱۳ صدیوں کے بزرگان دین اور ائمہ سلف میں سے نو بزرگوں کے اقوال پیش کیے ہیں۔ ۱۔ امام مالکؒ ۲۔ امام بخاریؒ ۳۔ حافظ ابن جریرؒ ۴۔ امام جبائی معتزلی۔ ۵۔ حضرت حسنؒ ۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۷۔ نواب صدیق حسن خاںؒ ۸۔ حافظ محمد لکھوکی والے۔ ۹۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ

ہم بلاخوف تردید یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ تمام بزرگ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور قیامت کے قریب دوبارہ آنے کے قائل تھے۔ مرزائیوں کی طرح ان میں سے کسی ایک کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ ان کی تصریحات ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ آئندہ اوراق میں ہم بوجہ خوف طوالت چند ایک حوالہ جات پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے لیے ان کتابوں کی طرف رجوع کیجئے جو اس مبحث میں

علماء اسلام کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور ہم کچھ ان کے نام ذکر کر آئے ہیں۔

(۱) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

امام مالکؒ: قال مالک مات عیسیٰ (مجمع البحار: ۱/ ۲۸۶) یعنی حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ فی العتبیۃ قال مالک مات عیسیٰ ابن مریم.

(الکمال الاکمال شرح مسلم جلد ۱ ص ۲۶۵)

الجواب:

حضرت امام مالکؒ ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے کسی شاگرد نے ان سے وفات مسیح کی روایت نہیں کی۔ نہ کسی مستند طریق سے ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع ہو چکنے کی روایت ہے۔ مجمع البحار کس سن میں لکھی اس کے مؤلف کے پاس امام مالکؒ کا قول کس سند سے پہنچا؟ افسوس کہ منیر الدین شمس نے ان امور کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا اور ایک منقطع اور غیر مستند بات ''احمدیہ پاکٹ بک'' سے اٹھا کر لکھ دی۔ عتبیہ میں یہ بات کہاں سے آئی ہمیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملا۔ شرح اکمال الاکمال جہاں سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے اس کی جلد اص ۲۶۶ میں صاف طور پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لکھا ہوا ہے۔

لاتقربوا الصلوٰۃ کی طرح قادیانیوں نے اس حوالے کو نقل کرنے میں بھی اپنی روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔ شرح اکمال الاکمال جس سے یہ حوالہ نقل کیا ہے اسی میں اس قول کا یہ معنی لکھا ہے:۔

قال ابن رشد یعنی بموته خروجه من عالم الارض الی عالم السماء ......اذلابد من نزوله لتواتر الاحادیث.

(شرح اکمال الاکمال المعلم لابی المالکی:۱/ ۲۶۵)

ترجمہ: یعنی عتبیہ میں امام مالکؒ کی طرف جو ''مات عیسیٰ'' کا قول منسوب کیا گیا ہے اس میں ان کے زمین سے آسمان کی طرف جانے کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے ......کیونکہ احادیث متواترہ کی رو سے ان کا نزول ثابت ہے۔

پھر اسی اکمال کے اگلے صفحہ پر عتبیہ ہی کے حوالے سے امام مالکؒ کی یہ صراحت موجود ہے:۔

وفی عتیبه قال مالک بینما الناس قیام یستصفون الاقامة الصلوٰة فتغشاهم

غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل. (اکمال شرح مسلم:۱/۲٦٦)

یعنی عتیبیہ میں ہے کہ امام مالک فرماتے ہیں اس اثناء میں لوگ نماز کھڑی کرنے کے لیے صفیں بنا رہے ہوں گے ایک بادل ان کو ڈھانپ لے گا پس اس وقت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

قادیانیو! خدا کا خوف کرو اور عبارت نقل کرنے میں خیانت اور بددیانتی سے کام نہ لو۔ واضح رہے کہ آئمہ صحاح میں سے کسی نے نزول ابن مریم سے انکار نہیں کیا۔ امام بخاریؒ اگر وفات مسیحؑ کا قائل ہوتے تو ان کے تلامذہ اور دیگر ائمہ صحاح میں سے کوئی تو اس بات کا قائل ہوتا۔ بخلاف اس کے امامؒ حدیث نزول عیسیٰ ابن مریم کو صحیح مسلم کے کتاب الایمان میں نقل کرتے ہیں پھر حضرت امام بخاری کو ہی دیکھئے۔ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن سلام علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:۔

یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول الله وصاحبیه فیکون قبره رابعا.

(درمنثور:۲/ ۲۴۵،بحوالہ تاریخ بخاری)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم حضور ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

قادیانیوں کے امام بخاریؒ پر بہتان کی خبر آگے آرہی ہے۔

ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں حضور ﷺ سے اس کی تائید نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:۔

ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری. (مشکوۃ المصابیح:۲/۴۸۰)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی پینتالیس سال رہیں گے پھر کہیں ان کی وفات ہوگی پھر وہ میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے۔

(۲) حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ پر بہتان:

امام بخاریؒ کے متعلق قادیانی نائب امام منیر الدین شمس لکھتا ہے:۔

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں فلما توفیتنی والی مفصل حدیث حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ اور حضرت ابن عباسؓ کے معنی ممیتک کو درج کر کے اپنا عقیدہ در بارہ وفات مسیح وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

الجواب:

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اگر ہمت ہو تو ایسی کوئی عبارت پیش کرو اور منہ مانگا انعام پاؤ۔ ممیتک کا معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو وفات دینے والے ہیں۔ یہ ماضی کا صیغہ ہرگز نہیں ہے جیسا کہ منیر الدین شمس نے سمجھ رکھا ہے کہ یہ اسم فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں خود تجھے موت دوں گا۔ ان یہود کے ناپاک ہاتھ تجھے سولی نہ دے سکیں گے میں تم پر طبعی موت وارد کروں گا۔

ایسا کب ہوگا؟ یہ اس کے علم میں ہے کہ وہ کب آپ پر موت وارد کرے گا؟ اس کے ہم سب قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد وفات پائیں گے۔ توفیتنی میں بھی یہی بات ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو وفات مسیح کا جزئیہ قرار دینا جہالت بلکہ دھوکا ہے یہ عالم آخرت کی بات ہے جب حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے حضور فلما توفیتنی کہیں گے اور اس وقت آپ یقیناً دنیا میں نہیں عالم آخرت میں ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیال کی تردید کے لیے خطبہ دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ شدت غم میں وہ حضور ﷺ کے بدن مبارک کو بھی دیکھ نہ پائے اور سمجھنے لگے کہ انه رفع کما رفع عیسیٰ ابن مریم. حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ میں حضور ﷺ کی وفات ثابت کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی تردید کرنا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقیس علیہ تھا دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور عدم وفات پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ تھا۔ البتہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں وہ رفع کے قائل نہ تھے، وفات کے قائل تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کے انبیاء کہ بارے میں رفع اور موت میں منافات ہے جہاں رفع بمقابلہ قتل وارد ہوگا وہاں موت واقع نہ ہوگی اور جہاں وفات ہوگی وہاں رفع کی تردید ہوگی۔

امام بخاریؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نزول تک کے واقعات کو صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور مختلف ابواب باندھے ہیں۔ سب سے آخری باب ہے "**باب نزول عیسیٰ ابن مریم**" اگر وفات پا چکے تھے تو آخر میں بجائے نزول کے وفات کا باب باندھنا چاہیے تھا۔

نیز امام بخاریؒ کا عقیدہ ان کی کتاب صحیح بخاری میں نزول کی احادیث سے واضح ہے۔ مزید وضاحت اور تشفی کے لیے آپ کی تاریخ میں یہ روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

قال عبداللہ بن سلام علیہ السلام یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعا. (درمنثور جلد ۲ ص ۲۴۵، بحوالہ تاریخ بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کے پاس دفن ہوں گے پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

(۴) مفسر قرآن حافظ ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ پر بہتان:

قادیانی الزام: ابن جریر نے اپنی تفسیر کی جلد ۳ ص ۱۰۶ پر لکھا ہے "**قدمات عیسیٰ**" یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

الجواب:

ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے عقیدہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ یہ عبارت ان کی تفسیر میں دکھائیں اور منہ بولا انعام پائیں۔ اس کے برعکس آپ اس بحث میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:۔

وقال ابو جعفر واولی ھذہ الاقوال بالصحة عندنا قول من قال انی قابضک من الارض ورافعک الی التواتر الاخبار من رسول اللہ انه ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الارض ثم یموت. (تفسیر ابن جریر:۱۸۴/۳)

ترجمہ: متوفیک کی تشریح میں سب سے زیادہ صحیح قول ہمارے نزدیک یہ ہے کہ میں تجھے زمین سے لینے والا ہوں اور اٹھا لینے والا ہوں جیسا کہ حضور ﷺ سے متواتر روایات منقول ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے زمین پر رہیں گے اور پھر وفات پائیں گے۔

رہی مرزائیوں کی پیش کردہ عبارت تو واضح ہو کہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے...... مرزائیوں نے اسے ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ بتلانے میں صریح خیانت کی ہے۔

افسوس کہ منیر الدین شمس نے اتنے الفاظ نقل کیے اور اگلے الفاظ چھوڑ دیئے۔ اس کے آگے یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ **کما زعمت النصاریٰ** (یہ نصاریٰ کا عقیدہ اور گمان ہے) مگر یہ عبارت چونکہ قادیانیوں کے موافق نہ تھی اس لیے چھوڑ دی گئی ہے۔ دجال کی پوری امت دجل سے لیس ہے۔

ابن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ نے اس بحث میں کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔ آیت قرآنی **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل**

موتہ پ ٦ النساء سے استدلال کیا ہے اور اس آیت میں قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف لوٹائی ہے اور اسے تفسیر ابن جریر جلد ۳ ص ۲۹۱ میں اولی ھذہ الاقوال بالصحتہ اس باب میں جتنے اقوال ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح ٹھہرایا ہے۔ کیا اب بھی ابن جریر کا عقیدہ واضح نہیں ہوا؟

(نوٹ) مرزا غلام احمد نے ابن جریر کو نہایت معتبر ائمہ حدیث سے مانا ہے (چشمہ معرفت ص ۲۵۰ روحانی خزائن: ۲۶۱/۲۲ حاشیہ) اور رئیس المفسرین بھی کہا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸ روحانی خزائن: ۱۶۸/۵) سو اس کا فیصلہ قبول کرنے میں تو مرزائیوں کو کوئی رکاوٹ نہ ہونی چاہیے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اس پر بھی جھوٹ باندھ رکھا ہے۔

(۴) امام جبائی معتزلی پر بہتان:

علامہ جبائی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو وفات دی اور اپنی طرف بلالیا۔

الجواب نمبرا:

یہ امام موصوف پر بہتان ہے۔ علامہ جبائی باوجود معتزلی ہونے کے حیات مسیح اور رفع الی السماء کے قائل ہیں۔

قال الجبائی انه لما رفع عیسیٰ علیه السلام.

(دیکھو کشف الاسرار مطبوعہ مصر بحوالہ عقیدۃ الاسلام ص ۱۲۴)

یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو یہود نے ایک شخص جو عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں میں سے تھا قتل کر دیا۔

الجواب نمبر۲:

تفسیر مجمع البیان جہاں سے مرزائی امام نے امام جبائی کا قول نقل کیا وہی ہے۔ وہیں اس کی سخت الفاظ میں تردید بھی موجود ہے۔ حوالہ دینے میں مرزائی امام نے روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔

(۵) امام حسن رحمتہ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت امام حسن رحمتہ اللہ علیہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں کہا

لقد قبض الليلة عرج فيها بروح عيسىٰ ابن مريم ليلة سبع و عشرين من رمضان. (طبقات کبیر جلد ۳ ص ۲۱)

یعنی حضرت علی رحمتہ اللہ علیہ اس وقت فوت ہوئے جس وقت حضرت عیسیٰ کی روح آسمان پر اٹھائی گئی تھی یعنی ۲۷ رمضان کو۔

یہاں امام حسن صاف طور فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح آسمان پر گئی تھی نہ کہ جسم

الجواب نمبرا:

امام حسن پر بھی یہ بہتان عظیم ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ مرزائی نائب امام نے طبقات کبیر (کبریٰ) کی جو عبارت نقل کی ہے اول تو یہ کوئی ایسے درجے کی کتاب نہیں کہ صرف اس کا حوالہ دے دینا کافی ہو۔ جب تک صحیح سند پیش نہ کی جائے۔ اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ مرزائیوں میں ہمت ہے تو اس کی سند پیش کریں اور راویوں کی توثیق کریں۔

اس کتاب کا مصنف خود حیات مسیح کا قائل ہے۔ چنانچہ جلد اص ۲۶ پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی جرح نہیں کی:۔

انه رفع بجسده و انه حی الان و سيرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ اٹھائے گئے ہیں اور وہ اس وقت (آسمان) پر زندہ ہیں اور عنقریب دنیا کی طرف لوٹیں گے تو دنیا میں بادشاہ ہوں گے وفات پائیں گے جیسا کہ لوگ پاتے ہیں۔

امام حسن سے متعلق جو دوسری کتب میں روایات آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں کچھ تصحیف ہوگئی ہے۔ اصل الفاظ روح اللہ عیسیٰ ابن مریم تھا۔ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔ روح کا لفظ اسی کا اختصار ہے اور عیسیٰ ابن مریم اس کا بیان ہے۔ بروح عیسیٰ ابن مریم کی دوسری روایات بھی تائید کرتے ہیں (دیکھیں مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۴۳) حریث سے روایت ہے:۔

قال سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلة انزل القرآن ولیلة اسری بعیسیٰ ولیلة قبض موسیٰ. (درمنثور جلد ۲ ص ۳۶)

ترجمہ: حریث کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات شہید کیے گئے جس رات قرآن نازل کیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سفر کرایا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی۔

لماقتل علی علیہ السلام قال ابنہ الحسن خطیبا فقال فقد قتلتم اللیلة رجلا فی لیلة نزل فیھا القرآن و فیھا رفع عیسیٰ وفیھا قتل یوشع بن نون الخ

(تاریخ لابن الاثیر: ۳/۲۰۱ مصری)

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے ایک آدمی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو ایسی رات میں قتل کیا ہے جس رات میں قرآن نازل ہوا تھا اور جس رات عیسیٰ رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا تھا اور جس رات میں یوشع بن نون قتل ہوئے تھے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایات سے وضاحت ہوگئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے قائل تھے۔ روح کا لفظ اور کسی روایت میں نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ طبقات کبریٰ میں "روح اللہ" کے معنوں میں ہے یا "اللہ" کا لفظ درمیان سے رہ گیا یا روح سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہیں۔

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنے رسالہ ماثبت بالسنۃ ص ۴۹، ص ۱۱۸ پر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سو پچیس برس تک زندہ رہے۔

الجواب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی یہاں ایک سو پچیس برس ہوئی تھی۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وہ مر چکے ہیں۔ شیخ عبدالحق نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان کا خیال ہے کہ ان کا رفع ۱۲۵ سال کی عمر میں ہوا تھا، ۳۳ برس کی عمر میں رفع نہیں ہوا۔ دیکھو ان کی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ۔ اس میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی روایات بڑی صراحت سے ذکر کی ہیں۔

(۷) نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۵۱۳ پر لکھا ہے کہ سب انبیاء جو نبی کریم ﷺ سے پہلے تھے مر چکے ہیں اور مسیح کی عمر ۱۲۰ برس تھی۔ نیز ۱۲۰ سال کے لیے دیکھو حجج الکرامہ ص ۴۲۸۔

الجواب:

نواب صدیق حسن خان مرحوم نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی وفات کا دعویٰ محض عموم کے سہارے ثابت نہیں ہو سکتا۔ نواب صاحب مرحوم نے اپنے کتاب حجج الکرامہ میں نزول وحیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک باب باندھا ہے۔ جس میں آیت وان من اھل الکتاب الآیۃ سے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر استدلال کیا ہے۔

(دیکھو کتاب مذکور باب ۷ ص ۴۲۲)

(۸) حافظ محمد لکھوکے والے پر بہتان:

یعنی "جویں پیغمبر گزرے زندہ رہیا نہ کوئی" (تفسیر محمدی جلد اص ۳۲۰)

الجواب:

یہ بھی سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ حافظ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ کوئی پیغمبر زندہ نہیں رہا۔ اس سے مراد یہاں زمین پر زندہ رہنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور اس کا حافظ صاحب کو اقرار ہے۔

(دیکھئے تفسیر مذکور جلد اص ۲۹)

تاں جبریل گھلیا رب لئے گیا وچہ چو بارے

اس چھت اندر یک باری اول توں دل آسمان سد دھارے

(۹) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی پر بہتان:

آخر میں قادیانی نائب امام منیر الدین نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کا حوالہ بڑے طمطراق سے پیش کیا ہے کہ یہ بارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ شیخ الاسلام ہیں۔ سعودی عرب کے شاہی خاندان کے روحانی پیشوا ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب مختصر سیرت الرسول میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ دیگر انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ بھی طبعی وفات پا چکے ہیں۔ (کتاب مذکور ص ۲۰۵)

الجواب:

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی اس کتاب میں یہ عبارت کہیں نہیں کہ "تمام انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ بھی طبعی وفات پا چکے ہیں۔"

یہ قادیانی نائب امام کا بہتان اور افتراء ہے جو بات استدلال کر کے نکالی جائے اسے دوسرے کی عبارت اور تحریر قرار دینا کہاں تک صحیح ہے؟ ہرگز صحیح نہیں۔ قادیانی امام نے پھر اسی بہتان پر اکتفا نہیں کیا

بلکہ اسے وہ نہایت وضاحت بھی کہتا ہے۔ فیاللعجب۔ جب کوئی شخص دین چھوڑ دے تو پھر دیانت بھی جاتی رہتی ہے۔

مختصر سیرت الرسول میں جارود بن معلی کی اس روایت کی سند مذکور نہیں۔ تحقیق کی دنیا روایات میں سند مانگتی ہے اور پھر اس کی تنقیح لازم گردانتی ہے۔ قادیانی نائب امام اگر تحقیقی طور پر پیش کر رہا ہے تو اسے چاہیے تھا کہ تحقیق کے تقاضے کو پیش نظر رکھتا اور اس روایت پر اس کی سند پیش کرتا۔

یہ روایت اگر ثابت بھی ہوتی تو زیادہ سے زیادہ یہی بات تھی کہ جارود بن معلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کرنے کے بعد حضور ﷺ کے بارے میں کہا "عاش کما عاشو و مات کما ماتوا" قادیانی امام کا استدلال یہ ہے کہ عاشوا اور ماتوا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الفاظ ہوتے عاش کما عاشا اور مات کما ماتا جمع کے صیغے ہرگز نہ ہوتے۔ جارود بن معلی نے ان دو کے ذکر کے بعد تمام انبیاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے عاشوا اور ماتوا کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس عموم کے سہارے حضور ﷺ کی وفات پر استدلال کیا۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی ذکر کے بعد جارود کا تثنیہ سے گریز کرنا اور دیگر انبیاء کی طرف رجوع کرنا اسی لیے تھا کہ حضرت عیسیٰ پر مات کا اطلاق درست نہ تھا۔ اس لیے عموم کے سہارے انہوں نے اپنی بات کہی۔

عام کی دلالت اپنے افراد پر ظنی ہوتی ہے۔ (مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ کسی عام لفظ سے خاص معنی مراد لینا صریح شرارت ہے دیکھیے نور القرآن: ۶۹ حصہ دوم، روحانی خزائن: ۹/ ۴۴۴ ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔) اس کی قطعیت دیگر قرائن سے قائم ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ پر اس عموم کا انطباق کسی صحابی یا تابعی نے نہیں کیا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے لیے تو اس عموم کا انطباق حضرت جارود بن معلی کی سند سے قائم ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے لیے اس عموم کا انطباق قادیانی امام کی سند سے قائم سمجھا جائے۔

فیاللعجب۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جس طرح اکابر نے حضورﷺ کی وفات کے لیے اس عموم سے استدلال کیا ہے۔ کسی صحابی۔ تابعی۔ محدث یا مجدد نے حضرت عیسیٰ کی وفات پر اس عموم سے استدلال کیا ہو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین.

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے ذکر کے بعد جارود بن معلیٰ کا عموم انبیاء کی طرف رجوع کرنا محض اس لیے تھا کہ حضرت عیسیٰ پر مات کا لفظ درست نہ تھا۔ رہا اس کا عموم میں آنا تو یہ صرف کسی ایک پہلو سے ہوسکتا ہے کہ جس طرح لوگ مر کر چلے جاتے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی یہاں سے جا چکے ہیں۔ اس کی وضاحت قد خلت من قبله الرسل سے بھی ہوتی ہے اور حضرت جارود نے جب یہ آیت پڑھی تو اب ماتوا کا مفہوم قد خلت کے تابع ہوگا۔ حضرت عیسیٰ پر ظنی دلالت ہرگز قطعی نہ ہوسکے گی۔ اس کمزور استدلال پر اس عبارت کو وفات مسیح پر نہایت وضاحت کہنا قادیانی علم و دیانت کو ہی زیبا ہے۔ کوئی مسلمان اس کی جرات نہ کرسکے گا۔ محض عموم کے سہارے یہ دعویٰ قیاس سے آگے نہیں بڑھتا اور ظاہر ہے کہ دوسری نصوص کے سامنے قیاس کا کوئی وزن نہیں رہتا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب جیسا کہ قادیانی امام نے لکھا ہے ایک عظیم روحانی اور علمی سلسلے کے پیشوا ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس سلسلہ نے حضرت عیسیٰ کی حیات اور نزول کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا ہے؟ شیخ محمد بن عبدالوھاب کے بیٹے اور جانشین شیخ عبداللہ جو سعودی عرب کے شاہی خاندان کے علمی اور روحانی پیشوا ہیں حرمین شریفین کی فتح کے وقت امیر بن سعود کے ہمراہ تھے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں:۔

مذھبنا فی اصول الدین مذھب اھل السنة والجماعة وطریقة السلف التی ھی الطریق الاسلم بل الاحکم ونحن ایضا فی الفروع علی مذھب الامام احمد بن حنبل ولا ننکر علی من قلد احدا من الائمة الاربعة دون غیرھم لعدم ضبط مذاھب الغیر کالرافضة والزیدیة والکرامیة ونحوھم ولا

نستحق مرتبة الاجتهاد المطلق و لا احد منا يد عيها.

(اتحاف النبلاء المتقین /۴۱۶)

ترجمہ: اصول دین میں ہمارا مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے اور ہمارا طریق سلف ہی کا طریق ہے جو کہ زیادہ سلامتی اور مضبوطی والا ہے اور ہم فروعات میں بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہیں۔ اور ہم ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید پر انکار نہیں کرتے۔ اس کے ماسوا دوسرے مذاہب مثلاً روافض زیدیہ۔ کرامیہ وغیرہ کا انکار ان کے مذہب کے مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور اجتہاد مطلق کا استحقاق نہیں جتلاتے اور نہ ہی ہم سے کوئی اس کا دعویدار ہے۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم بھی ان کے عقیدے کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

عقیدہ او ہمہ موافق اہل السنۃ والجماعۃ است۔ ہرچہ نسبت اوے گوید مختلق و اضرع است دے بداں راضی نیست۔ (ایضاص ۴۱۶)

مذہب کا ثبوت صاحب مذہب سے تواتر کے ساتھ منقول ہونا چاہیے۔ یہ کوئی روایت نہیں جو بطریق احاد بھی قبول کی جا سکے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب جو ان سے تواتر سے منقول ہے ظاہر الروایۃ کہلاتا ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی شخصیت بھی اگر کسی درجے میں امامت کا مقام رکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے اصول وعقائد بھی ان سے تواتر ہی سے منقول ہونے چاہئیں۔

جس حکومت کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب روحانی پیشوا ہیں اس حکومت نے قادیانیوں کا داخلہ پوری مملکت میں ممنوع قرار دے رکھا ہے اور اس کی عالمی تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے قادیانیوں کے خلاف اقلیت کی قرارداد اپنی عظیم کانفرنس میں پاس کی ہے اور اس حکومت کے مفتی اکبر شیخ عبدالعزیز بن باز نے حیات مسیح کے منکر کے خلاف کفر کا فتویٰ ۱۹۶۴ء میں لکھا ہے۔ جو ہمارے ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ کی طرف سے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام کے متبعین حضرت شیخ

ہی کے عقیدہ کے مطابق عمل پیرا ہیں۔

قادیانیوں کو مبلغ دس ہزار کا دوسرا چیلنج

قادیانی جن بزرگوں کی عبارات پیش کر کے مغالطہ دیتے ہیں ان کا اور ان کے علاوہ تیرہ ۱۳ صدیوں میں سے کسی ایک مجدد۔ امام۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہ جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو مستند حوالہ پیش کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ ایسا حوالہ پیش کرنے والے کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ان حقائق کی روشنی میں نام نہاد شلتوت اور مراغی کا ہذیان جو اس منصوص۔ متواتر۔ اجماعی متفق علیہ اور متوارث عقیدہ کے خلاف ہے۔

اب آپ فیصلہ کر لیں کہ کتاب وسنت اور اجماع امت کا فیصلہ درست اور برحق ہے یا شلتوت اور مراغی جیسے محرف اور متجددین کا فیصلہ؟

حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے منکر پر فتویٰ کفر

حضرت علامہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اور حیات پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:۔

ومن قال انه (ای عیسیٰ) علیه السلام قتل او صلب هو کافر مرتد حلال دمه وماله لتکذیبه القرآن وخلافه الاجماع.

(المحلی ابن حزم رحمۃ اللہ جلد ۱ ص ۲۴ مسئلہ نمبر ۴۱)

ناظرین کرام! مذکورہ دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی اپنی نبوت کی دھند سے پہلے قرآن۔ حدیث۔ اور اجماع امت سے یہی سمجھتے رہے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں بجسدہ العنصری

(بہ جسم خاکی) زندہ ہیں اور دوبارہ نزول فرمائیں گے اور یہ عبارات بصیغہ اخبار ہیں اور یہ مسئلہ قرآن۔ حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اخبار میں نسخ ناجائز ہے۔ کیونکہ نسخ فی الاخبار کی صورت میں مخبر کی جہالت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر تحت آیت مبارکہ لللہ مافی السموٰت ومافی الارض موجود ہے کہ ان نسخ الخبر لایجوز انما الجائز ھو نسخ الاو امرو النواھی.
(تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۳۷۳ مطبوعہ مصر)

پس عبارت مذکورہ سے بالتصریح ثابت ہو گیا کہ نسخ فی الاخبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور ایسے نسخ کی مثال قرآن اور حدیث سے ملنا محال ہے۔

پس حوالہ جات مذکورہ مرزا قادیانی سے بھی حیات مسیح الی الآن اور نزول ثانی من السمآ ثابت ہے اور ان عبارات کو منسوخ کہنے سے جیسا کہ مرزائی کمپنی کے ایجنٹ حضرات ہانکتے ہیں۔ مرزا جی کی جہالت اور بطالت اظہر من الشمس ثابت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام:

آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ اجماع امت اور اقوال مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ خاکی آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اور ابھی تک آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ پس جو شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات الی الآن اور آپ کے نزول من السماء کا منکر ہے وہ دراصل قرآن۔ حدیث اور اجماع امت کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نجات پانے والا ۷۳ واں فرقہ

منیر الدین شمس نے اس روایت سے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے وہ لکھتا ہے:۔

مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کو اپنے سے علیحدہ کر کے کیا یہ ثبوت نہیں دیا کہ وہی نجات یافتہ

تہتر واں فرقہ ہے؟ ورنہ آپ کسی ایک گروہ کی تعیین کریں کہ کون سا نجات پانے والا گروہ ہے؟

الجواب:

(۱) منیر الدین شمس نے اس حدیث کے نقل کرنے میں اپنی روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ اگر وہ پوری حدیث لکھتا تو اس کے سوال کا جواب خود حدیث میں موجود تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب سوال کیا کہ یا رسول اللہ! وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ما انا علیه و اصحابی. آپ نے خود تعیین فرمادی کہ نجات پانے والا وہ فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ t کے راستہ پر گامزن ہوگا یعنی جس کا پیشوا میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔ وہی فرقہ اس اچھے انجام کا مصداق ہے اس کا موضوع وہ فرقہ قطعاً نہیں ہوسکتا جس کا نمایاں پیشوا ایک ہو اور وہ بھی مامور من اللہ فرد ہو۔ حضور ﷺ کے بعد اگر کوئی بھی آسمانی مامور ہوتا تو حضور ﷺ کے نام کے متصل صحابہ t کا نام نہ ہوتا اس کا نام ہوتا۔

(۲) تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والا فرقہ نجات پانے والا کیسے ہوسکتا ہے۔ ناجی فرقہ تو وہی ہوگا جو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام t کے زمانہ سے چلا آتا ہو۔ قادیانی فرقہ تو چودہویں صدی میں پیدا ہوا ہے۔ اور حقیقت میں یہ ایک علیحدہ مذہب ہے۔ یہ اس بشارت کا مصداق کیسے بن گیا۔

(۳) مسیح موعود کی علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ فرقہ بندی ختم ہوکر ملت واحدہ ہوجائے گی۔ پس مسیح موعود کو ماننے والے تہتر واں ۷۳ فرقہ نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت بہتر ۷۲ فرقے بھی نہیں ہوں گے۔ فرقہ بندی ختم ہوچکی ہوگی اور ملت صرف ایک ہوگی۔ حتی تکون الملل ملة واحدة کا نقشہ روئے زمین پر عجیب شان سے قائم ہوگا۔ تہتر فرقوں والی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے بلکہ وہ مسیح دجال ہے۔ ورنہ آج دنیا میں سوائے ایک فرقہ کے اور کوئی فرقہ نہ ہوتا۔ مرزا قادیانی کی آمد سے فرقوں میں اضافہ ہوا ہے فرقوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔

چودھویں صدی کا جھوٹ

آخر میں قادیانی امام نے چودہویں صدی کی من گھڑت بات کی ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ آج تک آپ بھی یہ سنتے آئے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا ظہور چودہویں صدی میں ہوگا۔ اب اس صدی کے اختتام میں صرف دو سال کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ کیا اب بھی آپ مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔

عام سنی سنائی بات سے عقائد پر استدلال کرنا عجیب قادیانی منطق ہے۔ آخری صدی چودہویں ہے۔ یہ بات کسی حدیث میں نہیں۔ نہ یہ کسی صحابی اور امام کی پیش گوئی ہے۔ اکابر اولیاء میں سے کسی نے یہ جھوٹ نہیں کہا۔ چودہویں صدی اختتام کو پہنچ رہی ہے اور اس من گھڑت جھوٹ کا طلسم ٹوٹنے والا ہے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ پندرہویں صدی کا چاند دیکھتے ہی توبہ کر کے اللہ کے حضور میں جھک جائیں۔ پندرہویں صدی قادیانیت کے لیے پیغام موت ہوگی۔

حضرات! قادیانی امام نے اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح چودہویں صدی کا ذکر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی نامشکور کی ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑی صراحت سے یہ عقیدہ لکھا ہے کہ چودہویں صدی آخری صدی ہے:۔

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ مسئلہ ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں بظاہر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳، روحانی خزائن: ۲۲: ۲۵۱)

پھر ایک دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا ہے:۔

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھوین صدی کا مجدد ہوگا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸، روحانی خزائن: ۲۱: ۳۵۹)

دس ہزار کا ایک اور چیلنج

یہ حضور اکرم ﷺ پر صریح جھوٹ، الزام اور بہتان عظیم ہے کہ آپ نے کسی حدیث میں چودھویں صدی کی تعیین فرمائی ہے۔ قرآن و حدیث میں کہیں چودھویں صدی کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے احادیث صحیحہ کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ لفظ جمع کثرت کا ہے۔ عربی قاعدہ کے اعتبار سے کم از کم دس احادیث ہونی چاہئیں۔ لیکن میں قادیانی امت سے دس احادیث کا مطالبہ نہیں کرتا، صرف ایک حدیث کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جس میں حضور اکرم ﷺ نے چودھویں صدی کی صراحت کی ہو۔ اگر کوئی قادیانی نبی کریم ﷺ کی ایسی حدیث پیش کر دے تو اسے مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

تقریباً پندرہ سال سے میرا یہ چیلنج مسلسل چھپ رہا ہے اور آج تک کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی ان شاء اللہ قیامت تک دے سکے گا۔ **فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین.** (پ۱ البقرہ آیت ۲۴)

ترجمہ: سو اگر نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لیے ہی تیار کی گئی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعدہ من النار.

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(مولانا) منظور احمد

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ مانچسٹر

اشاعت پنجم ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ لاہور

سفیر ختم نبوت

حضرت الاستاذ مولانا منظور احمد چنیوٹی (رحمۃ اللہ علیہ)

نے حیات مسیح کانفرنس لندن کے دوران قادیانی مبلغ جلال الدین شمس کے بیٹے منیر الدین شمس کے پمفلٹ لمحہ فکریہ کا جو جواب دیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ منیر الدین شمس نے جن بزرگوں کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے وفات پا جانے کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت مولانا چنیوٹی نے ان تمام کے بارے میں پوری صفائی پیش کردی۔ ان بزرگوں کے علاوہ کچھ اور بزرگ بھی ہیں۔ جن کے نام سے قادیانی مسلمانوں کو وفات مسیح کا مغالطہ دیتے ہیں اور منیر الدین شمس نے انہیں ذکر نہیں کیا تھا۔ حضرت مولانا چنیوٹی جب پاکستان تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ میں الحق الصریح کے آخر میں ان بزرگوں کی طرف سے بھی کچھ صفائی پیش کردوں جنہیں قادیانی
کذب وزور سے وفات مسیح کا قائل بتاتے ہیں.......... احقر اس تتمہ کو القول الصحیح کے عنوان سے ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

محمد ابراہیم

القول الصحیح لا ضافۃ فی الحق الصریح

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ اپنے غلط عقائد کی اشاعت کے لیے کچھ بزرگوں کے نام استعمال کرتے ہیں جن کے سہارے وہ اپنے مغالطوں کو قوت دے سکیں۔ انہوں نے اس طریق سے متعدد بزرگوں کو ختم نبوت اور حیات مسیح کے انکار میں اپنے ساتھ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرزا غلام احمد کی ان عبارات پر غور فرمائیں:۔

(۱) جلیل الشان اکابر ائمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن حزم رحمہ اللہ اور امام مالکR کی شہادت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہوجانے کی نسبت بار بار لکھی گئی ہے۔

(انجام آتھم ص ۴۵، روحانی خزائن: ۱۱ ۴۸)

(۲) ان مالک الذی کان احد من الائمۃ الا جلۃ کان یعتقد بموت عیسیٰ و کذلک ابن حزم المشھود علیہ بالعلم والتقویٰ و کذلک کثیر من الصالحین۔ (انجام آتھم ۷۶، روحانی خزائن : ۱۱ ۸۶)

ترجمہ: بے شک امام مالک جن کا شمار چوٹی کے ائمہ کرام سے ہے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ایسا ہی امام ابن حزم رحمہ اللہ جو علم اور تقویٰ میں مشہور زمانہ تھے نیز بہت سارے دوسرے نیک لوگ بھی۔

(۳) پھر ماسوا اس کے امام مالک رحمہ اللہ جیسا امام عالم حدیث وقرآن ومتقی اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰعلیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ ایسا ہی امام ابن حزم رحمہ اللہ جن کی جلالت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے

وفات مسیح کے قائل ہیں۔ایسا ہی فاضل ومحدث ومفسر ابن تیمیہ رحمہ اللہ وابن قیم رحمہ اللہ جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں۔حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ ایسا ہی رئیس المتصوفین شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ صفیح اور صاف لفظوں اپنی تفسیر میں وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے فاضل اور مفسر برابر یہ گواہی دیتے آئے ہیں۔

(کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، روحانی خزائن: ۲۲۱/۱۳)

ان عبارات میں چھ بزرگان دین کے پر بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ وفات مسیح کے قائل تھے۔۱۔ امام مالک رحمہ اللہ۔۲۔امام بخاری رحمہ اللہ۔۳۔علامہ ابن حزم رحمہ اللہ۔۴۔حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ۵۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ۔۶۔شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ.........مرزا غلام احمد نے ان میں سے کسی کے بارے میں وفات مسیح کا صحیح ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ان میں سے دو بزرگوں پر باندھے گئے بہتان کا جواب آپ الحقائق الاصلیہ میں دیکھ آئے ہیں۔و کفی به علما و شرفا. باقی چار بزرگوں کی صفائی ہم یہاں پیش کیئے دیتے ہیں۔و الله هو الموفق لما یحبه و یرضی به.

امام ابن حزمؒ (المتوفی ۴۶۲ھ) پر بہتان:

مرزا غلام احمد نے حضرت علامہ امام ابن حزمؒ پر افتراء پردازی کی ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ یہ غلط ہے آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ رکھتے تھے۔آپ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:۔

☆ ان عیسیٰ ابن مریم سینزل. (المحلی جلد ا ص ۹)

ترجمہ: بے شک حضرت عیسیٰ عنقریب نازل ہوں گے۔

نیز اسی کتاب میں آگے چل کر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

☆ ومن قال انه (ای عیسیٰ) علیه السلام قتل او صلب هو کافر مرتد

حلال دمه وماله لتكذيبه القرآن وخلافه الجماع.

(المحلی ابن حزمؒ جلد ۱ ص ۲۴ مسئلہ نمبر ۴۱)

یعنی جو آدمی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کیے گئے یا صلیب دیے گئے تو ایسا کہنے والا کافر اور مرتد ہے اور اس کی جان اور مال کو ضائع کرنا حلال اور جائز ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن کریم کو جھٹلایا ہے اور اجماع امت کی خلاف ورزی کی ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ علیہ اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں:۔

☆ **فكيف يستجيز لمسلم ان يثبت بعده رحمه عليه نبينا في الارض حاشا ما استثناه رسول الله ﷺ في الاثار المسندة الثابتة في نزول عيسىٰ ابن مريم عليه السلام في اخر الزمان.**

(کتاب الفصل جلد ۴ ص ۱۸۰)

یعنی کسی مسلمان کے لیے کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے بعد زمین میں کسی کو نبی ثابت کرے مگر وہ جسے خود نبی پاک ﷺ نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنیٰ کر دیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بارے میں۔

مندرجہ بالا عبارت میں کتنے صاف اور صریح الفاظ میں امام موصوف رحمہ علیہ نے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا ہے۔ نزول تب ہی ہو سکتا ہے کہ آپ بقید حیات اور زندہ ہوں۔ نیز اس عبارت میں مرزائیوں پر ایک اور بھی ضرب کاری لگائی گئی ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا بھی نہایت واضح بیان کیا گیا ہے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

پھر امام موصوف رحمہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

☆ **وكذلك من قال ان بعد محمد ﷺ نبينا غير عيسىٰ ابن مريم فانه لا يختلف اثنان في تكفيره لصحة قيام الحجة بكل هذا.** (کتاب الفصل جلد ۳ ص ۲۴۹)

یعنی اور اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور نبی بھی ہے تو اس شخص کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ سب اہل اسلام کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ کیونکہ ان سب امور پر قطعی اور صحیح حجت قائم ہو چکی ہے۔

ناظرین کرام! اس مذکورہ عبارت میں بھی امام موصوف رحمہ علیہ نے ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کو کس صفائی سے بیان کیا ہے اور ہر دو مسائل کے منکر پر کس طرح کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اب اگر کوئی انکار کرے تو محض ضد اور عناد ہے۔

پھر امام صاحب رحمہ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

☆ **وقد صح عن رسول الله ﷺ بنقل الكواف التي نقلت نبوته واعلامه وكتابه انه اخبر انه لانبي بعده الاما جآء ت الاخبار الصحاح من نزول عيسىٰ عليه السلام الذي بعث الى بني اسرائيل وادعى اليهود قتله وصلبه فوجب الاقرار بهذه الجملة وصح ان وجود النبوة بعده عليه السلام باطل لا يكون البتة.**
(الفصل ابن حزم جلد:۱/۷۷)

یعنی وہ جملہ گروہ جس نے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور آپ کی کتاب کے متعلق روایات کی ہیں۔ ان سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ بے شک آپ کا یہ فرمان ہے کہ "میرے بعد نبی نہیں ہوگا" باقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول ہیں اور جن کے متعلق یہود کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ سولی دیے گئے اور قتل ہوئے۔ ان کا اقرار لازمی اور ضروری امر ہے۔ یہ بات بالکل درست اور بجا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا پایا جانا بہر صورت باطل ہے

ناظرین کرام! اس عبارت میں بھی امام موصوف رحمہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور مسئلہ ختم نبوت کو بیان کیا ہے۔ اب ان تمام عبارات کی موجودگی میں کوئی آدمی

یہ کہہ سکتا ہے کہ امام ابن حزم رحمہ علیہ وفات مسیح کا قائل تھے محض ضد اور عناد نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ علیہ پر بہتان:

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمہ علیہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔

(کتاب البریہ حاشیہ:۱۸۸)

الجواب:

یہ امام ابن تیمیہ رحمہ علیہپر صریح بہتان ہے اور افترائے عظیم ہے۔ امام صاحب رحمہ علیہ اتو حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے جیسا کہ آپ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:۔

☆ **فبعث المسیح لنا رسلہ یدعونھم الی دین اللہ تعالیٰ فذھب بعضھم فی حیاتہ فی الارض و بعضھم بعد رفعہ فیدعوھم الی دین اللہ الی السمآء فدعوھم الی دین اللہ فدعا ھم الی دین اللہ تعالیٰ.**

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح:۱/۱۱۵،۱۱۶)

یعنی روم اور یونان کے مشرکین لوگ غیر اللہ اور بتوں وغیرہ کی پرستش اور پوجا کیا کرتے تھے۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب مبلغ بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین الٰہی کی طرف دعوت دیں۔ پس بعض تو حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں گئے (یعنی جب وہ زمین پر زندہ موجود تھے) اور بعض آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔ پس انہوں نے لوگوں کو دین الٰہی کی طرف بلایا۔ مندرجہ بالا عبارت میں حضرت امام موصوف کتنے صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا اقرار کررہے ہیں۔

اسی طرح امام صاحب رحمہ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:۔

☆ **ویقال ان انطاکیۃ اول المدائن الکبار الذین امنو بالمسیح علیہ السلام**

و ذلک بعد رفعه الی السمآء.

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد ا ص ۲۸۷)

یعنی کہا جاتا ہے کہ انطاکیہ ان بڑے شہروں میں سے پہلا شہر ہے کہ جس کے باشندے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تھا۔

ناظرین کرام! مذکورہ بالا ہر دو حوالہ جات سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہے۔ کیا ان حوالہ جات کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے؟ ہرگز نہیں۔

مرزائیو! برزگان دین پر بہتان طرازی اور افتراء پردازی سے کام نہیں چل سکتا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ الکبریٰ میں لکھتے ہیں:۔

سئل رحمه الله تعالیٰ:

☆ عن رجلین تناز عافی امر نبی اللہ "عیسیٰ ابن مریم u" علیه السلام فقال احدهما: ان عیسیٰ ابن مریم توفاه الله ثم رفعه الیه. وقال الأخر: بل رفعه الله الیه حیًا. فما الصواب فی ذلک. وهل رفعه بجسده اور وحه ام لا؟ وما الدلیل علی هذا وهذا؟ وما تفسیر قوله تعالیٰ (انی متوفیک ورافعک الی) ؟

فاجاب:

الحمدلله. عیسیٰ علیه السلام حیّ ' وقد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا و اماما مقسطا' فیکسر الصلیب'

ویقتل الخنزیر' ویضع الجزیة" ویثبت فی الصحیح عنه "انه ینزل علی المنارة البیضاء شرقی دمشق' وانه یقتل الدجال" ومن فارقت روحه جسده لم ینزل جسده من السمآء' واذا احی فانه یقوم من قبره.

واما قوله تعالیٰ: (انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من الذین کفروا) فهذا دلیل علی انه لم یعن بذلک الموت' اذبواراد بذلک الموت لکان عیسیٰ فی ذلک کسائر المومنین' فان الله یقبض ارواحهم ویعرج بها الی السماء' فعلم ان لیس فی ذلک خاصیة' وکذلک قوله: (ومطهرک من الذین کفروا) ولوکان قد فارقت روحه جسده لکان بدنه فی الارض کبدن سائر النبیاء اوغیره من الانبیاء.

وقد قال تعالیٰ فی الایة الاخریٰ: (وماقتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه) فقوله ههنا: (بل رفعه الله الیه) یبین انه رفع بدنه وروحه کما ثبت فی الصحیح انه ینزل بدنه وروحه' اذلوا رید موته لقال: وما قتلوه وما صلبوه' بل مات فقوله: (بل رفعه الله الیه) یبین انه رفع بدنه وروحه کما ثبت فی الصحیح انه ینزل بدنه وروحه.

ولهذا قال من العلمآء: انی متوفیک: ای قابضک: ای قابض روحک وبدنک' یقال: توفیت الحساب واستوفیته' ولفظ التوفی لایقتضی نفسه توفی الروح دون البدن' ولا توفیهما جمیعا' الابقرینة منفصلة'وقد یرادبه توفی النوم کقوله تعالیٰ: (الله یتوفی الانفس حین موتها) وقوله: (وهو الذی یتو فاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنهار) وقوله:(حتی اذا جاء احدکم الموت

توفته رسلنا) وقد ذكروا في صفة توفي المسيح ماهو مذكور في موضعه. والله تعالى اعلم.

(فتاویٰ الکبریٰ از امام ابن تیمیہؒ جلد ۴ص ۳۲۲، ۳۲۳)

ترجمہ۔آپ سے سوال کیا گیا:

کہ دو آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں درج ذیل اختلاف رائے رکھنے کی بناء پر جھگڑتے ہیں۔ایک کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔جب کہ دوسرے کا کہنا ہے کہ نہیں بلکہ آپ کو زندہ ہی اٹھایا گیا۔پس ان دونوں کی کون سی بات درست ہے۔کیا آپ کو جسم سمیت آسمان پر اٹھایا گیا ہے یا بغیر جسم کے یا کہ مطلق آپ کو اٹھایا ہی نہیں گیا۔بہر صورت دلیل کیا ہوگی؟ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "انی متوفیک ورافعک الی" کا کیا مطلب اور مراد ہے؟

جواب:

تمام صفات کارسازی واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔اس کا ثبوت صحیح حدیث میں موجود ہے "آپ ﷺ نے فرمایا تم میں ابن مریم عادل حاکم منصف امام بن کر آئیں گے۔صلیب کو توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو ہٹا دیں گے۔"

ایک دوسری حدیث میں یوں آ رہا ہے کہ "دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے۔" اور جس جسم سے روح نکل چکی ہو وہ جسم آسمان سے اتر نہیں سکتا۔بلکہ جب اس کو زندہ کیا جائے گا تو وہ اپنی قبر سے اٹھے گا۔

باقی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من الذین

کفروا" کی تفسیر:۔

یہ آیت مبارکہ موت کے نہ آنے کی دلیل ہے۔ اگر اس سے ان کی موت مراد ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی باقی ایمانداروں کی طرح ہوگا۔ "کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض کر کے آسمان کی طرف پہنچاتے ہیں۔" تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی اور ایسا ہی اس آیت مبارکہ کا معنی درست نہیں رہتا۔ "کہ میں آپ کو ان کے ہاتھوں سے پاک رکھوں گا۔ جو کفر کے مرتکب ہوئے۔" اگر روح جسم سے نکل گئی ہوتی تو آپ کا جسم باقی نبیوں کی طرح یا غیر انبیاء کی طرح زمین میں مدفون ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا کہ "انہوں نے نہ قتل کیا نہ سولی دی لیکن انہیں اس میں شبہ ہو گیا اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ البتہ شک میں مبتلا ہیں۔ جب کہ ان کے پاس کوئی یقینی اور پختہ دلیل نہیں ہے۔ پس وہ اپنے گمانات میں ہیں یقیناً انہیں قتل نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے طرف سے آسمان پر اٹھالیا۔ یہاں آیت مبارکہ کا یہ جملہ **بل رفعه الله اليه** اس بات کی تعیین کر رہا ہے کہ آپ کو روح مع الجسد اٹھایا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ "وہ اپنے بدن اور روح سمیت اتریں گے" اگر ان کی موت مراد ہوتی تو آیت مبارکہ یوں ہوتی "کہ نہ انہوں نے قتل کیا نہ ہی سولی دی بلکہ وہ فوت ہوئے۔" پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "ان کو اپنی طرف اٹھالیا" اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اٹھایا جانا روح اور بدن سمیت ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ان کا روح مع البدن نازل ہونا آیا ہے کہ وہ روح اور بدن سمیت اتریں گے۔"

لہٰذا علماء میں سے جس نے کہا کہ **انی متوفیک** یعنی آپ کو قبض کرنے والا ہوں یعنی روح اور بدن کو کہا جاتا ہے۔ میں نے حساب چکالیا اور پورا کر دیا۔ اور **توفی** کے لفظ کا تقاضہ تو اکٹھی دونوں کی توفی ہے اور نہ دونوں کو چھوڑ کر روح کی۔ جب کہ کوئی اس کا جدا قرینہ نہ پایا

جائے۔

اور کبھی اس سے نیند مراد ہوتی ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں مذکور ہے۔ الله یتوفی الا نفس حین موتها. اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ هو الذی یتو فاکم باللیل ویعلم ماجر حتم بالنهار. یا جیسا کہ یہ فرمان الٰہی ہے حتی اذاجآء احدکم الموت توفته رسلنا. اور علماء نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کا ذکر کیا ہے۔ وہ یہی ہے جو اس جگہ آیات مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔ و الله تعالیٰ اعلم.

ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارت میں حضرت امام صاحب رحمہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کو بیان فرمایا ہے اور مذکورہ عبارت میں کئی پیدا ہونے والے اعتراضات کا جواب دے دیا ہے۔ اب بھی کوئی مرزائی اگر یہ کہے کہ حضرت امام صاحبرحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے تو یہ اس کی آنکھ اور سمجھ کا قصور ہے۔ عبارت اور بیان بالکل صاف اور واضح ہے۔

نیز آپ اپنے اسی فتاویٰ میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

سئل رحمه الله:

عن هذه الاحادیث: ان النبی ﷺ رای موسیٰ علیه السلام وهو یصلی فی قبره' وراه وهو یطوف بالبیت' وراه فی السمآء: وکذلک بعض الانبیاء. وهل اذامات احیقی له عمل؟ والحدیث انه ینقطع عمله. وهل ینتفع بهذه الصلوٰة والطواف؟ وهل رای الانبیاء باجسادهم فی هذه الاماکن ام بارواحهم؟

فاجاب:

الحمدلله رب العالمین. اما رو یا موسیٰ علیه السلام فی الطواف فهذا کان

رویا منام لم یکن لیلة المعراج' کذلک جاء مفسرا کمارای المسیح ایضا' ورای الدجال' واماارویته ورویة غیره من الانبیاء لیلة المعراج فی السمآء لمارای ادم فی السمآء الدنیا' ورای یحیی و عیسیٰ فی السمآء الثانیة' ویوسف فی الثالثة وادریس فی الرابعة' وهارون فی الخامسة وموسیٰ فی السادسة' وابراهیم فی السابعة اوبالعکس' فهذا رای ارواحهم مصورة فی صور ابدانهم.

وقد قال بعض الناس: لعله رای نفس الاجساد المدفونة فی القبور وهذا لیس بشی. لکن "عیسیٰ" صعد الی السمآء بروحه وجسده وکذلک قد قیل "فی ادریس"

واما ابراهیم و موسی وغیرهما فهم مدفون فی الارض.

والمسیح. علیہ السلام وعلی سائر النبیین. لابد ان ینزل الی الارض علی المنارة بیضآء شرقی دمشق فیقتل الدجال' یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر.

کما ثبت ذلک فی الاحادیث الصحیحة' ولهذا کان فی السماء الثانیة مع انه افضل من یوسف و ادریس و هارون؟ لانه یرید النزول الی الارض قبل یوم القیمة بخلاف غیره.

وادم کان فی سماء الدنیا لان نسم بنیه تعرض علیه: ارواح السعداء والاشقیاء لا تفتح لهم ابواب السمآء' ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط فلا بدااذا غرضو اعلیه ان یکون قریبا منه واما کونه رای موسیٰ قائما یصلی فی قبره' وراه فی السماء ایضا فهذا لا منافاة بینهما' فان امرالا رواح من جنس امر الملائکه فی اللحظة الواحدة تصعد' وتهبط

کالملک، لیست فی ذلک کالبدن وقد بسطت الکلام علی الاحکام الارواح بعد مفارقة الابدان فی غیر ھذا الموضع، وذکرت بعض ما فی ذلک من الاحادیث والاثار والدلائل.

(فتاویٰ الکبریٰ از ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ: ۴/ ۳۲۸،۳۲۹)

ترجمہ۔آپ سے سوال کیا گیا:۔

کہ ان احادیث کی کیا حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں اور دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہے ہیں یا پھر آپ کو آسمان میں دیکھا اور ایسا ہی بعض اور نبیوں کو بھی۔کیا مرنے کے بعد بھی عمل باقی رہتا ہے؟ جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ مرنے کے ساتھ ہی عمل منقطع ہو جاتا ہے۔کیا اس نماز اور طواف کا کوئی فائدہ ہوتا ہوگا؟ کیا ان مقامات پر انبیاء کو جسمانی طور پر دیکھا یا روحانی طور پر؟

آپ نے جواب فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کی۔جو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے دیکھا یہ خواب کی بات ہے۔معراج کی رات کا مشاہدہ نہیں ہے۔جیسا کہ معراج میں آپ ﷺ نے حضرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا یا جیسا کہ اپ نے دجال کو دیکھا۔باقی معراج کی رات آسمان پر انبیاء کا دیکھنا مثلاً آدم کو آسمان دنیا میں، یحییٰ اور عیسیٰ کو دوسرے آسمان میں، یوسف کو تیسرے میں، ادریس کو چوتھے میں، ہارون کو پانچویں میں اور موسیٰ کو چھٹے میں اور ابراہیم کو ساتویں میں یا اس کے برعکس۔تو انبیاء کی روحوں کو ان کی بدنی اشکال میں ڈھلا ہوا دیکھا۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ انبیاء کو ان کی قبروں میں مدفون دیکھا۔اور یہ درست نہیں۔کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ تو جسم سمیت آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور ایسا

ہی ادریس کے بارے میں کہا گیا ہے باقی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور ان دونوں کے علاوہ زمین میں مدفون ہیں۔

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ پر اور باقی انبیاء پر سلامتی ہو وہ لازمی طور پر دمشق کے سفید شرقی مینار پر اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے' صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے۔''

جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ اسی بناء پر دوسرے آسمان میں تشریف فرما ہیں۔ اگرچہ وہ یوسف' ادریس اور ہارون سے افضل ہیں اور اور بخلاف دوسروں کے اسلئے کہ انہیں قیامت سے قبل اترنا ہے۔

اور آدم جو آسمان دنیا میں تشریف فرما ہیں وہ اس لیے کہ اولاد آدم کی نیک ارواح ان پر پیش کی جاتی ہیں۔ باقی بدروحیں ان پر نہ آسمان کھلتا ہے اور نہ ان کو جنت میں داخلہ ملے گا۔ اور ان کو جنت میں داخلہ ملنا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا گزرنا۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ آسمان کے قریب ہوں۔ تا کہ ارواح کو پیش کیا جا سکے۔

باقی جو آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور پھر آپ کو آسمان پر بھی دیکھا تو ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ روح فرشتوں کی جنس سے مشابہت رکھتی ہے۔ جو ایک منٹ یا سیکنڈ میں اوپر نیچے جا سکتے ہیں (عالم برزخ میں پہنچے ہوئے انسانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سرعت انتقال سے نواز رکھا ہے) روح کے احکامات کے سلسلہ میں ہم کافی بحث پہلے کر آئے ہیں اور وہاں احادیث آثار اور دلائل کا ذکر کر دیا ہے۔

ناظرین کرام! اس مذکورہ عبارت میں بھی حضرت امام صاحب رحمہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کو صراحت سے ذکر فرمایا ہے۔ اب ان تمام عبارات کو دیکھ کر بھی کوئی گمان کر سکتا ہے کہ حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت امام ابن قیم رحمہ اللہ علیہ کے متعلق بھی مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ وہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ (کتاب البریہ ص۲۰۳ روحانی خزائن: ۲۲۱/۱۳) اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''مدارج السالکین'' میں حدیث **لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین الخ** نقل کی ہے۔ اس لیے وہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ (حمامتہ البشریٰ ص۸۸ حاشیہ روحانی خزائن: ۲۵۴/۷)

الجواب:

کہاں آیات قرآنیہ اور کہاں احادیث صحیحہ کہ جن میں بالصراحت حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی اور نزول آسمانی کا ذکر ہے اور کہاں یہ بے سند قول۔ مرزائیوں کو چاہیے کہ پہلے اس کی سند پیش کریں۔ جیسا کہ ''مقدمہ صحیح مسلم شریف'' میں آتا ہے کہ **''لولا الا سناد لقال من شاء ماشاء''** اگر سند نہ ہوتی تو جو جس کے جی میں آتا کہہ دیتا'' تو یہ سندوں کا کام ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دینا۔ جس کتاب سے مرزائی حضرات یہ قول پیش کرتے ہیں۔ (یعنی تفسیر ابن کثیر مصری جلد۱ ص۳۷۸ سے) وہ تو خود حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ اس قول میں حضرت علیہ السلام کا نام تغلیباً آ گیا ہے۔ جیسے تغلیباً شمسین، قمرین اور حسنین کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ اصل روایت میں صرف اور صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے جیسے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ **لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی** (ابن کثیر جلد۱ ص۳۷۸ و مشکوٰۃ ص۳۰ وغیرہ) یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' اکثر روایات میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نیز ابن کثیر میں بھی جہاں یہ قول مذکور ہے اس سے اوپر دو روایتوں میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور دونوں روایتوں میں اسناد مذکور ہیں۔

دیگر اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو پھر اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام مرزائیوں کے نزدیک زندہ آسمانوں پر موجود ہیں (نور الحق حصہ اول ص ۶۹، روحانی خزائن: ۸/۶۱۔ حمامۃ البشریٰ ص ۵۰، روحانی خزائن: ۷/۲۲۱) پھر ان کے بارے میں کیا جواب دو گے؟

دیگر امام ابن قیم رحمہ علیہ نے اس قول کو ہرگز حدیث نہیں لکھا۔ ان کا مقصود اس قول سے حیات اور ممات کا تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ اگر آج زمین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور اتباع کرتے۔ یعنی زمین کی زندگی کو فرض مانتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی شان اور بزرگی ثابت کرنا مقصود ہے نہ کہ وفات کا اظہار۔ حالانکہ امام موصوف رحمہ علیہ اسی عبارت میں جہاں مرزائی خیانت اور بددیانتی سے عبارت کو حذف کر لیتے ہیں۔ آگے چل کر صراحت سے نزول مسیح علیہ السلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مکمل حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔

ومحمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة لجمیع الجن والانس فی کل زمان ولو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لکانا من اتباعه واذ انزل عیسیٰ ابن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ.

(مدارج السالکین مصری جلد ۲ ص ۲۴۳)

یعنی آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام مخلوق جن وانسان کے لیے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ بالفرض اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام آج زمین پر زندہ موجود ہوتے اور وہ بھی آپ کی ہی پیروی اور اتباع کرتے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے وہ حضور اکرم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

مرزائیو! کسی جھوٹی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے کسی بزرگ پر اتہام اور بہتان لگانا اچھا کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ میں کتنی صاف اور صریح عبارت موجود ہے۔ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دلالت کرتی ہے۔

دیگر اس قول سے وفات مسیح ہی ثابت کرنا چاہتے ہو تو ساتھ ہی مرزا صاحب کی نبوت کا ذبیحہ سے

بھی ہاتھ دھولو۔ کیونکہ وہ حیات موسوی کے قائل ہیں۔ (نورالحق جلد ا ص ۶۹) حالانکہ اس قول میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات مذکور ہے۔

الغرض امام ابن قیم رحمہ علیہ کی کتابوں میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت بعبارۃ النص ثابت اور موجود ہے۔ جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب علیہ السلام کا عقیدہ حیات کا تھا یا وفات کا۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

ولهذا المسيح ابن مريمعليه السلام حی لم يمت و غذاء ه من جنس غذاء الملائكه. (التبیان لابن قیمؒ: ۳۸۳ فصل نمبر ۱۱۹)

یعنی حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ہرگز فوت نہیں ہوئے اور ان کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔ چونکہ ملائکہ کی غذا اور خوراک تسبیح اور تحلیل ہے اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک بھی تسبیح و تحلیل ہے۔

ناظرین کرام! امام صاحب علیہ السلام نے کتنے صاف اور صریح الفاظ میں بعبارت النص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کیا ہے اور ساتھ ہی آپ کی خوراک کو بھی درج فرما دیا ہے۔ فتدبر.

پھر امام صاحب علیہ السلام اپنی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔

وانه رفع المسيح اليه. (التبیان لابن قیم ص ۵۹ مصری)

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔

نیز امام موصوف اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں:۔

فهذا هو الذي ينتظره المسلمون وهو نازل على المنارة الشرقية بدمشق واضعا يديه على منكبي ملكين. يراه الناس عينا بابصارهم. نازلا من السمآء. فيحكم كتاب الله و سنة رسول الله ﷺ. (ہدایۃ الحیاری/۵۸۶)

یعنی یہ ذات جس کا مسلمانوں کو انتظار ہے وہ دمشق کے مشرقی مینار سے دو فرشتوں کے

کندھوں پر ہاتھ دھرے اترے گا۔لوگ اسے اپنی آنکھوں سے اترتے ہوئے دیکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

ناظرین کرام! اتنی صریح اور واضح عبارات کے ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت علامہ امام ابن قیم رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے؟

علامہ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت علامہ ابن عربی رحمہ علیہ پر بھی بہتان لگایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفات مسیح کے قائل تھے حالانکہ یہ بات محض افتراء اور جھوٹ ہے۔امام موصوف رحمہ علیہ تو حیات مسیح کے اس قدر قائل تھے کہ ایک منکر انسان بھی انہیں غلو تک پہنچا ہوا تصور کرے گا اور اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں اس مسئلہ پر بے شمار عبارات لائے ہیں ملاحظہ فرمادیں۔

ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی ھذہ الامۃ فی اخر الزمان ویحکم بشریعۃ محمد ﷺ۔ (فتوحات مکیہ جلد۲ ص۱۴۵)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔

پھر اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

انہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللہ الی ھذہ السمآء و اسکنہ فیھا.

(فتوحات مکیہ جلد۳ ص۳۴۱ باب ۳۶۷)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان کی طرف اٹھالیا ہے اور وہ آسمان میں سکونت پذیر ہیں۔

نیز حضرت امام ابن عربی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب فتوحات مکیہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر

حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے:۔

(جلد ۱ص ۱۳۵، ص ۱۴۴، ص ۱۸۵، ص ۲۲۴ جلد ۲ ص ۳، ص ۴۹، ص ۱۳۵ جلد ۳ ص ۵۱۳)

ناظرین کرام! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ امام موصوف رحمہ اللہ علیہ کو وفات مسیح کا قائل بتلانا کہاں کا انصاف ہے۔ فتوحات مکیہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے اثبات میں بھری پڑی ہے۔ باقی جو تفسیر عرائس البیان کا حوالہ دے کر کہاں جاتا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ تو جواباً عرض ہے کہ مرزائی حضرات پہلے اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ یہ تفسیر ان کی ہے بھی یا نہیں۔ اور پھر جو عبارت پیش کرتے ہیں۔ اس میں کیا کوئی ایسا لفظ ہے جو وفات مسیح پر دلالت کرے؟ جب کوئی نہیں تو خواہ مخواہ غلط بیانی کرنا کوئی طریق شرافت نہیں ہے اور اس قسم کی دھوکہ بازی سے قادیانیوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

فقط احقر محمد ابراہیم

خادم ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ

ابن مریم علیہ السلام زندہ ہیں رب تعالیٰ کی قسم
اور ہیں افلاک پر وہ محترم
زندہ کہتا ہے انہیں قرآن پاک
ماننے میں ہم کو اب کس کا ہے باک
وہ نہیں شامل ابھی اموات میں
ذکر اس کا ہے کئی آیات میں
جس کو چاہے رب رکھے زندہ مدام
بندہ کر سکتا ہے اس میں کیا کلام

☆ وداء الضد لیس له دواء

☆ ولو کان المسیح له طبیبا

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

حقیقی مسیح اور جعلی مسیح میں تقابل

اولاً حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بعض برکتوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ مرزا جی بھی مدعی عیسویت ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ آپ کے ظہور پر جو کچھ برکتیں ظاہر ہوئیں ان کا بھی ذکر کیا جائے تا کہ ایک سوچنے والے کے لیے دونوں میں مباینت بلکہ ضدیت کی نسبت ظاہر ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکتیں:

(۱) دشمنی۔ حسد اور بغض کا دور ہو جانا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ ولتذھبن الشحناء والتباغض و التحاسد.

(صحیح مسلم مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۴۸۰)

مرزا غلام احمد کی شامتیں:

(۱) ہندو پاکستان کے عام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں دشمنی۔ حسد اور بغض کی آگ لگ جانی اور ایسی عداوت کا پیدا ہو جانا کہ جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحمی جیسے نتائج نکل رہے ہیں۔

(۲) مال کا کثرت سے ہو جانا۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۴۷۹)

(۲) مسلمانوں کا سخت محتاجی اور فقرا کی حالت میں ہونا اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقراء کا جمع ہونا کہ اسے دروازہ بند کرنا پڑے اور بعض کا افلاس کے مارے بے دینی کی طرف مائل ہو جانا۔

(۳) دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور بے رغبتی کا پیدا ہو جانا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں مروی

ہے:۔ حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا و ما فیھا

(صحیح مسلم و مشکوۃ باب نزول عیسی ص ۴۷۹)

(۳) لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا۔ حتی کہ حلال اور حرام میں تمیز نہ رہنا۔ رشوت ستانی۔ خیانت۔ بد دیانتی۔ فراڈ اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا اور بعض کا لالچ کے مارے بے دینی اختیار کر لینا۔ عاقبت کو بھلا دینا اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

(۴) کثرت سے بارش کا ہونا۔ دودھ۔ پھلوں اور دوسری اجناس کا معمول سے زیادہ ہونا اور جو امر عام خلق اللہ کے حق میں مضر ہوں ان کا رک جانا۔ (صحیح مسلم و مشکوۃ شریف)

(۴) خشک سالی اور ہر جنس کی گرانی خصوصاً گھی دودھ اور دوسری کئی چیزوں کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں اور وبائیں۔ طاعون۔ زلزلے اور بہت سی مصیبتیں اور دنیا میں عام طور پر بدامنی اور بے آرامی ہونا۔

(۵) سانپوں کا نہ ڈسنا اور شیر اور بکری کا ایک گھاٹ پانی پینا۔

(سنن بن ماجہ جلد ۲ ص ۳۰۸)

(۵) مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیحیت کے بعد قادیان اور برصغیر پاک و ہند اور ربوہ میں اور پھر پوری دنیا میں کتنے لوگ سانپ ڈسنے سے مرے ہیں یہ آپ سوچ لیں۔

جب تک وہ حالات سامنے نہ آئیں جو حضور خاتم النبیین علیہ ﷺ نے مسیح کی آمد ثانی کے بیان کر رکھے ہیں اور ساری دنیائے اسلام ایک نہ ہو جائے اس وقت تک کسی شخص کے دعویٰ مسیحیت پر غور نہیں کیا سکتا۔

بندہ پر تقصیر

محمد ابراہیم

قادیانیوں کی خدمت میں توبہ کی دردمندانہ اپیل

مرزا غلام احمد نے چودھویں صدی میں مسیح ہونے کا دعویٰ عین اس وقت کیا جب لوگوں میں یہ افواہ گرم تھی کہ قیامت چودھویں صدی میں آئے گی اور لوگ بڑی شدت سے قیامت کے منتظر ہیں۔

مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات پہلے سے تھی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑا نشان ہوں گے۔

خاتم الانبیاء کے بعد اس امت میں مجددین کا سلسلہ قائم ہوا اور قیامت چودھویں صدی میں آنے کی صورت میں یہی خیال تھا کہ آنے کی والا مسیح موعود چودھویں کا مجدد ہوگا۔ مرزا غلام احمد نے لوگوں میں مشہور کر رکھا تھا:

احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۰ روحانی خزائن: ۳۴۰/۵)

احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودہویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہوگئیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸۔ حصہ ۵ روحانی خزائن: ۳۵۹/۲۱)

جب یہ علامات پوری ہوگئیں تو قیامت ضرور آنی چاہیے تھی لیکن قیامت نہ آئی اور چودھویں صدی بھی ختم ہوگئی اب پندرھویں صدی پر بھی پندرہ سال ہونے کو ہیں اور ابھی تک قیامت کی جلی علامات سامنے نہیں آئیں نہ تمام دنیا کے مسلمان ایک ہوئے ہیں اور نہ دوسری غیر مسلم ملتوں کا خاتمہ ہوا ہے۔

مرزا جی کے مسیح موعود بننے پر جب تقریباً ایک صدی گزر گئی ہے اور ابھی تک قیامت سامنے نظر نہیں آرہی ہے۔ دنیا میں جنگیں بھی برابر لڑی جارہی ہیں، جہاد بند نہیں ہوا اور افغانستان اور کشمیر میں یہ برابر جاری ہے تو کیا یہ حالات صاف نہیں بتارہے ہے کہ دنیا کی آخری صدی چودھویں نہ تھی اور مرزا جی کی جلد بازی غلط تھی۔

جو لوگ اس جلد بازی میں قادیانیت میں داخل ہوئے ان کے لیے اب موقعہ ہے کہ حالات پر پھر سے غور کریں اور قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوجائیں۔ یہ تو بہ کا سنہری موقعہ ہے پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

خالد محمود عفی اللہ عنہ

مرزا جی کے دعوے مسیحیت پر

ان کی خدمت میں

نذرانہ عقیدت

جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی آپ کے
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

تصویر کے دو رخ

مرزا صاحب کی تہذیب وشائستگی کے نادر نمونے مرصع گالیاں غیر محرم عورتوں سے اختلاط دروغ بافیاں' تضاد بیانیاں بددیانتی اور مرزا صاحب کی حقیقت مرزا صاحب کے اپنے قلم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویر کے دو رخ

اس پمفلٹ میں انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریرات سے ان کی تصویر کے دو رخ پیش کئے گئے ہیں تا کہ قارئین کرام ان کو پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ مرزا جی کی تحریرات سے ان کی سیرت کا جو نقشہ مرتب ہوتا ہے اور ان کے اپنے اقوال سے ان کی جو تصویر بنتی ہے اس کی روشنی میں ایسا شخص نبی و مجدد مسیح و محدث عالم و مصلح تو کجا کیا ایک عام قسم کا مہذب اور شریف انسان بھی ثابت ہو سکتا ہے؟

مرزا جی کی اپنی کتابوں سے نہایت صحیح حوالہ جات کے تحت مختلف عنوان سے ان کی دشنام طرازی' بدزبانی یاوہ گوئی اور کذب بیانی افتراء پردازی' تضاد بیانی غیر محرم عورتوں سے اختلاط بے حیائی اور بددیانتی کے چند واقعات اور حقائق مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر درج ذیل کئے گئے ہیں حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ فی حوالہ انعام دیا جائے گا۔

مرزا جی کی تہذیب و شائستگی

تصویر کا ایک رخ

۱۔ بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے۔ جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا بھی ہے۔ (درثمین صفحہ ۴۷)

۲۔ گالیاں دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں۔ (اربعین نمبر ۴ ضمیمہ نمبر ۵، روحانی خزائن: ۱۷/۴۷۱)

۳۔ کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نوح صفحہ نمبر ۱۱، روحانی خزائن: ۱۹/۱۱)

۴۔ خود اپنے متعلق لکھا ہے میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔

(مواہب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۸، روحانی خزائن: ۱۹/۲۳۶)

۵۔ گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو۔

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(درثمین صفحہ نمبر ۱۱۳ براہین احمدیہ صفحہ نمبر ۱۱۴، روحانی خزائن: ۲۱/ ۱۴۴)

مرصع گالیاں

تصویر کا دوسرا رخ

ا۔ اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۱، روحانی خزائن: ۱۱/۲۱)

۲۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں کیونکہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵، روحانی خزائن: ۱۱/ ۳۰۹)

۳۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۸۲، روحانی خزائن: ۱۱/ ۳۰۹)

(۴). ان العدی صارو خنازیر ونساء هم من دونهن الا کلب الضلا

ترجمہ:۔ میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۸، روحانی خزائن: ۱۴/ ۵۳)

۵۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا غولا لعینا نطفته السفهائے.

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ

شکس خبیث مفسد و مزور نحس یسمی السعد فی الجہلاء

بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔ (روحانی خزائن: ۲۲/۴۴۶، ۴۴۵)

اذیتنی خبث فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن البغاء

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے نسل بدکاراں) تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۔۱۵ روحانی خزائن: /۴۴۶، ۴۴۵)

۶۔ **تلک کتب ینظر الیہا کل مسلم بعین المحبتہ والمودۃ ینتفع من معارفہا و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریتہ البغایا**

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷)

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور انکے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے

فیصلہ الخ:

ذریتہ البغایا کا ترجمہ خود مرزا جی نے خراب عورتوں کی نسل بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کہا ہے۔ (دیکھو نور الحق حصہ اول صفحہ، روحانی خزائن: ۸/ ۱۶۳ خطبہ الہامیہ صفحہ، روحانی خزائن ۱۶/۴۹)

غیر محرم عورتوں سے اختلاط اور ان سے خدمت

تصویر کا ایک رخ

(۱)...... ہمارے سید و مولی افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفے ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی

تھیں بلکہ دور ہی بٹھا کر صرف تلقین توبہ کرتے تھے۔(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۴۷، روحانی خزائن: ۴۴۹/۹)

(۲)......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفا خانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے وہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے۔(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۷۶، روحانی خزائن روایت نمبر ۴۰۱)

(۳)......عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔(تبلیغ رسالت' جلد اول صفحہ نمبر ۴۰، مجموعہ اشہارات: ۴/۱)

(۴)......یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو یہ بد نظری کا پیش خیمہ ہے۔(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ، روحانی خزائن: ۴۴۷/۹)

گول منہ اور لمبے منہ والی دو کنواری لڑکیاں

تصویر کا دوسرا رخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو۔ اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔

چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ کر کے چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان (دو لڑکیوں) کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہیں تھا نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۵۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے، روایت نمبر ۲۶۸)

رات کے بارہ بجے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔

ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

(سیرۃ مہدی حصہ سوم صفحہ ۲۱۳، روایت نمبر ۷۸۶)

زینب کو سرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام (مرزا جی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا...... حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۷۳، روایت نمبر ۹۱۰)

بھانو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت جی فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے بھانو کہنے لگی ''جی ہاں تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں'' یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۱۰، روایت نمبر ۷۸۰)

عائشہ

حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے) کی بہت پسند تھی حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا اللہ تجھے اولاد دے حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔

(الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

نوٹ:۔ مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا جی کی خدمت میں بھیجی گئی تقریباً دو سال مرزا جی کی خدمت میں رہی۔ اور انکے پاؤں دبایا کرتی تھی۔ بعد میں مرزا جی نے اس کی شادی کردی لیکن یہ شرط لگائی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔ کیوں؟

اس لئے کہ وہ مرزا جی کی خاص منظور نظر تھی بھانو کے متعلق قادیانی کہتے ہیں کہ وہ بوڑھی عورت اور لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ اب کنواری عائشہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں مفتیان قادیان جو حضور کے پاؤں دباتی تھی؟ (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۶۸)

مرزا صاحب کے جھوٹ

تصویر کا ایک رخ

(۱) جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۹، روحانی خزائن: ۵۶/۱۷)

(۲) جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۲۶، روحانی خزائن ۵۵۹/۲۲)

(۳) تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۳۴۳/۱۱)

(۴) جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ کہ انسان کا۔

(انجام آتھم صفحہ ۴۳، روحانی خزائن: ۴۳/۱۱)

(۵) ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہے۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق، صفحہ:۱۲۶ طبع اول اور ۱۲۷ دوم، روحانی خزائن: ۲۹۲/۲۱)

(۶) وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن: ۳۸۲/۲)

(۷) جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن: ۲۳۱/۲۳)

پہلا جھوٹ

تصویر کا دوسرا رخ

قرآن شریف پر واضح جھوٹ:

مرزا جی اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸، روحانی خزائن: ۴۹۸/۲۲ پر قمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھہرایا ہے...... اور اسی زمانے کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیش گوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں جب کہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت کی وجہ سے ظاہر ہوں گے۔

احمدی دوستو! بتلا سکتے ہو کہ قرآن مجید کے کس پارہ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح کی آمد کے زمانہ میں طاعون، زلازل وغیرہ جو ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی وجہ سے ہوں گے؟

(مرتب)

دوسرا جھوٹ

قرآن پر دوسرا کھلا جھوٹ

مرزاجی اپنے رسالہ موسومہ اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۵، روحانی خزائن: ۱۷/ ۴۰۴ پر راقم ہیں کہ ضرور تھا کہ
قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود
جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے...... الخ۔

مرزاجی نے قرآن شریف پر یہ بھی ایک صریح جھوٹ باندھا ہے ہرگز ہرگز قرآن مجید کے اندر ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ مسیح موعود اسلامی علماء کے ہاتھوں دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر کہیں گے۔ وغیرہ۔

(مرتب)

تیسرا جھوٹ

مرزاجی نے اپنی کتاب "اربعین نمبر۳ حاشیہ صفحہ ۴۵، روحانی خزائن ۱۷/ ۴۱۳ پر لکھتا ہے۔"
صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (اربعین نمبر۳)

صحیح بخاری، مسلم، انجیل اور دانی ایل کی کتابوں میں مرزاجی کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد و نزول کے ذکر میں "صحیح مسلم شریف" میں "عیسیٰ نبی اللہ" کا لفظ آیا ہے۔ باقی رہا "صحیح بخاری" "انجیل" اور دانی ایل کی کتاب یا دوسرے نبیوں کی کتب۔ ان میں نبی کا لفظ ہرگز ہرگز مذکور نہیں۔ غرض صحیح بخاری شریف وغیرہ پر یہ مرزاجی کا کھلا ہوا افتراء ہے۔

(مرتب)

چوتھا جھوٹ

''مرزا جی نے اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ ۶۲، روحانی خزائن: ۱۷/۱۵۱ پر سورج گرہن کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ خدا کے پاک نبی ابتداء سے خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔''

خدا کے پاک نبیوں پر یہ سیاہ نہیں سفید افترا ہے۔ قرآن و حدیث میں قطعاً یہ مذکور نہیں ہے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے کسوف و خسوف ہوگا۔ (مرتب)

پانچواں جھوٹ

مرزا جی اپنی کتاب ''شہادۃ القرآن'' صفحہ نمبر ۴۱، روحانی خزائن: ۶/۳۳۷ میں لکھتے ہیں کہ ''اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب اللہ اور کتاب اللہ ہے''

(ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں ہے۔) مرتب

ایک مناظرہ

موضع کانڈی والا تحصیل چنیوٹ میں ایک مناظرہ ہوا۔ راقم الحروف کے پاس بخاری شریف موجود تھی۔ بندہ نے مبلغ تین صد روپیہ بخاری پر رکھ کر مرزائی مناظر قاضی محمد نذیر کو چیلنج کیا کہ اگر آپ اسی

حدیث جس کو مرزا جی اسی تحدی اور زور سے پیش فرما رہے ہیں بخاری سے نکال دیں تو یہ تین سو روپے آپ کے لئے شیر مادر ہیں لیکن وہ نہ دکھا سکے نہ آئندہ دکھا سکیں گے۔

پانچ صد روپیہ نقد انعام

یہ پانچ جھوٹ جو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی مرزائی قرآن کریم سے عیسیٰ پرستی کی وجہ سے خدائی عذاب کا آنا اور مسیح موعود کا اسلامی علماء کے ہاتھوں دکھ اٹھانا اور صحیح بخاری، انجیل اور دیانی ایل کی کتابوں میں مرزا صاحب کا ذکر اور اس کے ساتھ نبی کا لفظ اور
قرآن و حدیث سے مہدی کے انکار پر کسوف وخسوف کا ہونا اور صحیح بخاری میں ھذا خلیفہ اللہ المہدی والی حدیث پیش کر دے تو فی حوالہ مبلغ پانچ صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ ہے کوئی مرزائی جو یہ اڑھائی ہزار روپیہ کا نقد انعام وصول کرے۔

مرزا غلام احمد کے متضاد اقوال

تصویر کا ایک رخ

(۱)..... مرزا غلام احمد اپنی کتب ست بچن، صفحہ ۲۹، ۳۰، روحانی خزائن: ۱۴۱/۱۰ کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ جو پرلے درجہ کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔

(۲)..... صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔

(ست بچن صفحہ ۳۰، روحانی خزائن: ۱۴۲/۱۰)

(۳)......اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس شخص کی حالت ہے جو ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۴، روحانی خزائن: ۱۹۱/۲۲)

(۴)......ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن صفحہ ۳۱، روحانی خزائن: ۱۴۳/۱۰)

تناقضات مرزا

(تصویر کا دوسرا رخ)

(۱) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳، روحانی خزائن: ۳/ ۳۴۳)

(۱) بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا۔

(کشتی نوح صفحہ ۵۳، روحانی خزائن: ۵۷/۱۹)

(۲) قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔

(دافع البلاء صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۲۲۲/۱۸)

(۲) ایک دفعہ کس قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۲، روحانی خزائن: ۲۲/ ۲۴۴)

(۳) حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر انکا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۸، روحانی خزائن: ۶۸/۵)

(۳) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

(ازالہ اوہام اول صفحہ ۱۵۷،۱۵۶، روحانی خزائن: ۳/ ۲۵۷،۲۵۶)

(۴) تمام فرقے نصاریٰ کے اور چاروں انجیلیں اسی قول پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۵، روحانی خزائن: ۲۲۵/۳)

(۴) اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفقہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں پھر آئیں گے بعض فرقے حضرت مسیح علیہ السلام کے فوت ہو جانے کے قائل ہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔

(ازالہ اوھام/۲۱۹، روحانی خزائن: ۳۱۹/۳)

سچے مرزائی کی پہچان

صرف ایک نقطہ کا فرق

یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے چار حصے طبع ہو چکے ہیں۔ بعد اس کے ہر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷، روحانی خزائن: ۹/۲۱)

مرزا جی کے اس اصول کے مطابق کسی مرزائی کو پرکھنے کے لئے کہ آیا وہ سچا مرزائی ہے اور دل و جان سے مرزا جی پر ایمان رکھتا ہے یا منافق ہے اس سے مبلغ پچاس روپے لے لیں۔ کچھ دنوں بعد پانچ روپے واپس کر کے کہہ دیں کہ چونکہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے ہم واجب الادا رقم سے بری ہو گئے اگر تو اس کو تسلیم کر کے خوشی سے اپنا بقیہ چھوڑ دے تو سمجھیں کہ یہ پکا مرزائی ہے اور اگر بقیہ رقم کا مطالبہ کرے تو سمجھو کہ منافق ہے۔ (مرتب)

دو پہیلیاں بوجھو تو جانیں

مرزا جی پر جو ایمان نہیں لائے اور ان کی تصدیق نہیں کی وہ سب کنجریوں کی اولاد ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷)

۱۔ مرزا جی کا بڑا لڑکا فضل احمد آپ پر ایمان نہیں لایا اور مرزا جی کی زندگی ہی میں مر گیا مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (الفضل ۷/ جولائی ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

مرزائی دوستو! ذرا سوچ کر بتایئے کہ فضل احمد کون تھا۔ اس کی ماں کیسی تھی اور جس حضرت کے گھر میں ایسی پاکیزہ عورت تھی وہ حضرت کیسے تھے۔ ماشاء اللہ کیسا مطہر خاندان ہے۔

۲۔ مرزا جی اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷، روحانی خزائن: ۲۱/۱۲۷، درثمین اردو/۱۱۶)

مرزائی دوست! ذرا جائے نفرت کی تشریح کر دیں کہ وہ بدن انسانی میں کونسا مقام ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی تصویر کا پہلا رخ

۱۔ اخلاقی معلم کا فریضہ: اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلا دے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ: ۱۱/۱۴، روحانی خزائن: ۲۰/۳۴۶)

۲۔ کمال انسانیت: کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔ (البلاغ یا فریاد درد صفحہ ۲۳۔۲۶ ط قادیان/ ط ربوہ، روحانی خزائن: ۱۳/۳۹۲)

۳۔ اندھے کو اندھا کہنا بھی دل دکھانا ہے

خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وہی شخص بجالا سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں مثلاً ایک شخص گو راست گو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح مارتا ہے اور بدتمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے محل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا۔ ایسے کو جاہل نیک بخت کہیں گے نہ کہ دانا نیک بخت۔ اگر کوئی اندھے کو اندھا کہہ کر پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹ بولتا ہوں؟ تو اسے یہی کہا جائے گا کہ بے شک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر ہے کہ جس راستے کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب اظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے۔

(شحنہ حق صفحہ ۴۰، روحانی خزائن: ۲/۴۰)

۴۔ کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۱۹/۱۱۰)

۵۔ مختلف فرقوں کے ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجے کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔ (مقدمہ براہین احمدیہ قادیان صفحہ ۱۰۲ طربوہ صفحہ ۶۲، روحانی خزائن: ۱/۹۲)

۶۔ **حکم خدا تعالیٰ:** اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف صاف فرما دیا ہے **لاتنا بزوا بالالقاب** یعنی لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو برے معلوم ہوں۔ پھر برخلاف اس آیت کے کرنا کن لوگوں کا کام ہے۔ (تحفہ غزنویہ صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۱۵/۵۴۱)

۷۔ لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ (ازالہ اوہام/ ۲۶۹، روحانی خزائن: ۳/۲۵۶)

۸۔ **مسلمانوں کا قابل فخر اصول:**۔ بار بار قرآن شریف مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ دنیا کے کسی حصہ کے ایسے نبی کی کسر شان نہ کریں جو ایک کثیر قوم نے اس کو قبول کر لیا تھا۔ یہ اصول نہایت ہی پیارا اور دلکش اصول ہے اور مسلمان اس کے ساتھ جس قدر فخر کریں وہ بجا ہے۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۲۳/۳۸۲)

۹۔ ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا اس سے خوش ہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۳۹۰/۲۳)

۱۰۔ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۸، روحانی خزائن: ۳۹۰/۲۳)

۱۱۔ وید کی رو سے دوسرے نبیوں کی توہین کرنا شائد ثواب میں داخل ہے۔ شائد کسی صاحب کے دل میں یہ بھی خیال آئے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کے بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعلیم سے باہر چلے جاتے ہیں۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۸، روحانی خزائن: ۳۸۹/۲۳)

۱۲۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔

(اعجازی احمدی نمبر ۳۰، روحانی خزائن: ۱۴۰/۱۹)

۱۳۔ گالی دینا بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴۔ صفحہ ۵)

۱۴۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۳، روحانی خزائن: ۱۳۲/۱۹)

۱۵۔ امام الزمان کی صفات:۔ اول قوت اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درست بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہوسکے جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتی ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔ (ضرورت الامام صفحہ ۸، روحانی خزائن: ۴۷۸/۱۳)

۱۶۔ ہمیں اس طریق سے سخت نفرت ہے کہ کوئی تلخ اور ناگوار لفظ استعمال کیا جائے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۵۵، روحانی خزائن: ۳۷۰/۲۳)

۱۷۔ ہم ایسے مستور الحال اور مفقود الخبر رشیوں کو گالیاں کیونکر دے سکتے ہیں اور اسلام کا طریق گالیاں دینا نہیں۔ (نور القرآن نمبر۲ صفحہ ۱۷۔۲۴، روحانی خزائن: ۹/۹۹، ۳۹۸)

۱۸۔ اے داؤد (مرزا جی) لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کرو۔

(انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۲۰/۱۱)

۱۹۔ اس کتاب براہین احمدیہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جن میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقے کی کسر شان لازم آوے اور ہم خود ایسے ایسے الفاظ کو صراحتہً یا کنایتہً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔

(مقدمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۱، روحانی خزائن: ۱/۹۰)

۲۰۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤ جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۱۵/۱۳)

۲۱۔ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو (مرزا کو) تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

(اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۶، روحانی خزائن: ۱۷/۴۲۶)

۲۲۔ مریدوں کو نصیحت:

گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا کہ آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۴، روحانی خزائن: ۲۰/۴۸)

(نوٹ از مؤلف) مرزا جی کے منظور کلام سے مندرجہ بالا حوالوں کی تائید میں چند اشعار نقل کئے

جاتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

۲۳۔ ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی پر ان سیاہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

(درثمین اردو طبع ربوہ صفحہ ۶۴)

۲۴۔ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بدزبانی تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق وصفا یہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے

(درثمین اردو صفحہ ۶۵ ط ربوہ)

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار چھوڑ دو انکو کہ وہ چھپوائے ایسے اشتہار

چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

(درثمین اردو صفحہ ۱۱۳، براہین احمدیہ ۱۱۴، روحانی خزائن: ۲۱/۱۴۴)

۲۶۔میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین رضی اللہ عنہ جیسے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے راست باز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید من عادی ولیا دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۸، روحانی خزائن: ۱۹/۱۴۹)

۲۷۔مرزا جی کا بدزبان کے بارے میں آخری فتویٰ

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(درثمین اردو صفحہ ۷۴)

تصویر کا دوسرا رخ

(عام مسلمان جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے)

ا۔مرزا کا دشمن جہنمی ہے:۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور۔خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔(انجام آتھم صفحہ ۵۸،روحانی خزائن:۲۲/۱۶۷)مرزا کا دشمن اور انکی عورتیں کتیاں ہیں۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳،روحانی خزائن:۱۱/۶۲)

۲۔ان العدآء صارو اخنازیر الفلاء ونساء ھم من دونھن الاکلب

ترجمہ:۔دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔

(جو مرزا کو نہ مانے وہ زانیہ عورتوں کی اولاد ہیں)(نجم الھدیٰ روحانی خزائن:۱۴/۵۳)

۳۔ فتلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبہ والمودۃ و ینتفع من معارفھا ویقبلنی و یصدق دعوتی الاذریتہ البغایا الذین ختم اللہ علی قلو بھم فھم لا یقبلون.

(آئینہ کمالات اسلام ۵۴۷۔۵۴۸،روحانی خزائن:۵/۵۴۳)

نوٹ:اس عربی عبارت سے قبل مرزا صاحب نے اپنی چند کتابوں کا نام لکھ کر پھر انہیں کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔

ترجمہ:"یہ کتابیں ہیں ان کی طرف دیکھتا ہے ہر مسلمان محبت اور دوستی کی آنکھ سے اور ان کتابوں کے معارف اور حقائق سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔مگر زنا کار عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔"

۴۔ بعض کتوں کی طرح۔ بعض بھیڑوں کی طرح۔ بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں ۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۵۵، روحانی خزائن:۱۶/۲۳۸)

”توہین علماء کرام وسجادہ نشینان“

۵۔ اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ (انجام آتھم صفحہ ۱۹۔۲۰ حاشیہ، روحانی خزائن:۱۱/۱۲)

۶۔ نالائق مولوی۔ یہودی سیرت مولوی (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۲، روحانی خزائن:۱۱/۲۳)

۷۔ دیکھیں بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ شیاطین الانس ۱۲

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۷۶/۱۷، روحانی خزائن:۱۱/۳۰۲)

۸۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

......دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویوں! اور گندی روحو! اے اندھیرے کے کیڑو! اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۸۹/۲۰، روحانی خزائن:۱۱/۳۰۵)

۹۔ بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن:۱۱/۳۰۶)

۱۰۔ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتا پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۵۸، روحانی خزائن:۱۱/۳۰۶)

اکابرین اسلام کو نام بنام گالیاں

مولانا ثناء اللہ مرحوم: بھیڑیا چیختا تھا۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۴۱، روحانی خزائن: ۱۵۲/۱۹)

دس لعنتیں مولوی ثناء اللہ پر بالخصوص (اعجاز احمدی صفحہ ۳۸، روحانی خزائن: ۱۴۹/۱۹)

مولانا محمد حسین بٹالوی: مخبوط الحواس (استفتاء صفحہ ۲۰، روحانی خزائن: ۱۲۸/۱۲) ژاژ خواہ بیہودہ گو (تریاق القلوب صفحہ ۱۸۳، روحانی خزائن: ۳۲۷/۱۵) بدزبان' بے ادب' بے حیاء۔ دریدہ دہن (تریاق القلوب صفحہ ۱۷۲) اس جگہ فرعون سے مراد محمد حسین۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۳۴۰/۱۱)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی:

اے شیخ ارض خبیث۔ ارض بطالہ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء/۱۹، روحانی خزائن: ۲۲/۱۹/۷)

لئیم' بدکار' شیطان' ملعون' نطفہ سفہاء' بدگو' خبیث' مفسد' دروغ گو' منحوس۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۱، روحانی خزائن: ۱۱/ ۲۸۲،۱۸۲)

ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۴۴۱/۱۱)

تو نے مجھے اپنی خباثت سے دکھ دیا ہے میں جھوٹا ہوں اگر تو ذلت سے نہ مرے اے نسل بدکاراں

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۴، روحانی خزائن: ۲۸۲/۱۱)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ :

یہ صرف گوہ کھاتا ہے۔ اے جاہل بے حیا۔ (نزول المسیح صفحہ ۶۳، روحانی خزائن: ۴۴۱/۱۸)

صرف زبان کی بک بک حجت ہوسکتی ہے۔ (نزول المسیح صفحہ ۶۳، روحانی خزائن: ۴۴۱/۱۱)

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ ایک خبیث کی کتاب ہے بچھو کی طرح میش زن ہے۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین' تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۷۵، روحانی خزائن: ۱۸۸/۱۹)

توہین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور مجھے خدا کی قسم حضرت حسین کو مجھ سے کچھ فضیلت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۱، روحانی خزائن: ۱۹۳/۶۸)

کربلا ایست سیر ہر آنم

صد حسین رضی اللہ عنہ است در گریبانم

میری ہر وقت کی سیر کربلا ہے اور سو حسین رضی اللہ عنہ میری جیب میں ہیں۔ (نزول مسیح صفحہ ۹۹)

اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین رضی اللہ عنہ تمہارا منجی ہے، تم میں ایک ہے جو اس حسین رضی اللہ عنہ بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۲۶)

(توہین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین)

مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے کہ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سردار خیر المرسلین کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱، روحانی خزائن: ۲۵۸/۱۶)

بعض نادان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔

(نصرت الحق صفحہ ۲۸۵، روحانی خزائن: ۲۸۵/۲۱)

توہین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ ابوبکر کے درجے پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۱۱، تبلیغ رسالت صفحہ ۳۰ ج ۱، مجموعہ اشتہارات: ۲۷۸/۳)

توہین حضرت علی رضی اللہ عنہ

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ: ۴۰۰/۱۳)

توہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی۔ جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیش گوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائیں گے۔ (حقیقۃ الوحی ۳۴)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۳ ج ۵، روحانی خزائن: ۴۱۰/۲۱)

(توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

☆ ......ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۲۴۰/۱۸)

☆ ......یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی آپ سا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا' اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا' اور اسلام کے حلال وحرام کی

کچھ پرواہ نہیں رکھے گا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹، روحانی خزائن: ۳۱/۲۲)

☆ ...... خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا ہے۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۲۳۳/۱۸)

☆ ...... خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۰، روحانی خزائن: ۲۴۰/۱۸)

☆ ...... آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی ...... آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱)

☆ ...... آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لیے تیار بھی ہو گئے تھے ...... حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۶، روحانی خزائن: ۲۹۰/۱۱)

☆ ...... آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا ...... آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (نعوذ باللہ) ...... آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۷، روحانی خزائن: ۲۹۱/۱۱)

☆ ...... ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے

سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۸، روحانی خزائن: ۱۱/ ۲۹۳)

(توہین حضور سرور کائنات خاتم الانبیا علیہ وسلم صلی اللہ)

تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۷/ ۴۴۵)

مرزا کا ایک الہام: رب انی مغلوب فانتصر فسحقهم تسحیقا.

اے میرے خدا! میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے پس ان کو پیس ڈال۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۴، روحانی خزائن: ۲۲/ ۱۰۷)

تبصرہ از مؤلف: مرزا صاحب کے مندرجہ بالا حوالہ جات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت سورج کی کرنوں کی ضرورت نہیں بلکہ چاند کی ٹھنڈک کی ضرورت ہے یعنی ابھی تو جو کچھ مرزا صاحب نے تحریر کیا ہے یہ جمالی رنگ ہے اگر جلالی رنگ ہوتا تو پھر پتہ نہیں کیا ہوتا۔

......☆☆☆......

ختم نبوت زندہ باد

انگریزی نبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انگریزی نبی:

خود فیصلہ کیجئے

حامدا ومصلیا

انگریز ہندوستان میں تجارت کا عیارانہ روپ دھار کر وارد ہوئے اور انہوں نے بتدریج حکمت عملی اور سازشانہ پالیسی کے تحت بڑی ریشہ کاریوں اور حیلہ بازیوں سے اپنا استیلاء و تسلط قائم کیا ملت اسلامیہ کی آخری تلوار سلطان ٹیپوؒ کی شہادت کے بعد انگریزوں کے قدم جم گئے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حریت پرور مسلمانوں نے آخری سنبھالا لینے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن انگریزوں نے پنجاب کے غداران ازلی (جن میں غلام احمد قادیانی کا خاندان سرفہرست تھا) کی وساطت سے اس شعلہ مستعجلہ کو ظلم وستم کی صرصر سے بجھادیا اور سلطنت مغلیہ کا آخری ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی رنگوں کی سرزمین میں گل ہو گیا۔

تحریک آزادی تو ختم ہو کر رہ گئی لیکن انگریزوں کا ظلم وستم اور بہیمانہ سفا کی وعیاری قلوب ملت اسلامیہ میں ناسور بن گئے۔ انگریزوں کی عیارانہ نگاہیں ان چنگاریوں سے غافل نہ تھیں جو ان کی خاکستر میں سلگ رہی تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ کسی وقت بھی یہ شرر شعلہ جوالہ بن سکتا ہے۔

بنابریں انگریزوں نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی منافقانہ پالیسی وضع کی۔ انگریز جانتا تھا کہ جب تک ملت اسلامیہ سے جذبہ جہاد وحدت ملی ایمان ویقین کامل کتاب وسنت سے والہانہ شغفتگی اور عقیدہ ختم نبوت ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہمارا سامراجی نظام دیرپا اور مستحکم نہیں ہو سکتا۔

ان اغراض مشومہ اور مقاصد ملعونہ کی تکمیل کے لیے انہوں نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت سرکاری ولی اور سرکاری نبی پیدا کیے اپنے وفاداران قدیمہ کے ایک قادیانی خاندان سے ایک آدمی چنا

جسے مذکورۃ الصدر مقاصد کی تکمیل کے لیے آلہ کار بنایا گیا تا کہ وہ ملت میں افتراق و انتشار پیدا کرے۔ اور جذبہ جہاد کے فنا کرنے کے لیے الہامات وضع کرے۔ نیز اس ملک میں انگریزوں کی جاسوسی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان تمام مجاہدین ملت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے جو انگریزی حکومت کے لیے کسی وقت بھی خطرہ ہو سکتے ہیں۔

قارئین کرام.....! مرزا غلام احمد قادیانی نے محدثیت' مہدویت' مسیحیت اور نبوت کے حسین و دبیز پردے اوڑھ کر انگریز کی وفاداری' خوشامد کاسہ لیسی ملت اسلامیہ سے غداری' حرمت جہاد جیسے اغراض فاسدہ کی تکمیل کی اور اس دور میں جب کہ پورے ہندوستان میں سامراجی تسلط کے خلاف نفرت اور بیزاری کی لہریں اٹھ رہی تھیں اور برطانوی سنگھاسن ڈول رہا تھا۔ مرزا غلام احمد آنجہانی انگریزوں کی حمایت و تائید میں پچاس ہزار کتابیں جن سے پچاس الماریاں بھر جائیں شائع کر رہے تھے۔ انہی غداریوں کی داستان اور مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت کی روئیداد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کی مستند کتابوں سے بقید صفحات ان کے اپنے الفاظ میں بڑی دیدہ ریزی اور کاوش سے مرتب کی ہے تا کہ امت مسلمہ پر مرزا قادیانی کی اصل حقیقت منکشف ہو جائے۔ دراصل مولانا موصوف نے ان کے چہرے سے منافقت کا نقاب سرکا دیا ہے تا کہ آپ مرزا قادیانی کو اصلی روپ میں ملاحظہ فرمائیں۔ شاید اس کو پڑھ کر امت مرزائیہ میں کوئی سعید روح چونک پڑے اور دائرہ اسلام میں آ جائے۔

انگریزوں کی اسلام دشمنی ممالک اسلامیہ میں ان کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں' مقامات مقدسہ کی بے حرمتی' ملت اسلامیہ کے ساتھ ان کے سفاکانہ طرز عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا اس انگریزی نبی کی خوشامد' کاسہ لیسی' شکرانے' ان کے استحکام کے لیے عاجزانہ دعائیں اور انگریزی اقتدار کے مخالفین کو مرصع گالیاں ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کریں کہ ایسا شخص جو ملت اسلامیہ کا غدار اعظم ہو نبی تو نبی رہا' ایک معقول آدمی بھی ہو سکتا ہے؟

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس پمفلٹ کے فاضل مرتب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے ''خود فیصلہ کیجیے'' پمفلٹ شائع کیا تھا جس میں مرزاجی کے اکاذیب باطلہ مسلمانوں کو مرصع گالیاں' غیر محرم عورتوں سے اختلاط کے عجیب وغریب مستند حوالے مرزاجی کی اپنی کتابوں سے مرتب کر کے پیش کیے تھے اس کا جواب تا حال امت مرزائیہ نہیں دے سکی۔

اب یہ پمفلٹ چیلنج بن کر پھر نمودار ہو رہا ہے۔ اگر کوئی مرزائی اس کے ایک حوالہ کو غلط ثابت کر دے تو فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے گا۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین☆

انچارج شعبہ نشر واشاعت

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

ارشاد ربانی اور مرزا قادیانی

یایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود و النصٰری اولیاء بعضھم اولیاء بعض و من یتولھم منکم فانہ' منھمo

''اے ایمان والو! مت بناؤ یہود ونصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ ان ہی میں سے ہے۔(پ ۶۔ع ۱۱)

اب مرزا کی کہانی پڑھیے پھر ارشاد ربانی کی روشنی میں سوچیے کہ کیا مرزا ''انگریزی نبی'' نہیں تھا؟

مرزا کی کہانی خود اس کی زبانی:

(۱)......میں کس کی تحریک سے آیا؟

''اے بابرکت قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے۔ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیز گاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔''

(ستارہ قیصرہ' صفحہ ۹، روحانی خزائن: ۱۵/۱۲۰)

(۲)......میں کس کا لگایا ہوا پودا ہوں؟

''یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ (برطانیہ) کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیر خواہ

اور خدمت گزار ہیں۔اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم واحتیاط سے اور تحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت ومہربانی کی نظر سے دیکھیں۔"

(تبلیغ رسالت' جلد ۷' صفحہ ۱۹، مجموعہ اشاعت، روحانی خزائن: ۲۱/۳)

(۳)......میں کس مقصد کے لئے آیا؟

"اس (خداتعالیٰ) نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرة میں پرورش پائی۔حضور ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔"

(ستارہ قیصرہ' صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۱۱۲/۱۰)

(۴)......دونور۔(نورنور کو کھینچتا ہے)

"اے ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔اس لئے تیری عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو۔سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور (مرزا جی) نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔"

(ستارہ قیصرہ' صفحہ ۹، روحانی خزائن: ۱۱۷/۱۵)

(۵)......میرا مذہب

''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(شہادۃ القرآن' صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۳۸۰/۶)

خاندانی خدمات......والد صاحب:

(٦)......گورنری دربار میں کرسی

''والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیز زمینداروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شکر گذار اور خیر خواہ تھے۔''

(ازالہ اوہام' صفحہ ۲۲، روحانی خزائن: ۱۲۲/۳)

(۷) انگریزوں سے وفاداری اور خدمات

''میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے' انہوں نے اپنی حیثیت اور قدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ (برطانیہ) کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہر گز دکھلا نہیں سکتا۔''

(شہادت القرآن' صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۳۷۸/۶)

(۸) چونسٹھ گھوڑے اور چونسٹھ سوار

''۵۷ء سن ستاون کے مفسدہ (جنگ آزادی) میں جب کہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔'' (شہادت القرآن' صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۳۷۸/۶)

(۹)...... اپنی تمام عمر

''اور انہوں (والد صاحب) نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گذاری کے لیے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے اس ناپائیدار دنیا سے گزر گئے۔'' (شہادت القرآن' صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۳۷۸/۶)

بڑا بھائی:

(۱۰)...... گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت

''اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ (برطانیہ) کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔ پھر وہ بھی اس مسافر خانہ سے گزر گیا۔'' (شہادت القرآن' صفحہ ۸۲)

حکومت برطانیہ کی خدمات اور وفاداری:

(۱۱)......بیس برس

"میں بیس (۲۰) برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔" (تریاق القلوب/ ۲۶۔روحانی خزائن: ۱۵/۱۵۶)

(۱۲)......ساٹھ برس کی عمر تک اہم کام

"دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت: ۷/۱۰)

(۱۳)......میری کوشش

"میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برطانیہ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب، صفحہ ۱۰، روحانی خزائن: ۱۵/۱۵۵،۵۶)

(۱۴)......پچاس الماریاں

اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار

شائع کئے ہیں اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تریاق القلوب ص ۲۵، روحانی خزائن: ۱۵/۱۵۶)

(۱۵)...... پچاس ہزار کتابیں

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۶، روحانی خزائن: ۱۵/۱۱۴)

(۱۶)...... عمر کا اکثر حصہ

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔"

(تریاق القلوب، صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۵/۱۵۵)

انگریزوں کی خاطر حرمت جہاد:

(۱۷)......خدا اور رسول کا نافرمان

"آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح 'روحانی خزائن: ۱۶/۱۷، صفحہ ب' ت' ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۱۸)......ہرگز جہاد درست نہیں

میں نے بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔"

(تبلیغ رسالت' جلد ششم' صفحہ ۶۵، مجموعہ اشتہارات: ۳۶۷، ۳۶۶)

(۱۹)......جہاد قطعاً حرام ہے

"آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میرے بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے کیوں کہ مسیح آچکا ہے۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ صفحہ ۷، روحانی خزائن: ۱۷/۲۹، ۲۸)

(۲۰)......دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶، روحانی خزائن: ۱۷/۱۷)

انگریزوں کے مخالف مسلمانوں کو نازیبا گالیاں:

(۲۱)......بعض احمق

"بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا" (شہادت القرآن صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۳۸۰/۶)

(۲۲)......شریر اور بدذات

"تیرے (وکٹوریہ) عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا کہ تمام ملک کو رشک

بہار بنادیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ۹، روحانی خزائن: ۱۱۹/۵)

(۲۳)......ایک حرامی اور بدکار

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۰)

(۲۴)......سخت بدذاتی!!

"ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے۔ سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

(۲۵)......سخت نادان بدقسمت اور ظالم

"اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہیں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

(۲۶)......سخت جاہل اور سخت نالائق!

"سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) سے کینہ رکھے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۱، روحانی خزائن: ۳۷۳/۳)

(۲۷)......انگریزوں کی خوشامد اور کاسہ لیسی:

خدا اور فرشتے ملکہ کی تائید میں

''اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایہ اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔''

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۸/۱۱ قدیم جدید، روحانی خزائن: ۱۱۹/۱۵)

(۲۸)......میں انگریزی حکومت کا قلعہ اور تعویذ ہوں

''پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ (قلعہ) کے ہوں جو آفتوں سے بچا سکتا ہے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچا دے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

(نور الحق) حصہ اول صفحات ۳۳-۳۴، روحانی خزائن: ۱۸/ صفحہ نہیں لکھا)

(۲۹)......میری اور میری جماعت کی پناہ

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برطانیہ) کو بنا دیا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں'' (تریاق القلوب صفحہ ۱۰، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

(۳۰)......ہرگز ممکن نہ تھا

''اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی''

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۳۲،۳۱، روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۸۴،۲۸۳)

(۳۱)......انگریزوں کا شکر خدا تعالیٰ کا شکر ہے

''خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کر دے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کو چھوڑنے سے دوسری چیز کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔''

(شہادت القرآن صفحہ ۸۶، روحانی خزائن: ۳۸۰/۶)

(۳۲)......ہمارا اور ہماری ذریت کا فرض

اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۱۶۶/۶)

(۳۳)......میرے رگ وریشہ میں

یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ بباعث اس کے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ وریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔

(شہادت القرآن، صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۳۷۸/۶)

جیسا نبی ویسی امت

(۳۴)......میری جماعت

''اور جو لوگ میری ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار ہیں۔''

(تبلیغ رسالت، جلد ۶، صفحہ ۶۵، مجموعہ اشتہارات: ۱۹/۶)

(۳۵)......میرے مرید

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے''

(تبلیغ رسالت، جلد ۷، صفحہ ۱۷، مجموعہ اشتہارات: ۱۹/۳)

(۳۶)......میرا گروہ!

اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جوش اطاعت رکھتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔

(ستارہ قیصرہ صفحہ۱۲، روحانی خزائن:۱۵/ ۱۲۳)

(۳۷)......جیسی روح ویسے فرشتے

انگریز خدا:

''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا۔ ''آئی لو یو'' یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا ''آئی ایم ود یو'' یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا ''آئی شیل ہیلپ یو'' یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا ''آئی کین ویٹ آئی ول ڈو'' یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا ''وی کین وٹ وی ول ڈو'' یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔''

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۱، روحانی خزائن:۱/ ۵۷۲،۵۷۱)

(۳۸)......انگریز فرشتہ

''ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں''

(تذکرہ صفحہ ۳۱)

(۳۹)......عجیب وغریب انگریزی الہامات

''ہاں میں خوش ہوں'' (یس آئی ایم ہیپی)   Yes I am happy

''زندگی دکھ کی'' (لائف از پین)

(گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی)

خدا تمہاری طرف سے ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے

(ہی از وِد یو ٹو کل اینیمی)

وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے؟

(5) The days shall come when God shall help you.

(6) Glory be to the lord.

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ (دی ڈیز شیل کم وین گاڈ شیل ہیلپ یو)

(گلوری بی ٹو لارڈ) خدائے ذوالجلال

(7) God maker of earth and heaven.

''آفرینندہ زمین وآسمان'' (گاڈ میکر آف ارتھ اینڈ ہیون)

(حقیقت الوحی صفحہ ۳۰۳، روحانی خزائن: ۳۱۶/۲۲)

(8) You have to go to amritsar.

یو ہیو ٹو گو ٹو امرتسر (تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔)

(البشریٰ صفحہ ۲)

(9) He halts in the Zila peshawar.

وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔ (ہی ہالٹس ان دی ضلع پشاور)   (البشریٰ صفحہ ۴۰)

(فرشتہ اور نبی دونوں کی جہالت "ضلع" کو انگریزی میں ڈسٹرکٹ کہتے ہیں۔)

(10) Word and Two girls.

(ورڈ اینڈ ٹو گرلز) "ایک کلام اور دو لڑکیاں۔" (البشریٰ صفحہ ۱۰۶)

(11) Fair man.

"معقول آدمی" (فیئر مین)

(البشریٰ۔ جلد دوم مجموعہ الہامات صفحہ ۸۴)

(12) Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, Words of God cannot exchange.

دو آل مین شڈ بی انگری، بٹ گاڈ از ود یو۔ ہی شیل ہیلپ یو، ورڈز آف گاڈ کین ناٹ ایکسچینج۔

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گئے، مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری ضرور مدد کرے گا، خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔" (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۵۵۴، روحانی خزائن: ۱/۶۱،۶۶۰)

"اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں۔"

(13) I shall give you a large party of Islam.

(آئی شیل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام)

"چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۵۵۶، روحانی خزائن: ۱/۶۶۴)

(۴۰)......غیر معقول اور بیہودہ امر

اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۰۹ حصہ دوم، روحانی خزائن: ۲۳/۲۱۸)

انگریزی نبی کی انگریزوں کے لیے عاجزانہ دعائیں جو منظور نہ ہوسکیں۔

(۴۱)......ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے کیا ہے؟

''ہم نے اس گورنمنٹ (برطانیہ) کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔''

(شہادت القرآن' صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۶/۳۸۰)

(۴۲)......سو ہم دعا کرتے ہیں!

''سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن (مسلمانوں) کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔'' (شہادت القرآن' صفحہ ۸۶)

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار
اے بسا آرزوہا کہ خاک شد

(براہین احمدیہ' حصہ پنجم' صفحہ ۱۱۱، روحانی زائن: ۲۱/۱۴۷)

وفاداری کا اعتراف

آئندہ صفحات میں سرکار انگریزی کی ان چٹھیات کا عکس ہے جو اس وفادار خاندان کو لکھی گئیں۔ نیز ان کتب و رسائل کا نام بمعہ صفحہ نمبر درج ہے۔ جن میں بقول مرزا غلام احمد قادیانی سرکار کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

ملاحظہ ہو۔ (کتاب البریہ صفحہ ۴تا۹، روحانی خزائن: ۱۳/ ۴تا۹)

معذرت:۔ تلفظ، سپیلنگ اور معنی کی غلطی سے ہمیں معذور سمجھا جائے کیونکہ یہ نقل بمطابق اصل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا فرشتہ بھی مڈل فیل تھا۔



لی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

Translation of Certificate of J. Wilson	نقل مراسلہ (ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳
To Mirza Ghulam Murtaza Khan chief of Qadian. I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects & that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself.	تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نخواہد کرد۔ بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است فقط المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکارِ انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں

You must continue to be faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11-6-'49 Lahore

Translation of Mr. Robert Cust's certificate.

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan chief of Kadian.

As you rendered great help in enlisting sowars & supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favor of Govt. a Khilat worth Rs 200/- is presented to you in recognition of good services

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان بعافیت باشند۔

ازانجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدددہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگہداشت سواران و بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پذیر پہنچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی

شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

and as a reward for your loyalty
It is ower in accordance with
the wishes of chif Commissioner
as conveyed in his no. 576 of 10th
August 58 this parwana is ad-
dressed to you as a token of satis-
-faction of Govt. for your fidelity
and repute

Translation of sir Robert Eger-
ton Financial Commr murasla
dy 29 June 1876
My dear friend Gulam Qadir
I have perused your letter of the
2nd instant & deeply regret the
death of your father Mirza Gulam
murtaza who was a great well wi-
sher and faithful cheif of Govt.
In consideration of your family
services. I will esteem you with
the same respect as that bestowed
on your loyal father. I will keep in
mind the restoration & welfare
of your family when a favorable
opportunity occurs.

صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری
بنام آپکے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہ
آپکا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور
اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضےٰ صاحب آپکے
والد کی وفات سے ہمکو بہت افسوس ہوا مرزا
غلام مرتضےٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپکی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے
جس طرح پر تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی ہمکو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری
اور پابجائی کا خیال رہے گا۔
المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء
الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر
فنانشل کمشنر پنجاب

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جنکی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت اُن کا اثر ہوگا۔ کیا اسقدر بڑی کارروائی اور اسقدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں اُن کتابوں کے نام معہ اُنکے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جنمیں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	سنہ ۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	سنہ ۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱ سے ۰ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری سنہ ۱۸۹۳ء	[illegible] ۵۱۱ سے ۵۲۰ تک

۸	نورالحق حصہ اوّل (اعلان)	سنہ ۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک
۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نورالحق حصہ دوم	سنہ ۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سرالخلافہ	سنہ ۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	سنہ ۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشریٰ	سنہ ۱۳۱۱ھ	۲۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱۵۲ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری سنہ ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی سنہ ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۴
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ جون سنہ ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون سنہ ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۰ جون سنہ ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

حرف ناقدانہ

بجواب

اک حرف ناصحانہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

پیش لفظ

الحمدللہ وحدہ والصلوٰہ والسلام علی من لا نبی بعدہ. اما بعد!

قادیانی جماعت مذہب کے لبادہ میں ایک خالص سیاسی جماعت ہے اور اس ''پودے'' کو برطانوی استعمار نے اپنے مذموم مقاصد کی خاطر کاشت کیا تھا۔ اس جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی خاندانی روایت کے مطابق انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر جہاد کو حرام قرار دیا۔ اور اس پر اس قدر کتابیں تصنیف کیں کہ بقول اس کے پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں مرزا صاحب ان ''خدمات'' کے لیے تدریجاً مختلف مذہبی روپ دھارتے رہے۔ مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مسیح موعود ظلی بروزی نبی، امتی نبی، تشریعی نبی، خود محمد رسول اللہ ﷺ ہونے بلکہ تمام انبیاء حتی کہ محمد مصطفی ﷺ سے بھی افضل ہونے اور خاتم الانبیاء کا بھی دعوی کر دیا۔ اور اپنے نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر و جہنمی بلکہ کنجریوں کی اولاد قرار دیا۔ اپنے مخالف مردوں کو خنزیر اور عورتوں کو کتیوں جیسے نازیبا القابات وخطبات سے نوازا۔ (حوالہ جات آئندہ صفحات پر آ رہے ہیں)

علماء اسلام نے اول دن سے ہی ان کا تعاقب اور محاسبہ شروع کر دیا تھا اور انشاء اللہ یہ محاسبہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک یہ تائب نہیں ہو جاتے۔ یا اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچ جاتے۔ ملک تقسیم ہونے کے بعد یہ اپنا مرکز ''قادیان'' جسے یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں چھوڑ کر پاکستان آ گئے اور ''ربوہ'' کے نام سے ایک علیحدہ مرکز قائم کر لیا۔ قادیانی جماعت کی کھلم کھلا ملک دشمنی اور اسلام سے بغاوت کے پیش نظر علماء نے سختی سے نوٹس لینا شروع کیا اور اس سلسلہ میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کی متفقہ جدوجہد سے ۵۳ء اور ۷۴ء میں دو عظیم تحریکیں بپا ہوئیں جن کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۷۴ء کو قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ علماء اسلام کے فتوے اور فیصلہ کے مطابق

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن قادیانیوں نے اس آئینی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اور مسلسل انیس سال سے وہ عملی طور پر کھلم کھلا قانون شکنی اور پاکستان سے اعلانیہ غداری اور بغاوت کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مبنی برحق احتجاج اور واویلا کے باوجود حکومت نہ صرف اپنے فرض منصبی سے غفلت برت کر خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ بلکہ ان کو مزید ڈھیل دے رہی ہے۔

نوبل انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی بے حد پذیرائی اس سلسلہ میں سب سے زیادہ سنگین جسارت ہے (جو اس حکومت کے ماتھے پر کلنک ٹیکہ ہے) چنانچہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے ببانگ دہل کہا ہے کہ ہم اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ۷۴ء کے آئین کے منسوخ کرانے کے درپے ہیں۔

قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر جب سے برسر اقتدار آیا ہے وہ اپنے اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل کے لیے ملک میں مسلسل تخریبی کارروائیاں کروا رہا ہے۔ جس کی داستان طویل بھی ہے اور دردناک بھی۔ ان حالات کے پیش نظر علماء کرام متحد ہو کر میدان میں آئے اور حکومت کے سامنے مندرجہ ذیل مطالبے رکھے۔

(۱)......قادیانیوں سے آئین کی پابندی کرائی جائے جب وہ غیر مسلم ہیں تو ان کے لیے مسلمانوں والی اصطلاحات اور سلامی اشعار کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

(۲)......اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات جن میں مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ بھی ہے پر عمل کیا جائے۔

علماء کرام کی اس تحریک سے قادیانیوں کی بوکھلاہٹ ایک فطری عمل تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک پمفلٹ ''اک حرف ناصحانہ'' کے نام سے چھپوا کر راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پورے ملک میں تقسیم کیا۔ جس میں اپنے آپ کو بڑا مظلوم ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو کئی طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کی گئی اور بڑی جرات و جسارت سے آئینی ترمیم کے خلاف اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کیا۔ اور

اسلام کی وہ مقدس اصطلاحات جو دس ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ممنوع ہو چکی ہیں ان کو نہ صرف استعمال کر کے قانون شکنی کا مظاہرہ کیا بلکہ ان پر اصرار بھی کیا کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس پمفلٹ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور ان اضطراب و بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی جگہ جگہ ان کے خلاف احتجاج ہوا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کی قانون شکنی اور آئین سے بغاوت کا فوری نوٹس لے۔ امید ہے کہ حکومت اسے ضبط کر کے فوری طور پر ان کے خلاف قانونی کارروائی کرے گی۔

ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے یہ چند سطور ''حرف ناقدانہ'' کے نام سے اسی ''ایک حرف ناصحانہ'' کا مختصر جواب ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اصل حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزائیوں کے اس پمفلٹ کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ علماء اسلام نے اپنے جائز مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کی عبادت گاہوں کو گرا دینے کا سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف واویلا مچا کر مسلمانوں کی غیرت کو سلا دینے کی کوشش کی جائے۔ اور علماء کا ساتھ دینے سے باز رکھا جائے۔

''اک حرف ناصحانہ'' جس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے سید عبدالحی صاحب نے شائع کیا ہے ظاہر ہے کہ جب ان کے مرکز سے شائع ہوا ہے اور مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تو یہ پمفلٹ ان کی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے ہے اور اس کی تمام مندرجات کا وہی ذمہ دار ہے...... حکومت پاکستان جو آئے دن مرزائیوں کے متعلق مختلف بیانات دے رہی ہے۔ اس کی طرف سے اس پمفلٹ کو اب تک ضبط نہ کرنا اور اس کے ذمہ داروں کو قانون کے شکنجے میں نہ کسنا بدترین قسم کی ڈھٹائی ہے جس کے لیے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جا سکتی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گزارش احوال واقعی

حرف ناقدانہ:۔

قادیانیوں کے پمفلٹ ''اک حرف ناصحانہ'' کے جواب میں انتہائی عجلت میں اس وقت سپرد قلم کیا گیا تھا جب ۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں نے ایک منصوبے کے تحت پورے ملک میں ایک ہی رات میں لاکھوں کی تعداد میں ''ایک حرف ناصحانہ'' نامی پمفلٹ تقسیم کرکے پورے ملک میں بے چینی پیدا کردی تھی ان کا یہ زعم باطل تھا کہ وہ اس پمفلٹ کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کرکے تحریک ختم نبوت کو بے اثر کردیں گے۔اس لیے ضروری تھا کہ فوری طور پر اس کا نوٹس لیا جاتا ہے۔تاکہ کوئی مسلمان ان کے گمراہ کن پروپیگنڈ سے متاثر نہ ہو۔لہٰذا راتوں بیٹھ کر ''حرف ناقدانہ'' کے نام پر یہ مختصر جواب تحریر کرکے شائع کردیا گیا۔ورنہ اس پر تفصیلاً بہت کچھ لکھنے کی گنجائش تھی۔الحمد للہ کہ تحریک کامیاب ہوئی اور اسی تحریک کے نتیجہ میں الٹی میٹم سے تین دن قبل ۲۷۔اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق شہید مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کرکے قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی۔جس کے بعد قادیانی سربراہ مرزا طاہر ملک سے بھاگ کر لندن اپنے اصلی شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوا اور ایسا گیا کہ اب اس کا جنازہ بھی انشاء اللہ پاکستان نہیں آئے گا۔اس نے خود ایک خطبہ میں یہ اعلان کیا کہ جب تک یہ آرڈیننس موجود ہے میں یا ہماری جماعت کا کوئی سربراہ پاکستان میں نہیں رہ سکتا۔پاکستان کی کوئی بھی حکومت اس آرڈیننس کو ختم کرنے یا اس میں قادیانیوں کے حق میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی جرات نہیں کرسکتی۔اس آرڈیننس کے ذریعہ ہمارے بہت سے مطالبات مانے گئے۔اب چند ایک باقی ہیں وہ بھی انشاء اللہ دیگر مطالبات کی طرح پورے ہوکر رہیں گے اور قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچ کر رہے گا

آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بھی پمفلٹ کی افادیت اپنی جگہ پر باقی ہے کیونکہ قادیانی آرڈیننس کے نفاذ سے قبل جو مغالطے اور وسوسے پیدا کر رہے تھے وہی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بھی وہ پیش کرتے رہتے ہیں اسی فائدہ کے پیش نظر اس رسالہ کو بھی مستقل اشاعت میں شامل کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمادیں اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

منظور احمد چنیوٹی

پرنسپل ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ پاکستان

''اک حرف ناصحانہ'' کا علمی و تحقیقی جائزہ

صفحہ نمبر ۳ پیش لفظ کی ابتداء:۔

''یہ ایک حیران کن توارد ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو جب بھی سیاسی عدم استحکام اور اندرونی وبیرونی خطرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک مخصوص طبقہ علماء جو زیادہ تر جمعیت علماء پاکستان (پاکستان نہیں ''اسلام'' (ناقل) احراری گروپ سے تعلق رکھتا ہے ملک کی توجہ اصل اور حقیقی خطرات سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کی طرف منعطف کرنے کی بھرپور کوشش شروع کر دیتا ہے۔'' اور صفحہ ۵ پر ہے۔

''احمدیوں کو قوم، وطن اور اسلام کا غدار قرار دیا جارہا ہے۔''

الجواب:۔ وطن عزیز کا جب بھی اندرونی وبیرونی خطرات کا سامنا ہو تو ہر محب وطن کا فرض ہے کہ حکومت کو ان خطرناک دشمنوں سے خبردار کرے جو ملک وملت کے غدار ہوں۔

قادیانی جماعت ملک اور اسلام دونوں کی غدار ہے (علامہ اقبال)

ان کی ملک دشمنی اسلام دشمنی سے بھی زیادہ واضح ہے اسلام کے بدترین دشمن اسرائیل سے ان کے مراسم و روابط ڈھکے چھپے نہیں۔ پاکستان کے بدترین دشمن انڈیا کے یہ سب سے بڑے جاسوس ہیں۔

پاکستان کی نسبت ان کی تمام تر عقیدت ومحبت انڈیا کے ساتھ ہے کیونکہ اس میں ان کے "نبی" غلام احمد قادیانی کا مولد ومدفن قادیان موجود ہے جو ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس ہے پھر مرزا بشیر الدین محمود کی پیش گوئی "اکھنڈ ہندوستان" اور یہ کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد اکھنڈ ہندوستان بنے (الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

تمام قادیانی اپنے امام کی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کو انہوں نے اپنا ملک ہی نہیں تسلیم کیا۔ اسی لیے تو ربوہ کے قبرستان میں اپنی نعشیں بطور امانت دفن کراتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بننے پر ان کو قادیان منتقل کیا جائے گا۔ "بہشتی مقبرہ ربوہ" میں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ وصیت آج بھی لکھی ہوئی موجود ہے کیا کسی اور پاکستانی کو بھی ایسی وصیت ہے کہ ہمیں ہندوستان لے جا کر دفن کیا جائے؟ اس لیے ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وطن عزیز کو جب خطرات کا سامنا ہو تو ان مار آستین لوگوں سے حکومت کو خبردار کرے۔ اس میں احراری علماء کو اگرچہ اولیت کا شرف حاصل ہے۔ لیکن علماء کی مجلس عمل میں ہر مکتب فکر کے علماء شامل ہوتے ہیں پوری قوم ملک وملت کے ان غداروں کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔

صفحہ نمبر ۶۵ پر تحریر کرتے ہیں۔

"احمدیوں کے خلاف کھلم کھلا قتل وغارت کی تلقین کی جارہی ہے۔ ان کے اموال لوٹنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔ ان کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی کو سلب کرنے کے مشورے دیے جارہے ہیں"

الجواب:۔ یہ جھوٹ اور بہتان عظیم ہے صرف حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانی اگر پاکستان کے باشندے ہیں تو ان سے آئین پاکستان کی پابندی کرائیں۔ یہ آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ اگر ۳۰ اپریل تک مجلس عمل کے جائز مطالبات تسلیم نہ کئے گئے۔ تو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ان غیر مسلموں (مرزائیوں) کی عبادت گاہیں جو مسجدوں کے نام سے دھوکہ کا سبب بنتی ہیں وہ مسمار کر دی جائیں گی۔ قتل وغارت کی نہ ترغیب

ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام۔ (صفحہ نمبر ۸۷ پر ہے۔)

''اسلام شرف انسانیت اور آزادی ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام آزادی ضمیر، حریت فکر اور مذہبی رواداری کا اس شدت سے داعی ہے کہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ پس زیر نظر مطالبہ اسلام کے نام پر پیش کرنا یقیناً اسلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے''

الجواب:۔ بلاشبہ اسلام آزادی ضمیر اور حریت فکر کا داعی ہے کسی غیر مسلم کو جبر واکراہ کے ذریعے زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **لا اکراہ فی الدین** اسے اپنے مذہب کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں مکمل آزادی ہے۔ لیکن جو شخص اپنی پسند اور خوشی سے اسلام قبول کرے گا یا اسلام کا دعوے کرے گا۔ اسے اسلام کے تمام نظریات وعقائد اور احکام کی پوری پابندی کرنا پڑے گی۔ وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی من مانی نہیں کر سکتا۔ چوری کرے گا تو ہاتھ کٹیں گے زنا کرے گا تو سنگسار ہوگا۔ آزادی ضمیر کی بنا پر کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام سمجھے گا۔ مثلاً آزادی ضمیر کی بنا پر ماں، بہن، بیٹی سے نکاح کو حلال سمجھے گا تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیں گے۔

ضروریات دین اور اسلامی عقائد میں سے کسی کا انکار کرے گا۔ تو مرتد ہو جائے گا اور واجب القتل ہوگا۔ آزادی ضمیر کا یہ مطلب آپ نے کہاں سے لے لیا کہ اسلام کا دعویدار جو چاہے کرتا پھرے اس کو کچھ نہ کہا جائے۔ اس سے اسلامی احکام کی پابندی کرائی جائے گی خلاف ورزی کی صورت میں اس کے مطابق سزا ملے گی اگر آزادی ضمیر کا مطلب آپ یہی لیتے ہیں تو آزادی ضمیر کے علمبردار پیغمبر اسلام رحمۃ اللعالمین ﷺ کے پہلے رحیم وکریم نرم خو خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے بائیس ہزار متبعین کو کیوں قتل کیا؟

پھر آزادی ضمیر کے اسی علمبردار پیغمبر ﷺ نے منافقوں کی مسجد ضرار کو آگ لگا کر کیوں مسمار کرایا؟ اس مسجد کا نام مسجد ضرار خود اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ (سورۃ توبہ) اور نبی کریم ﷺ نے تفریق بین المسلمین اور

کفر و نفاق کے اس اڈے کو نیست و نابود کر دیا۔ حالانکہ وہ بھی مرزائیوں کی طرح کلمہ شہادت پڑھتے تھے۔ نمازیں ادا کرتے تھے اور مسلمان ہونے کے مدعی تھے۔ علماء اسلام کا مطالبہ اسلام کی تعلیم و سنت نبوی کے عین مطابق ہے۔

صفحہ ۸ پر چند سوال ہیں:۔

(الف) احمدی اگر غیر مسلم ہیں تو پھر احمدی کا مذہب آخر کیا ہے؟ (ب) احمدی کا مذہب جمہوری اکثریت تجویز کرے گی یا احمدی کو خود اپنے مذہب کی تعین کا حق ہے؟

(ج) اگر احمدی کا مزہب کسی غیر احمدی مذہب نے تجویز کرنا ہے تو کیا احمدی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس مجوزہ مذہب کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے؟

الجواب:۔ (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

حضور خاتم الانبیا علیہ السلام کے بعد کسی کذاب کو نبی ماننے والے غیر مسلم و مرتد ہوتے ہیں۔ ''احمدی'' کوئی مذہب نہیں۔ یہ مرتدوں اور باغیوں کا ایک گروہ ہے۔ جب تک سچی توبہ نہ کریں اس وقت تک کسی اسلامی ملک میں رہنے کے مستحق نہیں ہیں' ہم آپ کے مذہب کا نام ہرگز ہرگز تجویز نہیں کرتے ہمارا تو بس اتنا مطالبہ ہے کہ آپ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کا نام ہے جس طرح یہودی یا عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے اسی طرح آپ بھی مسلمان نہیں کہلا سکتے اپنے مذہب کا نام اسلام کے علاوہ جو چاہے رکھ لیجیے۔ قادیانی صرف پاکستان کی موجودہ جمہوری اکثریت کے نزدیک ہی کافر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ اتفاق و اجماع سے ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی جا چکی ہے اور حکومت پاکستان پوری بحث و تحقیق کے بعد علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق انہیں آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دے چکی ہے اب اس فیصلہ سے انکار ملکی آئین کی صریحاً بغاوت ہے۔ اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

صفحہ ۱۱

آئین پاکستان میں آرٹیکل نمبر ۲۰ کو شامل کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کی رو سے ہر پاکستانی شہری کو یہ

حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی عقیدہ اور مذہب رکھے اس کا برملا اظہار کرے اور اس کی تبلیغ کرے!

الجواب:۔ بلاشبہ اس آرٹیکل کی رو سے ہر مذہب والے کو آزادی ہے۔ لیکن آئین نے جو اس کا مذہب متعین کیا ہے اسی کے مطابق اسے آزادی ہوگی۔ آپ آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم کافر ہیں۔ آپ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کر سکتے ورنہ تو مسلمان اپنے حقوق کا یہ استحصال اور شعائر اسلام کی یہ بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے اور یہ ملکی آئین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

ہندو عیسائی، پارسی ان تینوں کے عقائد بلاشبہ اسلام کے خلاف ہیں۔ اور یہ غیر مسلم ہیں لیکن وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتے اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے کسی قسم کے دھوکے اور تلبیس کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے آئینی مذہب کے مطابق ہر قسم کی آزادی ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات پسند ہوں تو بے شک ان پر عمل کریں لیکن جب تک وہ اسلام میں پورے پورے داخل نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کو بعض اسلامی اعمال اختیار کرنے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔

صفحہ ۲۲

"خواہ آپ کسی کو مسلم کہیں یا غیر مسلم، کافر کہیں یا غیر کافر۔ قرآن کریم پر ایمان لانے سے تو آپ کسی قیمت پر اسے روک نہیں سکتے۔ خود قرآن کریم یہ حق اسے دیتا ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔"

الجواب:۔ ہم تو ساری دنیا کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں کسی کو کون روک سکتا ہے۔ ہاں اگر روکتے ہیں تو اس سے کہ قرآن پاک کی من مانی تحریف کی جائے۔

جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو اس کے معانی و مفہوم وہی لینے ہوں گے جس پر چودہ سو سال سے امت متفق چلی آتی ہے۔ "خاتم النبیین" کا معنی "نبوت جاری ہے" اور مرزا غلام احمد حضور کے بعد نبی ہیں۔ رفع اور حیات مسیح کا یہ معنی کہ وہ دفن ہو کر کشمیر میں فوت ہو چکے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم جو بغیر

باپ اللہ تعالیٰ کے کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ اس کا معنی کہ ان کا باپ یوسف نجار تھا اور العیاذ باللہ مائی مریم کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور قبل از نکاح وہ منگنی کے دوران حاملہ ہوگئی تھیں۔ ان تحریفات و کفریات کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

صفحہ ۲۳

اسلامی شعائر اگر غیر بھی اپنائیں تو کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں ہو سکتی اگر ایک مذہب کے شعائر دوسرے مذہب والوں کے اپنانے سے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکنے کا احتمال ہو تو سب سے پہلے اس قسم کا مطالبہ یہودی پیش کرتے جو مسلمانوں کے دل و جان سے دشمن ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ختنہ کرانا' حلال گوشت کھانا' داڑھی رکھنا یہ یہودی مذہب کے شعائر تھے اور ہیں جنہیں مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ کیا اسی قسم کا مطالبہ یہودی نہیں کر سکتے؟

الجواب:۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست"۔۔۔ افسوس قادیانیوں کے علم و دانش پر کہ مرزا قادیانی مراقی کی محبت میں اس قدر مغلوب ہیں کہ نہ تو وہ شعائر کو جانتے ہیں کہ شعائر کسے کہتے ہیں اور نہ یہ خبر کہ ختنہ کرانا' حلال گوشت کھانا' داڑھی رکھنا یہ یہودی مذہب کے شعائر میں سے نہیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سنتوں میں سے ہیں جن پر ابراہیم رضی اللہ عنہ کے تمام ماننے والے عمل پیرا ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو مذہب ابراہیمی پر کہتے ہیں۔ ان سنتوں پر وہ عمل کرتے تھے۔ یہ یہودی مذہب کے مختص شعائر میں سے نہیں۔

شعار و شعائر جو کسی قوم یا مذہب کے مختص علامات ہوتے ہیں جیسے عیسائیوں کی صلیب۔ گرجا ان کا مذہبی شعار ہے۔ ہندوؤں کے مندر' ان کے سر پر چوٹی۔ سکھوں کے گوردوارے' کیس' کڑا وغیرہ۔ بہر حال اسلام اپنے مختص شعائر کے استعمال کی غیر مسلموں کو اجازت نہیں دیتا۔ تاکہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز قائم رہے۔ آخر میں "حرف ناصحانہ" کے مؤلف نے اسلام کی بعض خاص اصطلاحات کو اپنے لیے استعمال کرنے کے جواز میں بزعم خود چند دلائل پیش کیے ہیں۔ جس میں اپنی روایتی بددیانتی اور تلبیس

سے پورا پورا کام لیا ہے۔

صفحہ ۲۴

نبی اور رسول:۔

''نبی اور رسول کی اصطلاحات' عیسائی عام استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ مسلمان ہیں اور نہ اسلام کو سچا مذہب تصور کرتے ہیں لیکن احمدی تو قرآن وسنت کے سوا کسی اور شریعت پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

الجواب۔

عیسائی غیر مسلم اور باطل پر ہونے کے باوجود نبی اور رسول کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں پر کرتے ہیں جو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکے ہیں جیسے حضرت موسیٰ' حضرت یحییٰ' حضرت زکریا' حضرت شعیب' حضرت صالح' حضرت ھود' حضرت اسماعیل' حضرت اسحٰق اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

لیکن تم حضور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق کذاب' دجال' کافر' مرتد اور واجب القتل ہے اس پر نبی و رسول کا پاکیزہ و مقدس لفظ استعمال کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہو۔ عیسائیوں میں اور تم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ سچوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو حقیقتاً نبی اور رسول ہیں تم ایک کذاب و دجال کے لیے استعمال کرتے ہو۔

صفحہ ۲۵

علیہ السلام:

علیہ السلام ایک دعا ہے اور یہ کہنا کہ یہ صرف انبیاء کرام کے لیے ہی مختص ہے۔ اس لیے درست

نہیں کہ نماز کے اندر بے عمل مسلمان التحیات میں بیٹھ کر السلام علیک ایھا النبی...... السلام علینا پڑھتا ہے۔ شیعہ غیر نبی آئمہ کے لیے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی کتب میں غیر انبیاء پر رضی اللہ عنہ کہا گیا۔ جیسا کہ فتوی عزیزیہ وغیرہ۔

الجواب:۔ غیر انبیاء پر "رضی اللہ عنہ" کے استعمال میں اگرچہ سلف میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات غائب کے صیغہ کے ساتھ غیر انبیاء پر بھی جائز سمجھتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ لیکن "علیہ الصلوٰۃ والسلام" یہ دونوں لفظ اصالتاً صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ کے تابع ہو کر تو کسی پر بولا جا سکتا ہے۔ جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لیکن غیر نبی پر مستقلاً یہ دونوں لفظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۶ پر اس کی تصریح کی دی ہے۔

آپ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے "علیہ الصلوٰۃ والسلام" دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیر سراج الحق نعمانی مرزا قادیانی کے مرید نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی ص ۲ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے نام کے ساتھ "صلوٰۃ وسلام" دونوں لفظ کہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں کہاں "علیہ السلام" کا کسی ایک مسلمان بزرگ پر بولا جاتا ہے اور کہاں ایک کذاب ودجال، مرتد جو شرعاً واجب القتل ہو اس پر "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کی مقدس اصطلاح جو صرف اور صرف حضور خاتم الانبیا ﷺ پر بولی جا سکتی ہو اس کا استعمال کرنا۔

"پس تفاوت راہ از کجاست تا بکجا"

اگر علیہ السلام محض دعا ہے اور ہر ایک پر بولا جا سکتا ہے تو آپ بھی علیہ السلام کا استعمال مرزا قادیانی کے علاوہ بشیر الدین محمود، مرزا ناصر یا مرزا طاہر یا سر ظفر اللہ وغیرہ کسی کے نام کے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ محض دعا ہے اور نبی کے ساتھ خاص نہیں تو آپ غلام احمد قادیانی کے علاوہ اس کا استعمال دوسروں پر کیوں نہیں کرتے؟

صفحہ ۲۶

صحابی

''لفظ صحابی کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ لفظ صحابی یا اصحاب بلاشبہ ان خوش بخت بزرگان کے متعلق بھی بولا جاتا ہے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی بابرکت صحبت پائی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ لفظ صرف اس معنی تک محدود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ''عیسیٰ نبی اللہ واصحابہ'' کہا۔ قرآن پاک نے اصحاب الکہف، اصحاب الفیل، اصحاب الیمین، اصحاب الشمال بہت سے مقامات پر اضافت کے ساتھ ہی مل کر ادا ہوتا ہے۔ احمدی چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جی کی آمد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھیوں کے لیے صحابہ کا لفظ استعمال کرنا اسلامی تعلیمات اور احمدیہ عقیدے کے مطابق ان کے لیے لازمی ہے اور انہیں ہرگز اپنے عقیدے کے خلاف عمل پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔''

الجواب: لفظ صحابی اور صحابہ کی تحقیق:

اصحاب اور صحابہ دونوں صاحب کی جمع ہیں۔ صاحب ساتھی کو کہتے ہیں لیکن صحابہ صرف آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ خاص ہوگیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور اسی حالت پر وفات پائی وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔

صحابی: اس کا واحد ہے جو صحابہ کی طرف منسوب ہے۔۔۔۔ اور یہ لفظ ہر کسی کے ساتھی پر نہیں بولا جاتا۔ صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھی پر بولا جاتا ہے اور کسی کے ساتھی کو صحابی نہیں کہا جاسکتا۔ حتیٰ کہ صحابی کے ساتھی کے لیے مخصوص اصطلاح تابعی کی ہے۔

صحابہ کے وصفی معنی پر علمیت غالب آچکی ہے۔ اب یہ لفظ حضور ﷺ کے رفقاء کے لیے بطور علم اور نام بولا جاتا ہے جو اور کسی پر استعمال نہیں ہوسکتا۔

اصحاب کا لفظ عام ہے۔ اس کا معنی اپنے مضاف الیہ سے متعین ہوگا جیسا کہ قرآن وحدیث کے

استعمال سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔ **اصحاب الجنہ** بھی ہیں اور **اصحاب النار** بھی **اصحاب الرسول** بھی ہیں اور **اصحاب الاخدود** بھی اور **اصحاب الشیاطین** بھی جیسے **اولیاء الرحمن** اور **اولیاء الشیطان**۔

''حرف ناصحانہ'' کا مئولف دیدہ دانستہ تلبیس سے کام لیتے ہوئے صحابی یا اصحاب لکھ کر دونوں کو ہم معنی بتا کر دجل سے کام لیتا ہے کہ صحابی یا اصحاب کے لفظ کو بکلی مفہوم اپنے مضاف الیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا۔ ایک صحابی جا رہے تھے انہوں نے یوں فرمایا۔ البتہ صحاب اور اصحاب کا مفہوم بغیر مضاف الیہ متعین نہیں ہوتا۔ کہنا پڑے گا کہ اصحاب رسول ﷺ نے یوں فرمایا۔ صحابی اور صحابہ کا لفظ رسول کریم ﷺ کے ''ان خوش بخت ساتھیوں پر بھی نہیں'' بلکہ ان ہی پر بولا جائے گا۔ جنہوں نے حالت ایمان میں آپ کی صحبت پائی۔ اہل لغت نے اسی کے مطابق تصریح کی ہے دیکھیے لغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' ص ۵۵۷

الصحابہ وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت ﷺ کا دیدار اور آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان لائے اور پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا۔

الصحابی صحابہ کی طرف منسوب۔ ایک صحابی

الصحابہ بالفتح۔ **اصحاب النبی وقد غلبت علیهم حتی صارت کالعلم لهم.**

یعنی زبر کے ساتھ نبی ﷺ کے ساتھیوں کو کہتے ہیں۔ ان پر وصفی نام غالب آ چکا ہے۔ اب یہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کا علم یعنی نام بن چکا ہے۔

الصحابی: منسوب الی الصحابہ مصدرا و جمعا و انما نسب الیه وهو جمع لانه' صار کلعلم, وعندامسیلمین من رای بنبیهم وطالت صحبته' معه' وان لم یرو عنه و قیل و انما لم تطل صحبته' اقرب الموارد ص نمبر ۶۳۲

یعنی لفظ صحابی لفظ صحابہ کی طرف منسوب ہے جو مصدراً جمع ہے اور یہ نسبت اس لیے کی گئی

ہے کہ یہ علم بن چکا ہے۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا نام) اور مسلمانوں کے نزدیک صحابی اسے کہتے ہیں جس نے ان کے نبی کو دیکھا ہو اور آپ کے ساتھ لمبا عرصہ رہا ہو۔ اگرچہ آپ سے کوئی روایت نہ کی ہو اور بعض نے کہا کہ لمبی صحبت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

بہر حال یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ صحابی نبی کے ساتھی کو کہا جاتا ہے۔ آپ لوگ خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ اور صحابی اور پھر ان کے ساتھیوں کو تابعی کہتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین اور مرزا ناصر کے ساتھیوں کو صحابی نہیں کہتے بلکہ تابعی کہتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابی نبی کا ساتھی ہوتا ہے ہر کسی کے ساتھی کو صحابی اور صحابہ نہیں کہا جا سکتا۔ اصحاب ہر ایک کے ہو سکتے ہیں۔ صفحہ ۲۷

ام المومنین

''اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اصطلاح آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس لفظ کا استعمال دیگر بزرگ خواتین کے لیے بھی اس اسلامی لٹریچر سے ثابت ہوتا ہے۔''

الجواب آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے امہات المومنین کی اصطلاح قرآن کریم کی نص قطعی ہے۔ اور یہ لفظ حضور اکرم ﷺ کی ازواج کے علاوہ کسی دیگر خاتون پر نہیں بولا جا سکتا۔ اگر کہیں کسی نے استعمال کیا ہے تو وہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بالاتفاق امت میں افضل ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے پہلے جانشین ہیں۔ ان کی بیوی کو امت میں کسی نے ام المومنین نہیں کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمۃ الزہرا جو حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی اماں ہے۔ جنت کی عورتوں کی سردار ہے انہیں کسی نے ام المومنین کا خطاب نہیں دیا۔ تو حضرت پیران پیر کی والدہ یا کسی کی خادمہ کے لیے ام المومنین کہنا کہاں صحیح ہوگا؟ اگر نبی کی بیوی کے علاوہ بھی کسی اور کو ام المومنین کہنا جائز ہوتا تو

قادیانی بھی حکیم نورالدین، مرزا قادیانی کے پہلے جانشین یا مرزا بشیر الدین مرزا کے بیٹے یا کسی اور قادیانی کی بیوی یا بیٹی کو ام المومنین کا خطاب دیتے۔ حالانکہ قادیانی بھی صرف مرزا قادیانی کی بیوی ہی کو ام المومنین کہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو وہ نبی مانتے ہیں۔ نبی امت کا روحانی باپ اور نبی کی بیوی امت کی روحانی ماں ہوتی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ام المومنین نبی کی بیوی ہی کو کہا جا سکتا ہے کسی اور عورت کو نہیں۔

حرف ناصحانہ کے مؤلف نے ''گلدستہ کرامات'' ترجمہ ''تذکرہ غوثیہ'' کا حوالہ دیا ہے۔ گل دستہ کرامات ہمیں دستیاب نہیں ہوئی تا کہ قادیانی دیانت کا پتہ چلایا جاتا البتہ ''تذکرہ غوثیہ'' میں تلاش کے باوجود ہمین حوالہ نہیں ملا۔ کتاب سیر الاولیاء مصنفہ حضرت محمد بن مبارک کرمانی میں خواجہ فرید شکر گنج سے اپنے خلیفہ جمال الدین ہانسوی کی خادمہ کے لیے ''ام المومنین'' کا خطاب نہیں ہے۔ البتہ اس میں ''مادر مومنین'' کا لفظ آیا ہے۔ جس کا اک ''حرف ناصحانہ'' کے مئولف نے بڑی چالاکی سے اپنے پاس سے ''ام المومنین'' ترجمہ کر لیا ہے۔

''ام المومنین'' ایک خاص اصطلاحی لقب ہے۔ بھلا آپ اردو عبارت میں مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ''مومنین کی ماں'' کیوں نہیں لکھتے۔ ''ام المومنین'' عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ اسی طرح ''مادر ملت'' اور ام المومنین میں بھی یہی فرق ہے۔ پھر مرزا قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ اس کے تمام متبعین قانوناً اور شرعاً کافر اور مرتد ہیں۔ اس کی بیوی ام المومنین کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ تو ام الکافرین یا ام المرتدین یا ام المرزائیین کہلا سکتی ہے۔

جب آپ مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ''ام المومنین'' کا خطاب استعمال کریں گے تو وہ تمام مومنین کہلانے والوں کی ماں سمجھی جائے گی۔ یہ عجیب منطق ہے کہ اس سے مراد صرف مرزائی ہیں۔ اس کا تو صاف معنی یہ ہے۔ مرزائی اپنے علاوہ کسی کو مومن تسلیم نہیں کرتے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک تو مومن اور مسلم صرف وہ ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لائے باقی تمام مسلمان خواہ انہوں نے

مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

دیکھو تذکرہ صفحہ ۶۰۰ طبع دوم۔ کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰ آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ صفحہ ۲۸

مسجد و اذان:

"مسجد و اذان کا لفظ صرف مسلمانوں کے لیے مختص نہیں۔ خود خدا تعالیٰ نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیا ہے اور رسول مقبول ﷺ نے خود ایک غیر مسلم لڑکے (ابو محذورہ) سے اذان دلوائی۔ جس کا ذکر حدیث کی کتاب ابوداؤد میں ہے۔"

الجواب:

مسجد و اذان یہ اسلام کے شعائر میں سے ہیں اور ان کا استعمال کسی غیر مسلم کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ قرآن کریم نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہا۔ قرآن مجید میں عبادت گاہوں کے لیے چار الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

صوامع. بیع. صلوت. مساجد:

(۱) صوامع: عیسائی راہبوں کے خلوت خانے۔

(۲) بیع: عیسائیوں کی عبادت گاہیں۔ (گرجے)

(۳) صلوت: یہودیوں کی عبادت گاہیں۔

(۴) مساجد: مسلمانوں کی عبادت گاہیں۔

علامہ ابن کثیر R نے اپنی تفسیر جلد ۳ ص ۲۲۶ پر اس کی تصریح کی ہے اور لکھا ہے **اما المساجد فھی للمسلمین** یعنی مساجد صرف مسلمانوں کے لیے خاص ہیں۔

سورۃ توبہ گیارھویں پارے میں مسجد ضرار کے واقعہ سے قادیانیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ یہ واقعہ اس جھگڑے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی طرح کلمہ پڑھنے والے منافقین نے قبا

میں ایک مسجد کی تعمیر کی تھی لیکن شریعت اسلامیہ نے اسے مسجد تسلیم نہیں کہا اور نہ اسے باقی رہنے دیا بلکہ حضور تاجدار انبیا ﷺ نے اسے آگ لگوائی اور اسے مسمار کرا کر اس کا نام ونشان مٹا دیا تاکہ کسی مسلمان کو منافقین اور کفار کی بنائی ہوئی اس مسجد سے دھوکہ نہ ہو۔ رہا اذان کا مسئلہ تو اذان بھی اسلامی شعار میں سے ہے۔ کوئی کافر مسلمانوں کی اذان اپنے مذہبی شعار کے طور پر ادا نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ مؤذن نے اذان دی۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ وہ بچوں کے ساتھ مؤذن کی نقل اتارنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان بچوں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اونچی آواز کس کی تھی۔ بچوں نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے محبت سے بلایا۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور اس سے خود اذان کہلوائی۔ جب اشهد ان محمد رسول الله پڑھا تو آواز آہستہ نکالی۔ حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ اونچی آواز سے کلمہ شہادت کہلوایا۔ (اسی لیے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے بعد جب مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر کیا گیا تو وہ اپنی اذان میں کلمہ شہادت اسی طرح تکرار سے کہا کرتے تھے جس طرح حضور اکرم ﷺ نے دو مرتبہ تکرار سے کہلوایا تھا) حضور اکرم ﷺ نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کی تھیلی بھی دی۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جو مخالفانہ جذبہ ان کے دل میں موجود تھا۔ وہ محبت میں بدل گیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کم سن بچہ کو اسی خصوصیت کی بناء پر حضور اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ کا مؤذن مقرر فرما دیا۔ اس واقعہ سے کفار کے لیے اذان دینے کا جواز تلاش کرنا یہ قادیانیوں کی عقل و دانش ہی کو زیبا ہے۔

تاریخ اسلام کا صرف یہ ایک واقعہ ہے جس سے ''اک حرف ناصحانہ'' کے مؤلف نے کافر سے اذان دینے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ قارئین کرام قادیانیوں کی بے بسی ملاحظہ فرمائیے۔

کہتے ہیں: ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' پر یہ تو تنکے کا سہارا بھی ثابت نہ ہوا۔ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تو اذان سیکھنے کے بعد اسی وقت مسلمان ہو گئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر لی۔ آپ بھی پہلے تو خود کو کافر

تسلیم کریں۔ پھر سچے دل سے توبہ کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجیں۔ اس کے کذاب' دجال' کافر اور مرتد ہونے کا اعلان کریں تو پھر بے شک اذانیں دیں' مسجدیں بنائیں۔ آپ ہمارے بھائی ہوں گے۔ اگر آپ مرزا قادیانی دجال' کذاب کو مسیح موعود اور سچا نبی سمجھتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں اسلامی اصطلاحات اور شعائر کے استعمال کرنے کی اجازت بھی ہو۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اسلامی اصطلاحات کا استعمال تو کجا اسلام تو آپ جیسے مرتدوں اور باغیوں کے وجود کو ہی اسلامی ملک میں برداشت نہیں کرتا اور دنیا میں کوئی حکومت بھی اپنے ملک میں باغی کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اسلامی مملکت میں بھی اسلام کے باغی (مرتد) کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

پیکر عفوو درگذر رحمت دوعالم آزادی ضمیر کے سب سے بڑے علمبردار پیغمبر محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا علیہ ﷺ کے پہلے خلیفہ جو رحماء بینھم کے بنیادی مصداق اور حلم و بردباری کے مجسم تھے۔ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے متبعین سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اکرم ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں جو عمل کیا تھا جب تک آپ لوگ توبہ نہ کریں اسی سلوک کے مستحق ہیں اور یہی علماء اسلام کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ سنت صدیقی جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا پہلا اجماع ہوا ہے اسی پر عمل کریں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین بھی مسلمانوں والی اذانیں دیتے تھے یہی کلمہ اور یہی قرآن پڑھتے تھے۔ تمہاری طرح مساجد میں نمازیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی چیز کی اجازت نہیں دی بلکہ حکم دیا کہ ان کو قتل کرو ان کے باغات کو اجاڑو۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دو۔ چنانچہ آپ جیسے بائیس ہزار کلمہ اور نمازیں پڑھنے والے مرتدین جو حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے تھے ان کو قتل کیا گیا اور اس معرکہ میں بارہ صد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جن میں بہت اونچی شان اور بڑے مرتبہ والے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی تھے اور سات صد کے قریب قرآن کریم کے حفاظ اور قاری شہید ہو گئے۔ اگر آپ لوگوں کو مسجدیں بنانے' اذانیں دینے' نمازیں پڑھنے پر اصرار

ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن مرزا قادیانی کی تکذیب اور قادیانیت سے سچی توبہ کرنے کے بعد۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ پاکستان میں رہتے ہوئے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قادیانی غیر مسلم ہیں آپ اپنے اپ کو غیر مسلم بھی تسلیم نہ کریں۔

دیکھیں ص ۲۹ (حرف ناصحانہ)

اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو جہنمی' کافر اور کنجریوں کی اولاد بھی ٹھہراتے رہیں اور صرف مرزا قادیانی کے متبعین ہی کو مسلمان سمجھیں...... پھر آپ کو اسلامی اصطلاحات اور شعائر کی اس ملک میں اجازت بھی مل جائے۔ آخر خود ہی سوچنے کہ مسلمان بھی مسجد بنائے اور بالکل اسی شکل وصورت میں ایک غیر مسلم بھی مسجد بنائے۔ مسلمان بھی اس مسجد میں اذان دے اور غیر مسلم بھی اپنی ''مسجد'' میں بالکل ویسے ہی اذان دے۔ مسلمان امام اپنی مسجد میں نماز پڑھائے اور وہ غیر مسلم بھی بالکل اسی طرح محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھائے تو حق اور باطل' کفر اور اسلام۔ اصل اور نقل میں کیا فرق رہے گا۔ اک اجنبی اور ناواقف دھوکے سے کیسے بچ سکے گا۔ اب فریقین کے نزدیک دونوں جماعتوں میں ایک مسلمان ہے ایک کافر ہے۔ نہ دونوں مسلمان ہیں نہ دونوں کافر۔ ایک اصلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز مسجد' نماز و اذان وغیرہ اصلی۔ ایک نقلی وجعلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز نقلی وجعلی ہوگی وہ دراصل غیر مسلم کافر ہونگے انہوں نے دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہوگا کسی ملک میں صدر مملکت تو کجا ایک جعلی تحصیلدار یا پٹواری' ایک جعلی تھانیدار یا سپاہی' فوج کا ایک جعلی کیپٹن یا صوبیدار بھی برداشت نہیں کیا جاتا۔ چہ جائیکہ ایک اسلامی حکومت میں ایک جھوٹا نبی اس کی امت اور ان کا تمام جھوٹ کا کاروبار قبول کرلیا جائے اور آزادی ضمیر کی بناء پر انہیں ملاوٹ اور جعل سازی کی کھلی چھٹی دے جائے!...... ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمایئے گا۔

''حرف ناصحانہ'' کے نامعلوم مولف پیش لفظ کے صفحہ ۲ پر رقم طراز ہیں۔

''جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور دیگر بزرگان کے خلاف ایسی زبان استعمال کی جارہی ہے کہ

اسے نقل کرنا بھی کسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں کرتا۔

الجواب:

مثل مشہور ہے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔''

کاش ''نامعلوم مؤلف'' نے علماء کی فحش کلامی کا کچھ نمونہ پیش کیا ہوتا تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کو ثر وتسنیم سے دھلی ہوئی مہذب وشستہ زبان کا اس سے موازنہ کیا جاتا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی تہذیب وشرافت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں جس سے قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ مرزا کے تیر ونشتر، سب وشتم اور فحش کلامی سے کوئی مسلمان حتیٰ کہ صدر مملکت بھی محفوظ نہیں۔ دوسروں کو تہذیب و شرافت کا درس دینے والے ذرا پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ ملاحظہ ہو۔

عام مسلمانوں کے متعلق

۱..... تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة و المودة وینتفع من معارفها و یقبلني و یصدق دعوتي الا ذریة البغایا الذین ختم الله علی قلوبهم فهم لا یقبلون."

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸،۵۴۷، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷)

میری کتاب کو ہر مسلمان محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہریں کر دیں ہیں وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

۲..... ان العدی صاروا خنازیر الفلا ونساء هم من دونهن الاکلب

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، روحانی خزائن: ۱۴/۵۳)

میرے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

عالم اسلام کے کروڑوں، اربوں مسلمان جن میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور عمائدین سلطنت بھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے صدر محترم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان محمد ضیاء الحق وضاحت کر چکے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں اور قادیانیوں کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور ان کے والد مرحوم تمام عمر قادیانیوں کے مخالف رہے اور ان کے خلاف جہاد کرتے رہے سب اس گالی کی زد میں ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے قادیانی بھی ایسے ہوں گے جن کے والدین مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے ہوں گے اور ان کے مخالف رہے ہوں گے تو وہ قادیانی مرزا جی کے بقول خنزیروں اور کتیوں کی اولاد ہیں۔

۳..... علماء اسلام کے متعلق:

اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالا پیا وہی عوام کالانعام کو پلایا۔ (انجام آتھم ص ۲۱، روحانی خزائن: ۲۱/۱۱)

۴..... مگر کیا کہ یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، روحانی خزائن: ۳۰۹/۱۱)

۵..... سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، روحانی خزائن: ۳۰۹/۱۱)

۶..... مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اہل حدیث کے متعلق:

ابوجہل، کفن فروش، کتا، غدار وغیرہ۔

۷......مولانا علی الحائری مجتہد شیعہ کے متعلق:

جاہل تر' حسین کی عبادت کرنے والا' دیو' کھوئی آنکھ والا' یک چشم' شیخ ضال

۸......مولانا سعد اللہ لدھیانوی نومسلم مرحوم حنفی کے متعلق:

ہندوزادہ' کمبخت' بد بخت' دین فروش' شیطانی فطرت' کمینہ' فاسق' شیطان' ملعون' بے وقوفوں کا نطفہ' خبیث' مفسد' مزور' منحوس' کنجری کا بیٹا۔

۹......پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرحوم کے متعلق:

خبیث طبع' کذاب' دروغ گو' مزور' خبیث بچھو کی طرح نیش زن' فرومایہ' کمینہ' گمراہی کے شیخ' دیو' بد بخت' میرے مقابل بیٹھ جاتے تا کہ دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت تو ایک ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔

۱۰......مولانا رشید احمد گنگوہی، دیوبندی کے متعلق:

اندھا شیطان' گمراہ دیو' بد بخت' شقی' ملعون۔

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہ چند گالیاں پیش قارئین ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتابیں...... انجام آتھم' اعجاز احمدی' نزول مسیح' ضیاء الحق' حقیقت الوحی وغیرہ۔

چیلنج......ایک ہزار روپیہ نقد انعام:

ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑا بدزبان اور گالی دینے والا اگر ان کے علم میں کوئی اور شخص ہو تو پیش کریں۔ ہم فریقین کے مسلمہ کسی جج کے سامنے مرزا کی بدزبانیاں اور گالیاں اس کی کتابوں سے پیش کریں گے اگر قادیانیوں کا پیش کردہ شخص بڑھ جائے تو ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ اسی وقت نقد انعام پیش کریں گے۔

''اک حرف ناصحانہ'' کے نامعلوم الاسم مؤلف نے مرزا قادیانی کے عقائد تحریر کرتے ہوئے صفحہ ۱۹ پر مرزا قادیانی کی درج ذیل رباعی نقل کی ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ راہ نما یہی ہے

الجواب:

مرزا قادیانی کی یہ رباعی اور دیگر تحریرات اس کے پہلے دور کی ہیں لیکن جب اس نے خود خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر اپنے مرتبہ اور شان کو محمد عربی ﷺ سے بھی اونچا اور افضل قرار دیا۔ اس پر بہت سے حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن خوف طوالت سے مرزا قادیانی کے ایک مرید جو ضلع گجرات گولیکی کا رہنے والا تھا۔ اس نے مرزا کی شان میں جو قصیدہ لکھ کر فریم کرکے پیش کیا تھا اور مرزا نے اسے داد دی اور اس قصیدہ کو اپنی زندگی میں اپنے روزنامہ اخبار ''بدر'' مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء یعنی اپنی وفات سے تقریباً دو سال قبل (کیونکہ مرزا صاحب کی وفات ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوتی ہے) شائع کرایا۔

اس قصیدہ سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں:

امام اپنا عزیزو اس زماں میں		غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم		مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق		شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں		ور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل	غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو	کہ سب کچھ لکھ دیا راز نہاں میں
خدا سے ہے تو' خدا تجھ سے ہے واللہ	تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

(العیاذ باللہ)

حرف آخر!

''اک حرف ناصحانہ'' کا مختصر جواب ہدیہ قارئین ہے۔

اب فیصلہ قارئین کرام پر ہے کہ دونوں کو پڑھ کر حق و باطل میں فیصلہ کریں۔ آخر میں قادیانی احباب کی خدمت میں ''ناصحانہ'' اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ اگر انہیں ملک پاکستان میں رہنا ہے تو مرزائیت۔ سے تائب ہو کر سچا مذہب اسلام قبول کر لیں یا پاکستانی آئین کے مطابق اپنی آئینی حیثیت تسلیم کریں اور غیر مسلم بن کر رہیں اور اگر انہیں یہ منظور نہیں تو پھر کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں ان پر کسی قسم کی پابندی نہ ہو تا کہ امت مسلمہ کو حکومت سے احتجاج کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے بصورت دیگر اور تمام مسلمانوں کا حکومت سے احتجاج اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان کے مطالبات منظور نہیں ہو جاتے۔

حکومت سے مطالبات

۱۔ قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات منظور کی جائیں۔

۲۔ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

۳۔ شناختی کارڈ' سرٹیفکیٹ اور تعلیمی سندات وغیرہ میں مذہب کا خانہ بڑھا کر قادیانیوں کو بطور غیر مسلم درج کیا جائے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سخت سزا مقرر کی جائے۔

۴۔ قادیانیوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے۔

۵۔ قادیانی امت کے عالمی ہیڈکوارٹر" ربوہ" کا نام تبدیل کیا جائے۔

۶۔ قادیانیوں کے تراجم و تفاسیر اور خلاف اسلام لٹریچر کو ضبط کیا جائے اور ان کی آئندہ اشاعت پر پابندی عائد کی جائے۔

۷۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۸۔ قادیانی اوقاف جن کی کروڑوں روپے کی آمدنی اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم اوقاف کی طرح ان کو بھی حکومت فوری طور پر اپنی تحویل میں لے۔ تا کہ ایک مدت سے روا رکھے گئے ترجیحی سلوک کا سد باب ہو سکے۔

نوٹ: الحمدللہ ان مطالبات میں سے کچھ منظور ہو چکے ہیں۔

الحاج جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر مملکت پاکستان کا:

زریں کارنامہ

آرڈیننس

۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان نے مندرجہ ذیل آرڈیننس نافذ کیا:

قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس:

ہرگاہ کہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور احمدیوں کے خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔

ہرگاہ کہ صدر پاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری کاروائی کے متقاضی ہیں

لہٰذا پانچ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کی تعطیل میں اوران تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلے میں انہیں حاصل ہیں صدر پاکستان حسب ذیل آرڈیننس وضع اور نافذ کرتے ہیں:

ا۔ مختصر عنوان اور آغاز:

الف۔ اس آرڈیننس کا نام ”قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور احمدیوں کا خلاف اسلام سرگرمیوں کا ارتکاب (ممانعت وسزا) آرڈیننس ۱۹۸۴ء“ ہوگا۔

ب۔ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے استرداد کا آرڈیننس:

اس آرڈیننس کی دفعات/عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے علی الرغم نافذ ہوں گے۔

حصہ دوم:۔

۳۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی ترمیم (قانون نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰)

مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰) میں نئی دفعات ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰) کے باب پندرہ میں دفعہ ۲۹۸ کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔

۲۹۸ ب۔ بعض مقدس ہستیوں اور متبرک مقامات کے لیے مخصوص القاب وآداب صفات وغیرہ کا غلط استعمال

ا۔ قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر تحریر یا واضح علامت کے ذریعے سے۔

الف۔ رسول پاک ﷺ، حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے سوا کسی اور شخص کو "امیر المومنین" "خلیفۃ المسلمین" "صحابی" "رضی اللہ عنہ"

ب۔ رسول پاک ﷺ حضرت محمد ﷺ کے افراد خاندان (اہل بیت) کے سوا، کسی اور کو اہل بیت یا۔

ج۔ اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے نام سے! پکارے گا' یا اس کا حوالہ دے گا' وہ تین سال تک کی قید کسی قسم اور جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا' جو شخص تقریر یا تحریر یا واضح علامت کے ذریعے سے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا شکل کو "اذان" سے موسوم کرے گا یا مسلمانوں کے طریقے کے مطابق اذان کہے گا' وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا' نیز جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

۲۹۸۔ج۔ قادیانی گروہ وغیرہ کا اپنے آپ کو مسلم کہلانے' اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے یا نشر و اشاعت کرنے والا شخص:

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص اپنے آپ کو بلاواسطہ یا بالواسطہ "مسلم" کہلاتا ہے' یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا ظاہر کرتا ہے' یا دوسروں کو تقریر' تحریر یا واضح علامت یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے عقیدے کی دعوت دیتا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے' وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا' نیز جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

نوٹ: رسالہ ہذا میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا تعلق موجودہ وقت سے نہیں ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ ماضی کا حصہ ہیں اس لیے اس ایڈیشن میں ہم ان کو حذف نہیں کر رہے۔........."انچارج شعبہ تصنیف و تالیف"

کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا

تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے (تریاق القلوب/۲۰)

قادیانی اسے اپنی

ماں

نہ بنا سکے:

مرزا قادیانی کی محمدی بیگم والی پیش گوئی جو جھوٹی نکلی

پیش لفظ

محترمہ محمدی بیگم کے متعلق مرزا کذاب کی معرکۃ الاراء پیش گوئی جو اپنی تمام تر تفاصیل کے ساتھ اس کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہو کر مرزا قادیانی کی ذلت و رسوائی میں مزید اضافہ کر چکی ہے۔ محمدی بیگم کی وفات پر راقم نے ایک مختصر رسالہ ''مرزائیوں کی ماں مرگئی'' کے عنوان سے اسی وقت شائع کر دیا تھا۔ اب طبع ثانی میں محمدی بیگم سے راقم کی تاریخی ملاقات اور اس کے بیٹوں اور داماد کے خطوط کی تفصیل بھی شائع کی جا رہی ہے۔

محمدی بیگم کے بیٹوں نے اپنی والدہ محترمہ کی زندگی میں میری پریشانی کے ازالہ کے لیے جو خط تحریر کیا تھا اس کے آخر میں نوٹ دیا تھا کہ ہماری اجازت کے بغیر اسے آپ شائع نہ کریں۔ اب محترمہ کی وفات کے بعد اتنی طویل مدت گزر جانے کے بعد ان خطوط کے شائع نہ کر دینے میں کوئی مانع نہیں ہے یہ خطوط تاریخ کا ایک حصہ ہیں جن کا شائع کرنا تاریخی ریکارڈ کے لیے ضروری ہے۔ اگر مرحومہ کے بیٹوں کا کوئی ایڈریس مجھے معلوم ہوتا تو میں اسی لمحہ ان سے اجازت بھی حاصل کر لیتا۔ لیکن اب میرے پاس کسی کا ایڈریس موجود نہیں ہے تاکہ راقم ان سے رابطہ کر سکے لہٰذا اب میں ان بھائیوں سے معذرت کرتے ہوئے یہ امانت تاریخ کے سپرد کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ انہیں بھی ان کی اشاعت پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

فقط

راقم۔ منظور احمد چنیوٹی

رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش گوئی

قبل از وقت زمانہ آئندہ کے متعلق کسی بات کا بتلا دینا پیش گوئی کہلاتا ہے۔ انبیاء رضی اللہ عنہ کے علاوہ اولیاء کرام اور نجومی بھی پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کی پیش گوئیاں کبھی سچی کبھی جھوٹی نکلتی رہتی ہیں۔ لیکن انبیاء رضی اللہ عنہ چونکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر پیش گوئی فرماتے ہیں۔ اسی لیے کسی نبی کی کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ جس کی ایک پیش گوئی بھی جھوٹی نکلے وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ چاہے اس کی ہزار پیش گوئیاں درست بھی ہوں۔ کیونکہ بقول مرزا جی:

''کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ ۲۵۴ و ملحقہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳، روحانی خزائن: ۱۵/ ۳۸۲)

مرزا جی چونکہ مدعی نبوت ہیں اس لیے انہوں نے اپنا صدق و کذب جانچنے کے لیے سب سے بڑا معیار اپنی پیش گوئیوں کو بتلایا ہے۔

دیکھو ''آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸''، روحانی خزائن: ۵/ ۲۸۸

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہوسکتا۔''

''مرزا صاحب کے اس پیش کردہ معیار کے مطابق ان کی ایک معرکہ الآراء پیش گوئی جو مسلمان قوم کے لیے کی گئی تھی۔ مختصراً ذیل میں پیش کرتے ہیں جو دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہو کر مرزا جی کی ذلت و رسوائی اور کاذب ہونے کا باعث بنی۔''

ایک عظیم الشان پیش گوئی

"محترمہ محمدی بیگم سے نکاح اور ان کے خاوند کی اڑھائی سال کے اندر وفات"

مرزا احمد بیگ (والد محترمہ محمدی بیگم) کی ہمشیرہ اپنی جائیداد اپنے بھتیجا محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرنا چاہتی تھی۔ اس ہبہ نامہ پر مرزا جی قادیانی کے دستخط ضروری تھے۔ چنانچہ محترمہ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ نے مرزا جی سے درخواست کی کہ آپ ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ مرزا جی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرلوں۔ چند دنوں کے بعد لکھا کہ ہبہ نامہ پر دستخط اس شرط پر کروں گا کہ آپ اپنی دختر کلاں محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ یہ نکاح تمہارے لئے موجب خیر و برکت ہوگا۔

(ملخص آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۸، روحانی خزائن: ۵/۸۸ تا ۲۸۵)

لڑکی کی رشوت کا غیر شریفانہ مطالبہ

محترمہ محمدی بیگم کی عمر اس وقت تقریباً چودہ برس کی تھی اور مرزا صاحب کی عمر پچاس کے لگ بھگ۔ یہ "لڑکی کی رشوت" ایک ایسا حیا سوز اور غیر شریفانہ مطالبہ تھا جسے کوئی بھی شریف اور باغیرت انسان ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

مرزا احمد بیگ جیسا باعزت اور غیور مسلمان بھلا کیسے برداشت کرسکتا تھا۔ اس نے صاف انکار کرتے ہوئے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

دو بے گناہوں کو طلاق اور بیٹے کو عاق

مرزا جی نے انہیں آمادہ کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب کا ہر حربہ استعمال کیا۔ حتیٰ کہ اپنی پہلی بیوی (پھجے دی ماں) اور اپنی بہو فضل احمد کی بیوی جو محمدی بیگم کی قریبی رشتہ دار تھیں ان سے کہا کہ آپ کوشش کریں اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ دی گئی تو جس دن کہیں اور نکاح ہوگا اسی روز تمہیں طلاق ہو جائے گی۔ دوسرے بیٹے سلطان احمد کو عاق کر دینے کی دھمکی دی۔ چنانچہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا

سلطان محمد صاحب سے جس دن ہوا اسی روز دو بے گناہوں کو طلاق ہوگئی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو عاق کردیا گیا۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۱)

اس غیور اور جرات مند انسان نے مرزا صاحب کی ان دھمکیوں کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دی اور اپنی لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور سے ۱۷/ اپریل ۱۸۹۲ء کو کردیا۔

مرزا صاحب منہ تکتے رہ گئے: حالانکہ اس زمینی نکاح سے قبل بقول مرزا صاحب ان کا نکاح محترمہ محمدی بیگم سے خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھا دیا تھا اور الہام ہوا کہ زوجنکھا کہ اے مرزا ہم نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے پڑھا دیا ہے۔ (فیصلہ آسمانی صفحہ ۴۰)

اس اعتبار سے محترمہ مرزائیوں کی آسمانی ماں ہوگئی کیونکہ نبی کی بیوی اس کی امت کی ماں ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ مرزا صاحب کے آسمانی اور خدائی نکاح پر زمینی نکاح غالب آگیا۔ مرزا سلطان محمد مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم (مرزائیوں کی ماں) کو لے کر اپنے گھر پٹی ضلع لاہور چلے گئے۔ اور مرزا صاحب منہ تکتے رہ گئے۔

الہامی دھمکیاں

اب مرزا صاحب سخت بدحواس ہوئے اور تابڑ توڑ الہامات شروع کرنے لگے الہامی دھمکیاں دینے لگے اور کہا کہ اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا۔ یہ بیوہ ہوکر تمام رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود اپنے باپ کی زندگی ہی میں میرے نکاح میں آجائے گی اور اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کو دور کردے گا بلکہ حضور ﷺ کی پیش گوئی یتزوج و یولد لہ (کہ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کی اس سے اولاد بھی ہوگی) کے مطابق مجھے اس سے اولاد بھی ہوگی۔

چھ دعوے جو جھوٹے نکلے:

مرزا نے اپنی اس پیش گوئی میں بڑی صراحت سے چھ دعوے کیے جو الحمدللہ سارے کے سارے جھوٹے نکلے۔

"مگر میری پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

اول: نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوم: نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم: پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی مرجانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم: اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصے تک مرجانا۔

پنجم: اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم: پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۵، روحانی خزائن: ۵/۳۲۵)

اب کیا ہوا؟ ہوا یہ کہ نہ تو احمد بیگ والد محترمہ محمدی بیگم نکاح کے دن تک زندہ رہے بلکہ پیش گوئی کے چھ ماہ بعد ہی فوت ہوگئے اور نہ ہی مرزا سلطان محمد صاحب اڑھائی سال کی مدت میں فوت ہوئے۔ نہ محمدی بیگم صاحب بیوہ ہوئیں۔ نہ مرزا جی کا گھر آباد ہوا۔ مرزا جی دل کی حسرتیں دل ہی میں لیے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل جو مرزا جی کے نزدیک منحوس دن تھا بمرض ہیضہ دنیا سے چل بسے اور تمام دعاوی از نمبر ۱ تا ۶ جھوٹے نکلے۔

اے بسا آرزو ہا کہ خاک شدہ

کذب مرزا کے دو عظیم نشان!

مرزا سلطان محمد صاحب

مرزا سلطان محمد صاحب خاوند محترمہ محمدی بیگم جنہیں اڑھائی سال تک مرنا تھا مرزا صاحب کے کذب کا یہ خدائی نشان قادیانیوں کی عبرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس پیش گوئی کے تقریباً ساٹھ سال بعد تک زندہ رہا اور پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۹ء میں مذہب اہل سنت والجماعت پر وفات پائی۔ الحمد اللہ علی ذالک.

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ

مرزا صاحب کے کذب کا دوسرا عظیم نشان اور قادیانیوں کے لیے تازیانہ عبرت محترمہ محمدی بیگم' غیور باپ مرزا احمد بیگ کی غیور اور بہادر بیٹی' استقامت کا پہاڑ جسے مرزا صاحب قادیانی کی نہ تو پر فریب الہامی دھمکیاں ہی مرعوب کر سکیں اور نہ ہی اس کی طرف سے دنیاوی لالچ اور طمع اس کے پائے استقامت میں جنبش پیدا کر سکے۔ پیش گوئی سے تقریباً ۷۷ سال بعد تک زندہ سلامت رہی اور ہر طرح کی خوشی' راحت اور عیش اللہ تعالیٰ نے اسے نصیب کیا۔ پانچ بیٹے' دو بیٹیاں اور ان کی کثیر اولاد چھوڑ کر اب ۱۹/نومبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ لاہور میں انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. کروڑوں رحمتیں ہوں اللہ تعالیٰ کی اس نیک اور غیور مومنہ پر جو اپنے سچے مذہب اہل سنت والجماعت پر آخر دم تک قائم رہی۔ ہم مرحومہ کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں محترمہ کے اس حسن خاتمہ پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب اپنے فتوے کی روشنی میں ہر ایک بد سے بدتر:

مرزائی دوست! ذرا خدا کا خوف کر کے از راہ انصاف خود ہی غور کر کے فیصلہ فرمائیں۔ کیا یہ ساری پیش گوئی یا اس کا کوئی جزو بھی پورا ہوا۔ اگر یہ پوری نہیں ہوئی اور یقیناً پوری نہیں ہوئی جیسا کہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔

تو ہم تمہیں مرزا صاحب کا فتویٰ اور فیصلہ سناتے ہیں اسے پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور پھر اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے آج ہی اس کے جھوٹے ہونے کا اعلان کر کے مذہب حقہ' اہل سنت و الجماعت قبول کر لیں۔

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی (یعنی مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات) تقدیر مبرم (قطعی) ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔'' (انجام آتھم برحاشیہ صفحہ ۳۱، روحانی خزائن: ۱۲۰۔۳۱)

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر	کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

''یادرکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی سلطان محمد خاوند محمدی بیگم کی وفات اور ان کی وفات کے بعد محمدی بیگم کا مرزا جی سے نکاح اور اس سے اولاد کا ہونا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴، روحانی خزائن: ۳۳۸/۱۱)

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

قادیانیوں کی آخری کوشش وہ بھی ناکام ہوگئی

مرزا قادیانی تو پیش گوئی پوری ہونے سے قبل ہی دنیا سے محمدی بیگم کی بجائے حسرت و یاس کو دامن میں سمیٹے ہوئے ذلت ورسوائی کا داغ پیشانی پر سجائے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگیا اور بقول اپنے ''اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی'' اپنے
جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ اب قادیانیوں کی نجات تو اس خدائی فیصلے کو قبول کرنے میں تھی۔ لیکن بجائے اس کہ وہ اس خدائی فیصلہ کو قبول کرتے وہاں سے ہی جھوٹ کو سچ بنانے کی تدبیریں کرنے لگے۔ پہلے تو کئی ایک تاویلوں کا سہارا لینے کی کوشش کی لیکن جب کوئی تاویل بھی کارگر نہ ہوئی اور مرزا کے چھ دعوے سراسر جھوٹے ثابت ہو گئے تو آخری کوشش یہ کی کہ محمدی بیگم کی وفات کے بعد اس کی قبر ربوہ کے قبرستان میں بنائی جائے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ آخر عمر میں مرزا قادیانی پر ایمان لا چکی تھی اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر قادیانیوں کے قبرستان ربوہ کے قبرستان میں بنائی جائے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ آخر عمر میں مرزا قادیانی پر ایمان لا چکی تھی اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر قادیانیوں کے قبرستان ربوہ میں بنائی گئی ہے۔ اگرچہ وہ مرزا کی زندگی میں تو اس کے گھر آکر آباد نہ ہوئی اور نہ ہی حدیث کے مطابق مرزا کی اس کے بطن سے کوئی اولاد ہوئی' اور نہ وہ مرزا کے مرنے کے بعد

قادیانی یا ربوہ میں آ کر اپنی زندگی میں آباد ہوئی۔ جس کو کھینچ تان کر مرزا کی صداقت کی دلیل بنایا جاتا۔ آخر اس بیچاری کے مرنے کے بعد اس کی میت کو ربوہ لانے کی تدبیر کی گئی لیکن وائے حسرت کہ وہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور وہ قادیانیوں کی تمام تر کوشش کے باوجود مر کر بھی ربوہ نہ آئی اور لاہور کے مشہور قبرستان میانی میں دفن ہو کر قادیانیوں کے چہروں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلت و رسوائی کا سیاہ داغ سجا گئی اللہ تعالیٰ کی اس نیک اور صاحب استقامت بندی پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمادیں اور اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمادیں۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے:

محمدی بیگم کی زیارت

تاریخ ساز شخصیت

جون ۱۹۶۵ء میں مجھے خیال ہوا کہ محترمہ محمدی بیگم جو ابھی تک بقید حیات ہیں ان کی زیارت اور ملاقات کی جائے۔ کیونکہ وہ اسلام کی صداقت اور مرزا قادیانی کے کذب کا ایک زندہ خدائی نشان ہے۔ چنانچہ ادھر ادھر سے پتہ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بورے والا کے قریب ''چک شہزادیاں والہ'' میں مقیم ہے۔ علاقہ بوریوالہ کے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی حال خطیب جامع مسجد غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ جو اس وقت میرے پاس زیر تعلیم تھے ان کو ہمراہ لے کر راقم بورے والا مولانا عبدالرحیم صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے ہاں پہنچ گیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چک شہزادیاں والا تو معلوم ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہاں پر محمدی بیگم جیسی تاریخ ساز شخصیت بھی مقیم ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اس چک کا کوئی طالب علم موجود ہو تو اسے بلائیں اس سے دریافت کرتے ہیں چنانچہ اس چک کا عبدالغفار نامی ایک طالب علم جو درجہ حفظ میں زیر تعلیم تھا اسے بلایا اس سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ ہاں محمدی بیگم نامی ایک بوڑھی عورت ہمارے گاؤں میں رہتی ہے۔ چنانچہ اس طالب علم کو ہمراہ لے کر ہم ان کے گاؤں میں چلے گئے۔ لڑکا بہت سمجھدار اور چالاک تھا اس نے خوب ہماری خدمت تواضع کی لیکن

کہا کہ محمدی بیگم کی ملاقات کروانا میرے بس کی بات نہیں ہے' اس کا بیٹا جس کے پاس وہ رہ رہی ہے وہ ریٹائرڈ تھانیدار ہے اور بہت سخت مزاج آدمی ہے۔ میری ہمت تو نہیں ہے کہ اس کے پاس آپ کو لے جاؤں البتہ میرے والد صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں وہ آجائیں تو شاید آپ کی ملاقات کرا سکیں۔ چنانچہ ہم ان کے گھر اس کے والد صاحب کی انتظار میں بیٹھے رہے بہت دیر کے بعد اس کے والد صاحب آئے ان سے اپنا مدعیٰ بیان کیا۔ وہ کہنے لگے کہ کام تو بہت مشکل ہے۔

مجھے تقریباً بیس سال اس گاؤں میں رہتے ہو گئے ہیں اور میں یہاں کا امام بھی ہوں۔ لیکن میں آج تک محمدی بیگم کی زیارت نہیں کر سکا۔ ان کا پردہ بھی بہت سخت ہے اور ان کا بیٹا جس کے پاس وہ رہ رہی ہے وہ بھی بڑا سخت مزاج ہے۔ لیکن آپ اس خاص مقصد کی خاطر اتنا طویل سفر طے کر کے تشریف لائے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں لیکن معاملہ مشکل ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے چلیں تو سہی۔ اللہ تعالیٰ کوئی سبیل نکال دیں گے۔ بہر حال وہ امام تھا' ہمت کر کے ہمارے ساتھ چل پڑے گھر کے ساتھ ان کا ایک بہت بڑا کھلا ڈیرہ تھا وہاں پہنچے تو محمدی بیگم کے بیٹے مرزا اسحاق کے متعلق دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ باہر اپنی زمین پر گئے ہوئے ہیں۔ محمدی بیگم مرحومہ کے خاوند مرزا سلطان محمد صاحب ریٹائر فوجی تھے انہیں وہاں پر ساڑھے چار مربع زمین الاٹ ہوئی تھی اس کی کاشت اور نگرانی مرزا اسحاق ہی کرتے تھے۔ مرزا اسحاق محمدی بیگم کا بڑا لڑکا تھا اور بدقسمتی سے وہ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ ایک عورت کے لالچ میں مرزائی ہو گیا تھا۔ باقی تمام اولاد الحمدللہ اہل سنت والجماعت مسلمان ہیں۔ چک کے مردوں' عورتوں سے پتہ چلا کہ محمدی بیگم صاحب اس بیٹے کے قادیانی ہونے کی وجہ سے بڑی نفرت کرتی تھیں اور جب تک وہ خود چلتی پھرتی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں کام دیتے تھے وہ ان کے ہاتھ کا کھانا بھی نہیں کھاتی تھی اب وہ بیچاری معذور ہو گئی تھی اور مردہ بدست زندہ کی مثال بنی ہوئی تھی۔ مرزا اسحاق کے جو عزیز وہاں پر موجود تھے میں ان سے ابتدائی تعارف کر رہا تھا کہ یہ کتنے بھائی ہیں کیا کیا نام ہیں اور کیا کام کرتے ہیں کہ اتنے میں مرزا اسحاق ایک لمبا تڑنگا موٹا تازہ انسان ہاتھ میں ایک "ڈانگ" بڑی لاٹھی سر پر ایک برتن رکھے داخل ہوئے۔

ابتدائی علیک سلیک ہوئی وہ جہیز الصوت یعنی بڑی بھاری آواز والا تھا اس نے بڑے دبدبہ سے دریافت کیا۔ مولوی کیسے آئے ہو؟ اب میرے لئے یہ بڑا مشکل تھا کہ میں اپنا اصل مدعیٰ ظاہر کرتا اور یہ کہتا کہ میں آپ کی والدہ محترمہ کی ملاقات کی غرض سے آیا ہوں۔ میں نے کچھ بات کو گول مول کیا اور کہا میں آپ کے بھائی آصف سلطان صاحب سے ملنا چاہتا ہوں اور ان کا صحیح ایڈریس معلوم کرنا ہے۔ مرزا اسحاق بولا کہ آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ اگر تو کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں تو میں اس سے بہتر تمہاری گائیڈ کر سکتا ہوں۔ جب اس نے یہ کہا تو میں نے کہا کہ بات تو دراصل یہی ہے کہ میں کچھ معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ہی آیا ہوں۔ تو وہ بغیر کسی پس وپیش کے جھٹ سے بولا کہ میں ۱۹۳۰ء میں ''احمدی'' ہوا تھا میرے والد صاحب بھی غیر احمدی تھے اور میری والدہ صاحبہ بھی غیر احمدی ہیں۔ میں نے بڑے تعجب سے سوال کیا کہ آپ احمدی کیسے ہوگئے؟ آپ کے گھر میں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا بڑا واضح زندہ ثبوت موجود ہے اور وہ آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے جو آپ کی والدہ محترمہ کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی آسمان پر اس سے میرا نکاح خود خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ مجھے اس سے اولاد بھی ہوگی۔ اگر میری یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی یعنی محمدی بیگم بیوہ ہو کر میرے گھر نہ آئی اور حدیث شریف کے مطابق میری اس سے اولاد نہ ہوگی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوا تو میری یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ کیا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی؟ کیا اس پیش گوئی کے جھوٹا ہونے سے وہ جھوٹا اور ہر ایک بد سے بدتر ثابت نہیں ہوا؟ مرزا اسحاق اس واضح ثبوت کا تو کوئی جواب نہ دے سکا۔ البتہ کہنے لگا کہ ایک چھیری لگانے والا آتا ہے اس کے پاس چند چیزیں ہوتی ہیں وہ آواز لگاتا ہے جس کو جو چیز پسند آئے وہ لے لیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی آواز لگائی کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں میں مہدی ہوں مجھے اس کی یہ بات پسند آئی میں نے اسے قبول کر لیا۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب مجھے بڑا افسوس ہے ساری دنیا اسے قبول کر لیتی ہے آپ کو تو اس جھوٹے کو قبول نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ کے گھر میں آپ کی والدہ محترمہ مرزا قادیانی کے جھوٹی ہونے کا ایک زندہ شاہکار موجود ہے۔ کہنے لگا اچھا آپ آج آئے ہیں تو

مجھے مسلمان کر کے جائیں۔ میں نے کہا کہ ہدایت تو میرے رب کے قبضہ قدرت میں ہے۔ البتہ میں مرزا کو اس کے اپنے اقوال اور تحریروں کی روشنی میں ایسا جھوٹا ثابت کر دوں گا جیسے سورج نصف النہار پر چمک رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ تقریباً دو گھنٹہ اس سے گفتگو رہی۔ جب وہ ہر طرف سے لاجواب اور لاچار ہو گیا تو کہنے لگا اچھا مولوی صاحب آپ اسے عالم بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو اسے عالم بھی نہیں مانتا۔ مرزا اسحاق کہنے لگا یہ تو آپ کی بڑی زیادتی ہے۔ مرزا جی کو تو عالم اس کے مخالف اور دشمن بھی مانتے ہیں میں نے کہا کہ میں نہیں مانتا۔ اب راقم نے اسے ایک چکر دیا اور اس سے سوال کیا کہ آپ عالم ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی تعلیم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بی۔ اے۔ میں نے کہا کہ اچھا میں آپ کا امتحان لیتا ہوں۔ اس نے کہا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ کو اسلامی مہینوں کے نام آتے ہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں میں نے کہا کہ پھر سنائیں اس نے فرفر تمام اسلامی مہینوں کے نام سنا دیے۔ محرم، صفر، ربیع الاول، آخر ذوالحجہ تک۔ میں نے مرزا اسحاق سے کہا کہ صفر کا مہینہ کونسا ہے اس نے کہا کہ دوسرا (اور واقعی دوسرا ہے) میں نے کہا کہ نہیں صفر کا مہینہ چوتھا ہے۔ وہ کہتا نہیں دوسرا۔ میں کہتا کہ نہیں چوتھا۔ اس نے کہا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے یہ تو چھوٹا بچہ بھی جانتا ہے کہ اسلامی مہینوں میں محرم پہلا مہینہ اور صفر دوسرا مہینہ ہے۔ میں نے جب اسے خوب تنگ اور پریشان کیا کہ ہمارے ہاں ایک بہت بڑے عالم رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صفر کا مہینہ چوتھا مہینہ ہوتا ہے۔ اس لیے ہم تو صفر کو چوتھا مہینہ ہی کہتے ہیں۔ اس کے منہ سے جلدی میں نکل گیا کہ کیا وہ بھی کوئی عالم ہے جو صفر کو چوتھا مہینہ کہتا ہے۔ وہ تو جاہل الو کا پٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ بہت بڑے بڑے پڑھے لکھے اس کو عالم مانتے ہیں وہ کہنے لگا وہ بھی الو کے پٹھے ہیں جو ایسے جاہل کو عالم مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پکی بات ہے۔ مرزا اسحاق نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے۔ جب میں نے مرزا کو اس سے یہ کہلوالیا تو پھر میں نے بتایا کہ یہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ اب بتاؤ وہ عالم ہوا یا جاہل الو کا پٹھا؟ تو وہ بڑے تعجب سے کہنے لگا کہ کیا یہ حضرت صاحب نے لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کیا اب وہی وہ عالم ہیں یا جاہل الو کے پٹھے۔ اس نے کہا کہ کہاں لکھا ہے میں نے کہا کہ اس نے اپنی کتاب ''تریاق القلوب کے صفحہ نمبر ۱۸۰ اسی پر لکھا ہے) مجھ سے غلطی ہوئی

مجھے صفحہ نہیں بتانا چاہیے تھا۔ اس نے لڑکے سے کہا کہ جاؤ اندر الماری سے کتاب نکال کر لاؤ۔ لڑکا پڑھا لکھا تھا۔ اس نے اندر جا کر کتاب نکالی اور صفحہ ۸۰ نکال کر عبارت دیکھ لی۔ آ کر کہنے لگا کہ کتاب نہیں ملی میں نے کہا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو صفحہ نکال کر دیکھ آیا ہے۔ اگر میں صفحہ نہ بتاتا تو کتاب لاتا اور میں خود نکال کر دکھا دیتا۔ اس کے والد مرزا اسحاق نے کہا کہ میں جا کر کتاب دیکھتا ہوں میں نے کہا کہ اب یہ کتاب آپ کو بھی نہیں ملے گی۔ قارئین کرام کے لیے یہ دلچسپ حوالہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہدی میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔ (تریاق القلوب صفحہ ۸۰)

یہ ماں کے پیٹ میں بات کرنے کی بھی خوب کہی یہ بھی مرزا قادیانی کے جھوٹوں میں ایک جھوٹ ہے۔ آج تک ماں کے پیٹ میں کسی نے باتیں نہیں کیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں آ کر باتیں کیں اور جو باتیں عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت ماں کی گود میں کیں تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کر دی ہیں۔ اگر مرزا کے بیٹے نے بھی ماں کے پیٹ میں باتیں کی تھیں وہ تو بہت ہی اہم باتیں ہوں گی کہ جو باہر آنے سے قبل ہی وہ بتا رہا ہے۔ مرزائی امت سے میرا سوال ہے کہ وہ باتیں بتائیں کیا تھیں؟ ورنہ تو تسلیم کریں کہ مرزا جی نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے اور یہ محض اس لیے تا کہ اس سے اپنے بیٹے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت ثابت کرے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تو ماں کی گود میں باتیں کی تھیں۔ میرے بیٹے نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کی ہیں۔ حالانکہ آج تک کسی بیٹے نے ماں کے پیٹ میں باتیں نہیں کیں اور اگر وہ کچھ "چوں چاں" کرتا بھی ہو تو اسے کوئی سن نہیں سکتا۔

انڈونیشیا کی زہرہ خونا:

ہاں یحییٰ خان صدر پاکستان کے زمانہ میں انڈونیشیا کی ایک فراڈن مکار عورت آئی جو یہ دعویٰ کرتی تھی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ باتیں کرتا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ صدر پاکستان سے

ملاقات کرے۔ جب وہ پاکستان آئی تو پاکستان کے ڈاکٹر اور ماہرین کے پیچھے پڑ گئے کہ ہم تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بچہ باتیں کرتا ہے؟ جب تحقیق و تفتیش کی گئی تو پاکستان کے ماہرین نے تلاش کر لیا کہ اس مکار عورت نے کسی طرح سے ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر چھپایا ہوا تھا اس میں باتیں بھی ہوئی تھیں جو وہ سناتی تھی۔ اس طرح پاکستانی ماہرین نے اس کا بھانڈہ بیچ چوراہے میں چور کر دیا اور وہ شرمندہ اور ذلیل و خوار ہو کر واپس اپنے وطن چلی گئی۔

خیر اس میں مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے مبارک احمدی کے چوتھے نمبر پر ہونے کے چار کے عدد کی نسبتیں قائم کیں کہ وہ چونکہ چوتھا بیٹا تھا اس لیے اس کے حق میں چار پیش گوئیاں ہوئیں اور اسلامی مہینوں میں چوتھے مہینہ یعنی ماہ صفر میں پیدا ہوا ہفتے کے دنوں میں بھی چوتھا تھا۔ چہار شنبہ یعنی بدھ حالانکہ چہار شنبہ یعنی بدھ بھی ہفتے کے دنوں میں پانچواں دن ہوتا ہے کیونکہ ایک شنبہ خالی ہوتا ہے' شنبہ (۱)' یک شنبہ (۲)' دوشنبہ (۳)' سہ شنبہ (۴) اور چہار شنبہ (۵)' پانچواں دن ہے۔ راقم بتایا کرتا ہے کہ شاید مرزا قادیانی کے بیٹے نے جو دو مرتبہ باتیں کی تھیں وہ یہ باتیں ہوں کہ پہلے تو صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں دوسرا ہوتا تھا اب میرے آنے سے وہ چوتھا ہو گیا اور اسی طرح چہار شنبہ ہفتے کے دنوں میں ہے۔ پانچواں دن ہوتا تھا اب یہ بھی چوتھا ہو گیا ہے فیا للعجب جھوٹ بھی اگر کوئی بولے تو کسی تک کا ہونا چاہیے جس پر کوئی یقین کر لے۔ یہ ایسا خلاف حقیقت جھوٹ ہے کہ جس کا دنیا میں کوئی بھی عقل مند قائل نہیں ہوگا۔

جب مرزا اسحاق اس بات پر لاجواب ہو گئے اور وہ مرزا قادیانی کو اپنی زبان سے جاہل اور الو کا پٹھا کہہ چکے تو راقم نے بات کا رخ بدلا اور کہا کہ مرزا جی اب اس بات کو چھوڑیے ہدایت تو اگر آپ کے نصیب میں ہے تو وہ میرا رب دے گا آپ نے سر تسلیم کر لیا کہ مرزا جاہل اور الو کا پٹھا ہے۔ اب بتائیں کہ اماں جی کا کیا حال ہے۔ وہ کہنے لگا کہ وہ اب بہت بوڑھی ہو چکی ہیں نظر بھی بہت کمزور ہے عینک لگائی ہوئی ہے اور کانوں سے بھی اونچا سنتی ہیں۔ اب چند روز ہوئے گر پڑی تھیں اور منہ پر چوٹ آ گئی تھی۔ اب اتنی لمبی چوڑی باتوں کے بعد جب خوب بے تکلفی پیدا ہو گئی۔ تو مجھے آخر اپنا مدعی پیش کرنا تھا۔ میں نے کہا کہ مرزا جی آپ کی والدہ محترمہ آپ کی بھی بزرگ ہیں۔ اور ہماری بھی بزرگ ہیں میری

خواہش ہے کہ اماں جی کی زیارت ہو جائے۔ میرا یہ مدعیٰ یہ سنتے ہی اس نے بڑی سختی سے رد کر دیا اور کہا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ میں نے آج تک کسی احمدی کو بھی ملنے نہیں دیا' یہ نہیں ہو سکتا۔ اور آخر ملاقات میں فائدہ بھی کیا ہے نہ وہ کچھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کوئی بات سن سکتی ہے آپ نے جو کچھ پوچھنا ہے وہ مجھ سے پوچھیں۔ میں نے کہا پوچھنا کچھ نہیں صرف زیارت کرنی تھی اس نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس سختی سے رد کرنے کے بعد ہم بالکل مایوس ہو گئے۔ خیر میں نے مایوس ہو کر اس بات کو چھوڑ دیا اور دو چار ادھر ادھر کی باتیں کر کے مرزا جی سے اجازت چاہی مرزا اسحاق نے کہا کہ آپ کو جانے کی ہرگز اجازت نہیں مجھے آپ کی طبیعت بہت پسند آئی ہے۔ آج رات آپ ہمارے پاس رہیں آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ میں نے کہا کہ مجھے بھی آپ کی طبیعت اور مزاج بہت پسند آیا ہے۔ مولوی صاحب نے تو مجھے بہت ڈرایا تھا کہ آپ بہت سخت مزاج ہیں لیکن اب مجھے جلدی ہے میں جاؤں گا۔ پھر اگر دوبارہ آنا ہوا تو آپ کے ہاں ہی مہمان ٹھہروں گا۔ وہ اصرار کرتے رہے اور میں انکار کرتا رہا۔ آخر وہ مجھے رخصت کرنے کے لیے دروازہ سے باہر آئے اور آخری الوداعی مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے دل میں سوچا کہ مدح وثناء کا آخری تیر آزمایا جائے شاید کہ وہ نشانہ پر بیٹھ جائے۔ الحمدللہ کہ تیر نشانہ پر بیٹھا اور ہمیں اپنا گوہر مقصود جس کی خاطر موسم گرما میں طویل سفر اختیار کیا حاصل ہو گیا۔ میں نے الوداعی مصافحہ کرتے وقت مرزا اسحاق کی خوب تعریف کی کہ مولوی صاحب امام مسجد نے تو ہمیں بڑا ڈرایا تھا کہ مرزا جی بڑے سخت مزاج ہیں۔ لیکن مجھے تو آپ کا بے تکلف اور شگفتہ مزاج بہت پسند آیا ہے اور میں آپ کے اخلاق کریمانہ سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ بہت اچھی طرح تعریف کرنے کے بعد میں نے کہا ایک حسرت دل میں لیے جا رہا ہوں' کسی کی زندگی کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے لیکن والدہ صاحبہ تو اب چراغ سحری کی مانند ہیں۔ محترمہ آپ کی بھی بزرگ ہیں اور ہماری بھی بزرگ ہیں ان کی زیارت سے محرومی کا بڑا افسوس ہے خدا جانے پھر کب آنا ہو۔ بس یہ ایک حسرت لیے جا رہا ہوں۔ مرزا اسحاق جی اپنی تعریف سن کر بڑی ترنگ میں آئے اور کہنے لگے کوئی بات نہیں آپ کی بھی بزرگ میرے بزرگ ہیں آپ کو زیارت کرا دیتا ہوں۔ میں اندر جا کر بچیوں کو پردہ کراتا ہوں۔ آپ زیارت کر لیں۔ تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ وہ

اندر گیا ہم باہر خوشی کے نعرے لگانے لگے اور اتنی خوشی ہوئے جیسے ہفت اقلیم کی شاہی مل گئی ہو۔ وہ لمحہ جب بھی یاد آتا ہے تو خوشی سے دل جھوم جاتا ہے۔ ہماری محنت ٹھکانے لگی اور جس مقصد کے لیے یہ طویل سفر موسم گرما میں کیا وہ بر آیا۔ اور سخت مایوسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ مرزا صاحب پردہ کرا کر باہر آئے۔ ہمیں اندر بلایا۔ ایک بہت بڑے پلنگ پر محمدی بیگم تشریف فرما تھیں سامنے موڑھے پڑے تھے۔ ہم چاروں ان پر بیٹھ گئے۔ امام مسجد ان کا لڑکا' مولانا محمد عبداللہ (اسرائیل) لدھیانوی اور راقم۔ محترمہ اس وقت نوے پچانوے کے پیٹے میں تھیں منہ پر جھریاں پڑی تھیں' چہرے کی ایک سائیڈ پر چوٹ کا نشان بھی نمایاں تھا۔ موٹے شیشوں کی عینک چہرہ پر سجائی ہوئی۔ اگرچہ محترمہ بڑھاپے کی آخری سرحدیں عبور کر رہی تھیں لیکن اس کے باوجود جیسے کہتے ہیں کہ "کھنڈرات بتاتے ہیں کہ عمارت عظیم تھی" معلوم ہوتا تھا کہ محترمہ اپنے زمانہ جوانی میں حسن و جمال کا کوئی عظیم پیکر تھی۔ جب ہم محترمہ کے سامنے بیٹھ گئے تو مرزا اسحاق نے محترمہ کے کان کے قریب بلند آواز سے انہیں بتایا کہ بے بے ایہہ غیر احمدی مولوی تہاڈی زیارت لئی آئے نے۔ یعنی یہ غیر احمدی مولوی آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ محترمہ نے سن کے بڑی خوشی اور مسرت سے سوال کیا کہ "غیر احمدی" نے اس نے کہا کہ آہو غیر احمدی نیں تو محترمہ نے بڑی خوشی سے کہا۔ اچھا اچھا۔ اب میرے دل میں چند سوالات تھے لیکن میں بوجوہ وہ سوالات نہ کر سکا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ہم نے کہا اماں صاحبہ سے کہیں کہ وہ ہمارے لیے دعا کریں۔ اس نے پھر منہ کان کے قریب کر کے زور سے کہا کہ بے بے ایہہ کہندے نیں کہ دعا کرو۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ آپ دعا کریں۔ محترمہ نے ہمارے سروں پر ہاتھ پھیرنے کے لیے اوپر اٹھائے ہم نے سر قریب کیے اور محترمہ نے ہر ایک کے سر پر ہاتھ پھیرے اور دعائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ہم نے مزید تھوڑی دیر بیٹھ کر رخصت چاہی۔ بیٹے نے پھر تیسری مرتبہ منہ کان کے قریب کر کے زور سے کہا کہ "بے بے! اب یہ اجازت چاہتے ہیں۔" تھوڑا سا توقف کرنے کے بعد محترمہ نے کہا کہ اچھا اجازت ہے۔ ہم اجازت لے کر رخصت ہوئے اور مرزا اسحاق سے وعدہ کیا کہ اب آئندہ ہم جب

بھی آئے تو آپ کے مہمان ہوں گے۔ مرزا اسحاق کے تعارف کے وقت یہ تصریح کہ یہ غیر احمدی مولوی ہیں اور پھر اس پر محترمہ کا خوشی کا اظہار اس بات کی واضح دلیل تھی کہ وہ احمدیوں (مرزائیوں) کو پسند نہیں کرتی بلکہ نفرت کرتی تھی۔ میں نے مرزا صاحب کو اپنا اور اپنے شہر کا تعارف نہیں کرایا تھا انہوں نے شروع میں صرف یہ دریافت کیا تھا کہ آپ کہاں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ لائیلپور (فیصل آباد) سے اور اس وقت ہم لائیلپور سے ہی گئے غالباً جون کا مہینہ تھا کہ فاضل عربی کے امتحانات کا سینٹر اس وقت لائیلپور میں ہوتا تھا۔ راقم طلباء کو امتحان دلانے کی غرض سے ان کے ہمراہ فیصل آباد گیا ہوا تھا۔ جب ہم اس کامیاب ملاقات کے بعد واپس چنیوٹ آئے تو پھر میں نے مرزا اسحاق کو ایک شکریہ کا خط تحریر کیا اور خط کے ہمراہ اپنا بعض لٹریچر اور محمدی پاکٹ بک بھی ارسال کی۔ خط میں راقم نے ایک استفسار بھی کیا تا کہ وہ اس خط کا جواب دے جو کہ میرے پاس بطور سند محفوظ رہے گا۔ لیکن وہ سمجھ گیا اور اس نے کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ خط میں میں نے یہ استفسار کیا تھا کہ اپنی والدہ صاحبہ کا ایک الہام ذکر کیا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا وہ الہام کیسے تھا؟

دوران گفتگو مرزا اسحاق نے کہا میرے والدہ صاحبہ ولی ہیں ان کو بعض الہامات بھی ہوتے ہیں جو درست ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک الہام سنایا کہ ایک دن والدہ صاحبہ صبح بیدار ہوئیں تو کہنے لگیں کہ ''کیدوں اجڑ گئی'' میں نے بے بے کیہڑی ''کیدوں'' کہا کہ وہی جو ہمارے گاؤں پٹی کے قریب تھی۔ دوپہر کو اخبار آیا تو اس کی بڑی سرخی تھی۔ سردار پرتاب سنگھ کیدوں وزیر اعلیٰ مشرقی پنجاب قتل ہو گیا۔ گویا یہ ایسے الہام ہوا تھا جو سچا ثابت ہوا۔

دوبارہ ملاقات کی خواہش:

ایک سال گذرنے کے بعد مجھے پھر خیال آیا کہ اب محترمہ کی دوبارہ زیارت کرنی چاہیے۔ میں نے مولانا عبدالرحیم صاحب کو بوریوالا خط لکھا کہ وہ مجھے معلوم کر کے لکھیں کہ محترمہ محمدی بیگم آج کل کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔ انہوں نے بڑا افسوس ناک خط تحریر کیا جسے پڑھ کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ مولانا نے تحریر کیا کہ ہمیں بہت افسوس ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ محترمہ نے مرزائی مذہب قبول کر لیا

ہے اور اب اس کے مرزائی بیٹے اور دیگر مرزائیوں کی کوشش ہے کہ ان کی وفات کے بعد انہیں ربوہ میں لے جا کر دفن کیا جائے تا کہ ہم کہہ سکیں کہ مرزا جی کی محمدی بیگم والی پیش گوئی ایک طرح سے پوری ہوگئی کہ آخر عمر میں اس نے مرزائیت قبول کر کے گویا مرزا کی صداقت کا اقرار کرلیا اور اگر زندگی میں وہ مرزا جی کے گھر کی زینت نہیں بن سکی۔ تو مرنے کے بعد ان کے قبرستان کو تو زینت بخش دی۔

یہ خط پڑھ کر مجھے سخت تشویش لاحق ہوئی۔ میری راتوں کی نیند اور دن کا چین ختم ہوگیا۔ کہ خدا نخواستہ اگر یہ سکیم ان کی کامیاب ہوگئی تو کئی سادہ لوح مسلمانوں کو وہ گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے ایک بڑا دردبھرا خط محمدی بیگم کے چھوٹے بیٹے اختر سلطان کے نام تحریر کیا وہ سیکشن آفیسر تھا اور گورنمنٹ چوبرجی کواٹروں میں وہ رہتا تھا۔ خط کا ایڈریس بھی نامکمل تھا اور مکتوب الیہ کا نام بھی درست نہ تھا۔ قدرت کا اسے کرشمہ کہیے یا پھر مجھ ناچیز کی اسے دوسری کرامت کہیے کہ خط تو بھیجا اس کے بیٹے کے نام لاہور چوبرجی کواٹر کے پتہ پر لیکن وہ خط محمدی بیگم کے داماد سید محمدی بیگ کو ان کے گاؤں کوٹ مرزا دین محمد بیگ ڈاک خانہ نمانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں جا کر موصول ہوا۔ موصوف نے ایک مفصل خط میرے نام تحریر کیا جو آخر میں درج کیا جارہا ہے کہ آپ کا دردبھرا خط میں نے محمدی بیگم کے بیٹوں کو پہنچا دیا ہے وہ خود آپ کی تسکین کے لیے آپ کو جواب لکھیں گے۔ لیکن میں نے بھی اپنا اخلاقی فریضہ سمجھا کہ آپ کو جواب تحریر کروں تا کہ آپ کو تسلی ہوجائے۔ چنانچہ چند دنوں بعد ان کے چاروں مسلمان بیٹوں کا ایک مشترکہ رجسٹرڈ خط موصول ہوا جس پر چاروں بیٹوں کے دستخط ثبت ہیں۔ انہوں نے تحریر کیا۔

محترم منظور احمد چنیوٹی صاحب

السلام علیکم!

آپ نے چونکہ خط پر غلط پتہ لکھا تھا اس لیے پھرتے پھراتے کافی دیر بعد ہمیں مل ہی گیا۔ اس امر کی حلفیہ طور پر تصدیق کرتے ہیں کہ ہمارے والدہ صاحبہ مسمات محمدی بیگم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور اس کے حبیب کے طفیل اللہ اور اللہ کے آخری نبی محمدی ﷺ کے دین پر قائم ہیں اور انشاء اللہ ابد تک قائم رہیں گی۔ عقیدہ کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت ہیں۔ انہیں مرزائیت سے کسی قسم کا کوئی تعلق

نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب ﷺ کے طفیل انہیں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت کرے۔ آمین آپ بھی ہماری دعاؤں میں شامل رہیں۔

فقط

والسلام

خیر اندیش

محمد آصف بیگ' محمد اشرف بیگ' اکبر بیگ' اختر سلطان

خط کے آخر میں انہوں نے ایک نوٹ تحریر کیا۔ جو درج ذیل ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا آپ کے خط کے جواب میں ہے اس کی اشاعت ہمارے اجازت کے بغیر نہ کی جائے۔ امید ہے کہ اس کے بعد مزید خط و کتابت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس خط کی نقل ہماری تحویل میں ہے۔

محمدی بیگم کے داماد سید محمد بیگ نے اپنے خط میں محمدی بیگم کے بیٹوں کا چوبرجی کوارٹر کا جو ایڈریس دیا تھا' بندہ اس ایڈریس پر ملاقات کے لیے گیا۔ اختر سلطان صاحب سے ملاقات ہوئی اور محمدی بیگم صاحبہ کا حال احوال دریافت کیا۔ پھر ایک خط ان کے داماد سید محمد بیگ کے نام ارسال کیا جس کا جواب انہوں نے ۱۹ ستمبر کو دیا۔ وہ خط بھی آخر میں درج کیا جا رہا ہے۔ اس خط کے ٹھیک دو ماہ بعد ۱۹ نومبر کو مرحومہ کا لاہور میں انتقال ہوا اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ کے مشہور شاگرد مولانا شہاب الدین صاحب مرحوم چوبرجی والوں نے مرحومہ کا جنازہ پڑھایا اور لاہور کے مشہور قبرستان میانی میں دفن ہوگئیں۔ راقم کو بروقت وفات کا علم نہ ہو سکا۔ ورنہ تو نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا' مجھے وفات کے چند یوم بعد اہل حدیث کے پرچہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور سے مرحومہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو راقم تعزیت کے لیے لاہور ان کے بیٹے اختر سلطان کے گھر حاضر ہوا۔ تعزیت کی مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے ہمراہ مرحوم کی قبر پر بھی جا کر حاضری دی۔

یوں اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کا انجام بالخیر فرما کر قادیانیوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے۔ آخر میں تمام خطوط کی نقول شامل اشاعت کی جا رہی ہیں اصل خطوط ہمارے پاس محفوظ ہیں کوئی صاحب

ملاحظہ فرمانا چاہیں تو وہ ملاحظہ فرما کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ الحمدللہ میری محمدی بیگم کے بیٹوں کو بروقت اطلاع کرنے اور ذہنی پریشانی اور بے چینی کا ذکر کرنے سے وہ محتاط ہو گئے اور قادیانیوں کی تمام تدبیریں اور منصوبے خاک میں مل گئے۔

فللہ الحمد و الشکر

آخری دعا

ہم ایک بار پھر مرزائیوں سے ہمدردانہ گذارش کرتے ہیں کہ خدارا کچھ سوچیں اور غور کریں اور آخر میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس جھوٹے کے دام تزویر سے جلد نکال کر اپنے پیارے حبیب سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ کر دے۔

مرزائیوں کا سچا خواہ

منظور احمد چنیوٹی

رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد

چنیوٹ ضلع جھنگ

قارئین کی دلچسپی کیلئے

محمدی بیگم

کے بیٹوں اور داماد کے خطوط

بنام

مولانا منظور احمد چنیوٹی

مصدقہ نقول

۴۸۶

از کوٹ مرزا ابن محمد بیگ

9/66 7.67 محترم جناب پرنسپل صاحب [illegible]۔

وعلیکم السلام۔ ایک نوازش نامہ جو محمد وراثی سے پڑھا۔ مورخہ ۱۵ رجمادی الاول
کا تحریر کردہ بنام مرزا سلطان احمد بیگ ولد محمد بیگ کو [illegible] کے پتہ پر
تحریر کیا تھا۔ اس پر کوئی مہر کا نمبر بھی نہ تھا۔ اور مرزا سلطان احمد بیگ کا نام
بھی غلط تھا۔ یہ لفافہ اتفاقیہ میرے عزیز کو ملا۔ جو رخصت پر
گاؤں آرہا تھا۔ اس نے مجھے ملاحظہ کرایا۔ کھول کر پڑھا۔
حالات معلوم ہوئے۔ وہ لفافہ بندہ نے مرزا اسحاق بیگ کے
بھائی صاحب کو مورخہ ۱۹/۸ بجنسہ پہنچا دیا۔ ممکن ہے وہ ابھی
اس کا جواب دیں۔ خیر۔
بندہ نے چونکہ ایک خط پڑھا۔ اس واسطے میرا فرض بنتا تھا۔
کہ آپ کے خط کا جواب دوں۔ اور روشنی ڈالوں۔
"بندہ خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ عرض کر رہا ہوں۔
کہ بندہ ماسی جان محترمہ محمدی بیگم صاحبہ جن کے شوہر کا نام مرزا سلطان محمد بیگ
مرحوم تھا۔ جو لاہور انقلاب کے بعد اللہ کو پیارے ہوئے۔
داماد اور نزدیکی رشتہ دار بھی تھے۔
ان کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک میرے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری
مرزا محمد ذوالفقار کے ہمشیرہ زادہ کے ساتھ منسوب ہوئی۔
محترمہ ماسی جان محمدی بیگم صاحبہ اور ان کے شوہر اہل سنت
والجماعت ہیں۔ انکو مرزا [illegible] نے [illegible]۔ مگر وہ مرزائی
نہ ہوئے۔ اور نہ ہی کوئی دامن صاحبہ مرزائی ہوئی تھیں۔ کہ جناب
مرزا اسحاق بیگ بالکل جھوٹ بولتے ہیں۔ میں یہ تحریر
سچائی پر مبنی سمجھتا ہوں۔

(۲) لاہور سے واپسی پر نوٹ فرما دیں، حضرت مولانا قریشی خانقاہ ڈوگراں [illegible]
[illegible] ہے۔ خانقاہ ڈوگراں شریف سے پیرا [illegible] پیش سیل
رہتا ہے۔ یہ [illegible] بڑا [illegible] - چھوٹے سے لاہور جانا ہے
آپ پر خانقاہ ڈوگراں [illegible] کبھی تشریف لاویں۔ سید [illegible]
[illegible] شکور ہوں گا۔

بیمار حوش [illegible] ۱۴ اجل بیماری - ڈاکٹری علاج [illegible]
آں [illegible] چار [illegible] لاہور میں [illegible] پانچواں
[illegible] بیگ [illegible] ایک بچے کی [illegible]
[illegible] - بچے بھی [illegible] اس کی شادی [illegible]
[illegible] ہوئی۔

۱- [illegible] | تمام اہل سنت الجماعت [illegible]
2- [illegible] بیگ | [illegible]
3- [illegible]
4- [illegible] بیگ

[illegible] لاہور [illegible]

[illegible] لاہور [illegible] کو [illegible]

11. A [illegible]

ہر روز لوقت 3 بجے [illegible] ملاقات کر سکتے ہیں۔
[illegible] - [illegible] سے مطلع فرمائیں
نوٹ - [illegible] بے [illegible] ہے۔ والسلام - سید [illegible]
[illegible]

۷۸۶

محترمی جناب پرنسپل صاحب زاد مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ =

آپکا محبت نامہ مورخہ 12/9 کا 15/9 کو ملا - یاد آوری کا
شکریہ - بندہ مورخہ 16/9 بروز جمعۃ المبارک لاہور گیا تھا
کل مورخہ 18/9 کو واپس ہوا -

یہی خورشید والی چاہیے خبروں کی [illegible] ہیں - اس وقت
انکی حالت بالکل نازک مرحلہ پر ہے - اس لئے بندہ آپکو
مشورہ دیتا ہے - کہ آپ لاہور آنے کی اس جانے کی تکلیف
نہ فرمائیں - بندہ آپکی تسلی کے واسطے تحریر کر رہا ہے
کہ انشاء اللہ کسی قسم کی گڑبڑ نہیں ہوگی - نہ وہ
بلوہ جا سکیں گے - اور نہ گاؤں جا سکیں گے - بندہ
ہر طرح کی تسلی کر آیا ہے - آپ خیال تک
نہ لاویں - انشاء اللہ سب کام ٹھیک سے
دعا فرمائیں - کہ اللہ پاک انکا انجام اچھا فرماویں آمین ثم آمین
دے لائق کوئی خدمت ہوں -

دعا گو

سید [illegible]

لاہور
۱۴/۳/۶۶ء

محترم منظور احمد صاحب

السلام علیکم۔ آپ نے جو خط پہلا بھیجا تھا۔ [illegible]

[illegible] مل گیا۔ [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

[illegible] قائم ہیں اور [illegible] قائم رہیں۔ [illegible]

کے [illegible] اہل سنت والجماعت ہیں۔ [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

ساتھ [illegible] آمین۔ آپ بھی [illegible] شامل ہوں۔ فقط والسلام

[illegible]

خاکسار [illegible]

[illegible]

(نوٹ) [illegible]

[illegible]

☆ جمہوریہ شام

☆ جمہوریہ مصر

☆ سعودی عرب

☆ متحدہ عرب امارات

☆ اور پاکستان میں

مرزائیت کا عبرتناک انجام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ.

قارئین کرام!

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام متبعین کو عالم اسلام کی بڑی بڑی حکومتوں (سعودی عرب، جمہوریہ مصر اور جمہوریہ شام متحدہ عرب امارات اور پاکستان) نے ان کے قرآن وحدیث اور امت مسلمہ کے خلاف کفریہ عقائد رکھنے کی بنا پر کافر قرار دیتے ہوئے اپنے ملک میں ان کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی گئی۔ ان کے دفاتر سربمہر کر دیے گئے۔ ان کی تمام

املاک کو بحق سرکار ضبط کرلیا گیا۔ چنانچہ سعودی عرب میں قادیانیوں پر پابندی عائد کردی گئی کہ وہ حج کے لیے بھی داخل نہیں ہوسکتے ۱۹۶۵ء میں جو قادیانی ہندو پاکستان سے جانا چاہتے تھے ان کے اجازت نامے منسوخ کر کے ان کو ان کی بندرگاہوں سے ہی واپس کردیا گیا۔ قادیانی حضرات اسلام کا لباس اوڑھ کر دنیا کو فریب دینے کو جو ناپاک کوشش کررہے تھے۔ اب ان کا پردہ چاک ہوچکا ہے۔ اور انگریز کے اس (خودکاشتہ پودا) کی پوری حقیقت دنیا پر روز روشن سے زیادہ واضح ہوچکی ہے۔ راقم اپنی طرف سے بغیر کسی نوٹ اور بلا تبصرہ کے قارئین کی خدمت میں ان دستاویزات کا اردو ترجمہ پیش کرتا ہے۔ جو قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیے جانے کے سلسلے میں ہمیں جمہوریہ شام اور دوسرے ممالک سے حاصل ہوئی ہیں ان کی تفصیل قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

فقط والسلام

منظور احمد عفا اللہ عنہ

ناظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ پاکستان

فتویٰ شیخ ابوالیسر عابدین مفتی اعظم جمہوریہ شام

الحمد اللہ تعالیٰ چونکہ فرقہ قادیانیہ سیدنا محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں تسلیم کرتا۔ جس سے اللہ تعالیٰ ارشاد خاتم النبیین کی مخالفت لازم آتی ہے۔

نیز دین اسلام کے بیشتر عقائد کا منکر ہے لہٰذا جو شخص بھی ان کے عقائد اختیار کرے گا۔ میں اس کے کفر کا فتویٰ دیتا ہوں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

دستخط مفتی اعظم جمہوریہ شام عابدینے دمشق

۳۱-۱۲-۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵-۱۰-۱۹۵۷

وزارت داخلہ شام کی کارروائی

اس کے علاوہ مفتی اعظم جمہوریہ شام کے نام ایک خط میں ان کے مراسلہ مورخہ ۱۰۔۱۰۔۵۷ کا جواب دیتے ہوئے جو سفارشات پیش کیں۔ان کا اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

مکتوب مفتی اعظم جمہوریہ شام

(حوالہ:۔۶۰۶۔۵۵ بتاریخ:۲۱۔۱۲۔۷۷ھ مطابق ۱۵۔۱۰۔۱۹۵۷ء

بنام صدر کابینہ

آپ کے نوٹ نمبر ۱۰۹۳/ ۲۵۹۷ مورخہ ۱۰۔۱۰۔۱۹۵۷ کے جواب میں جو وزارت داخلہ کے خط پر مندرج ذیل تھا جس میں دمشق میں قادیانی جماعت کے کوائف کے متعلق رائے طلب کی گئی تھی۔

اس سے پہلے ہم وزارت داخلہ سے بتاریخ ۲۸۔۸۔۵۶ بموجب عریضہ نمبر ۳۸۹۰/۳۵۲ جس کی کاپی معہ اس مراسلت کے جو ہمارے اور عدالت زیریں کے درمیان ہوئی ہے منسلک ہذا ہے مطالبہ کر چکے ہیں کہ چونکہ قادیانی فرقہ دین اسلام کے احکام کے خلاف شعائر سرانجام دیتا ہے اس لیے قبل اس کے کہ معاملہ ہاتھ سے نکل جائے اس فرقے کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔اور ان کے تمام زاویوں (مرکزوں) کو محکمہ اوقاف کے سپرد کر دیا جائے۔

قادیانیوں کے عقائد وافکار کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کے عقائد سراسر باطل ہیں لہٰذا ہم ہمراہ عریضہ قادیانیوں کے متعلق اپنا شرعی فتویٰ ارسال کر رہے ہیں ہم متوقع ہیں کہ یہ عریضہ متعلقہ بااختیار اداروں تک پہنچا کر اس بارے میں ضروری قانون کا نفاذ عمل میں لایا جائے نیز ہمیں اس کارروائی کے نتیجے سے آگاہ کیا جائے۔

دستخط مفتی اعظم جمہوریہ شام

انسپکٹر جنرل پولیس کا اعلامیہ

وزارت داخلہ کی ضروری کارروائی کے بعد حکومت شام نے انسپکٹر جنرل پولیس کو بذریعہ تار اپنے فیصلہ سے مطلع کیا جس کی بنا پر انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔ یہ اعلامیہ دمشق سے ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء کو جاری ہوا۔

حوالہ نمبر ۵۱۳۱ نوٹیفکیشن نمبر ۵۸۱ بموجب تعمیل برقیہ نمبر ۲۳۳ ب ص بتاریخ ۲۵-۳-۱۹۵۸ برائے نوٹس ہذا لازم ہے کہ فرقہ احمدیہ (قادیانیہ) کی سرگرمیوں پر قدغن لگائی جائے۔ ان کے مراکز اور دفاتر پر چھاپے مار کر ان کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا جائے اور انہیں اوقاف اسلامیہ کے محکموں کی تحویل میں دے دیا جائے۔ اور ان کے قبضے سے جو ایسے کاغذات برآمد ہوں جو فتوی شرعی کے صدور اور ہمارے اعلامیہ کے اجراء کے بعد کی سرگرمیوں کی نشان دہی کرتے ہیں وہ ہم تک پہنچائے جائیں۔

بنام (۱) ضلعوں (محافظات) کے تمام ذیلی مقام (العقید محمد الجراح)

(۲) عام پبلک اور تحفظ امن (پولیس کے) انسپکٹر جنرل پولیس دمشق)

اخبارات میں اعلان

پولیس کی کارروائی سے قبل وزارت داخلہ کے تمام احکام کے تحت محکمہ اوقاف نے جو کارروائی کی وہ اخبار ''النصر'' شمارہ ۳۹۴۸ مورخہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ کے مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی وہ درج ذیل ہے۔

قادیانی مرکز کو سر بمہر کر دیا گیا

۲۴ مارچ گزشتہ جمعرات کو محکمہ اوقاف نے قادیانی زاویہ کو جو محلہ شاغور گلی المزاز میں واقع ہے بند کر دیا ہے اور وزارت داخلہ کے فرمان کے بموجب اس کی تمام املاک کو ضبط کر لیا گیا ہے اس زاویہ کا

انچارج ایک قادیانی مبلغ منیر الحسنی ہے زاویے میں قادیانی جماعت کے پیرو اپنے اجتماعات منعقد کرتے تھے اور اپنی مخصوص نمازیں ادا کرتے تھے اب اس زاویہ کی جملہ املاک ضبط کر کے اسے محکمہ اوقاف کی تحویل میں دیا جائے گا۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر قدغن لگانے کے لئے دمشق کے بعض علماء نے عدالت میں متعدد درخواستیں دائر کی تھیں جن میں اس جماعت کے بطلان اور اس کی مفسدانہ سرگرمیوں کی طرف توجہ دلائی۔

مفتی اعظم شام کا اظہار اطمینان

قادیانیوں پر اس پابندی کے بعد مفتی اعظم شام نے پریس کے نام ایک بیان جاری کیا جو اخبار "الانشاء" مورخہ ۱۳ جون ۱۹۵۸ء شمارہ ۵۰۱۱ میں بھی شائع ہوا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

ابوالیسر عابدین:۔

مفتی اعظم جمہوریہ شام نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے۔

احمدی مرکز:

واقع محلہ شاغور کو بند کر دینے کے بعد اب شام میں تمام ایسے مذاہب کی جو در اصل اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے مگر اپنے اوپر اسلام کا لیبل لگا کر اس کے اندر گھس آئے ہیں کلی طور پر بیخ کنی کی جا چکی ہے مقام حرستا میں طہ ابوالودود کا مذہب اور اسی طرح حرستا اور زبدانی کے ذیلی دیہات میں شیخ طعمہ کے مذہب کا خاتمہ کر دیا گیا ہے مفتی اعظم نے اس اقدام کی توجیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مذہب محض اسلام کو منہدم کرنے اور اجماع کو پارہ پارہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں موخر الذکر دونوں مذاہب کے پیرو ایسی نازیبا حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کی اسلام میں صریح حرمت ہے۔ مثلاً عورتوں کے ساتھ کھلم کھلا اختلاط رکھتے ہیں اور ننگ دھڑنگ پھرتے رہتے ہیں چنانچہ ان کے بعض پیرو اپنی انہی فحش حرکات کی بنا پر جیلوں میں بھی جا چکے ہیں۔ توقع ہے کہ مفتی اعظم آئندہ ہفتے کے آغاز میں

شام کے سارے علاقوں کا دورہ کر کے حالات کا جائزہ لیں گے۔

مفتی اعظم مصر کا فتویٰ

حضرت علامہ الشیخ محمد مخلوف مفتی اعظم حکومت مصر نے ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ میں فتوی دیا کہ جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کتاب اور سنت رسول کا منکر، پرلے درجے کا جھوٹا اور بہتان تراش ہے اسی لیے (جماعت علماء) نے مرزا غلام احمد مراقی قادیانی کی متبع تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے اصل فتویٰ درج ذیل ہے۔

فمن زعم النبوة بعده فهو كذاب افاک بکتاب الله و سنة رسوله ولذا افتينا بكفر طائفة القاديانية اتباع المفتون غلام احمد القادياني الزاعم هو و اتباعه انه نبي يوحى اليه وانه لايجوز مناكحتهم ولا دفنهم في مقابر المسلمين (صفوۃ البیان لمعان القرآن صفحہ ۱۸۶ طبع مصر)

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں بنایا جائے گا۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ پرلے درجے کا جھوٹا۔ بہت بڑا بہتان باندھنے والا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کا منکر ہے۔ اس لیے ہم (علماء حق) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی متبع تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تمام جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اور ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ تو ان سے رشتہ ناطہ جائز ہے اور نہ ہی انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔

(تفسیر از شیخ محمد مخلوف بحوالہ مذکور)

نیز اسی تفسیر کے صفحہ ۱۰۹۔۱۱۰ پر مزید معلومات مذکور ہیں۔

پورے عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ

قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور اسلام کے نام پر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ واشاعت اور امت مسلمہ کے مفادات سے غداری کرتے ہیں۔ اور عالم اسلام میں استعمار اور اسرائیل کی ایجنٹی کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی انہی ناپاک سازشوں اور اسلام دشمنی کی بناپر مکہ مکرمہ میں ۸ اپریل ۱۹۷۴ء کو پورے عالم اسلام کی ایک سوآٹھ (۱۰۸) تنظیموں کا اجتماع ہوا۔ جس میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو تمام تنظیموں کے اجتماع میں قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں قادیانی کو غیر مسلم قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی قرارداد

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں:

قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے۔

(الف) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

(ب) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا

(ج) جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے اور اس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے قادیانیوں نے امت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے اور یہ طاقتیں بنیادی اسلامی عقائد میں تحریف وتغیر اور ان کے بیخ کنی میں مختلف طریقوں

سے مصروف عمل ہیں۔

(الف) معابد کی تعمیر جن کی کفالت اسلام دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔

(ب) اسکولوں، تعلیمی اداروں اور یتیم خانوں کا کھولنا جن میں قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کے سرمائے سے تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اور قادیانی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

(۱) تمام اسلامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں ان کا محاسبہ کریں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

(۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ نیز ان کے لیے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمتیں ممنوع قرار دی جائیں۔

(۵) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں۔ اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج و اشاعت کا سدباب کیا جائے۔

(۶) قادیانیوں سے دیگر باطل فرقوں جیسا سلوک کیا جائے۔

روزنامہ "الندوہ" مسعودی عربیہ

۱۴ اپریل ۱۹۷۴ء

متحدہ عرب امارات میں قادیانیوں پر پابندی

حکومت متحدہ عرب امارات کی طرف سے پاکستان کے اخبار ''نوائے وقت'' اور ''جنگ'' ۸ فروری ۱۹۸۴ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ ابوظہبی کی اسلامی امور اور اوقاف کی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیوں کے کسی کلب یا تنظیم کو ابوظہبی میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ خلیج ٹائمز نے یہ اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ اعلان میں عوام کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ کہ تنظیم اسلامی کانفرنس اسلامی کانفرنس قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ اور اعلان میں مزید کہا گیا ہے کہ قادیانی استعماری طاقتوں سے تعاون کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اسلام کا نام لے کر اسلامی شریعت کے خلاف کام کرتے ہیں اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ابوظہبی میں قادیانیوں کو دفن کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کی کسی بھی تنظیم کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ اور کسی بھی دستاویز کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ اس پابندی کی خبر آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانیوں کے متعلق پاکستان کی مختلف عدالتوں کے فیصلے!

(۱) ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو جناب منشی محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاول نگر نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

(۲) ۲۵ مارچ ۱۹۵۴ء کو میاں محمد سلیم سینئر سول جج راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

(۳) ۳ جون ۱۹۵۵ء کو جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل جج ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں

مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(۴) ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد رفیق گریجہ سول جج اور فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔

(۵) ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کو سول جج سماہ جیمز آباد ضلع میر پور خاص نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(۶) ۱۹۷۲ء میں جناب ملک احمد خان صاحب کمشنر بہاول پور نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔

(۷) ۱۹۷۲ء میں چودھری محمد نسیم صاحب سول جج رحیم یار خان نے فیصلہ دیا کہ مسلمان آبادیوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔

(۸) ۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی

(۹) ۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۱۰) ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔

(۱۱) ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو مارشل لاء دور حکومت میں جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے امتناع قادیانیت جاری کیا جس کی رو سے قادیانی مسلمانوں کے شعائر استعمال نہیں کر سکتے۔

(۱۲) ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء کو وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیت آرڈیننس کے خلاف درخواست کو مسترد کر دیا۔

(۱۳) ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو حکومت پنجاب نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگا دی۔

(۱۴) ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو لاہور ہائی کورٹ نے جشن صد سالہ کی اجازت کے سلسلہ میں دائر کردہ درخواست کو مسترد کر کے حکومت پنجاب کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔

(۱۵) ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے قادیانیوں کی درخواست امتناع قادیانیت آرڈیننس کو مسترد کر کے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

حکومت پاکستان نے مرزائیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا جو گزٹ آف پاکستان کی (غیر معمولی اشاعت) مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اس میں اسلامی اصولوں کے مطابق قادیانیوں کو (ربوی ہوں یا لاہوری) غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اور انہیں مسلمانوں کی تمام اصطلاحات سے روک دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے جاری ہونے پر قادیانی بہت سیخ پا ہوئے۔ بجائے اس کے کہ اپنے کفریہ عقائد تسلیم کر لیں۔ الٹا مزید اکڑ گئے اور کئی قسم کے غیر اخلاقی حربے استعمال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں نے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں درخواستیں دائر کر دیں اور حکومت پاکستان کو چیلنج کر دیا کہ اس آرڈیننس کے مندرجات غیر شرعی اور غیر موثر ہیں۔ چنانچہ ۱۵ جولائی ۱۹۸۴ء کو اس دائر کردہ کیس کی سماعت شروع ہوگئی۔ مسٹر مجیب الرحمٰن اور کیپٹن عبدالواحد نے درخواست دہندگان کے حق میں دلائل دیے اور بالمقابل شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی نے حکومت کے حق میں دلائل دیے۔ اور عدالت نے اس مسئلہ سے متعلق امور میں اپنی مدد کے لیے کئی مشیران قانونی اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کو دعوت دی۔ جنہوں نے اس مسئلہ پر مفصل بحث کی۔

بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے اکیس روزہ سماعت کے بعد ۱۲ اگست ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں کی دائر کردہ دونوں درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ اور عدالت نے سماعت کے بعد اپنے متفقہ فیصلہ میں تحریر کیا کہ۔

درخواست دہندگان کی طرف سے یہ الزام کہ حالیہ آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے سے روکا گیا ہے۔ درست نہیں ہے وہ قادیانی ازم کو اپنا مذہب مان سکتے ہیں اور وہ اس سلسلہ میں آزاد ہیں کہ اپنے مذہب پر عمل کریں اور اپنے مذہب کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں

عبادت کریں۔

لیکن مسلمانوں کی اصطلاحات مثلاً اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور اپنی پکار کو اذان نہ کہیں۔ اور اسلامی شخصیات کے لیے مخصوص القاب' خطابات' اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ ان کے لیے امیر المومنین' خلیفۃ المومنین' خلیفۃ المسلمین اور مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ام المومنین کے القاب کا استعمال ممنوع ہے صحابہ یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ صرف رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں کے لئے مخصوص ہیں اس طرح اہل بیت کا لفظ صرف رسول اکرم ﷺ کے خاندان کے لیے مخصوص ہے قادیانی ان کو ہرگز استعمال نہیں کر سکتے۔

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

اسلام کی تاریخ میں قادیانیت کا اتنا خطرناک فتنہ ہے جس کو اسلام کے لئے بدترین قرار دیا جا سکتا ہے اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ ہندوستان میں اس کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو صد سالہ جشن منانا چاہتے تھے اس کے لئے انہوں نے اپنے پاکستانی مرکز (ربوہ) میں انتظام کرنا شروع کر دیا ربوہ اور ارد گرد کے علاقوں کے پہاڑیوں اور عمارتوں پر چراغاں کے لیے مختلف شہروں میں پارٹیوں سے رابطے کیے۔ مٹی کے دیے کئی ٹرکوں پر منگوائے جو سرسوں کے تیل سے جلانے تھے۔ قادیانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لاحق ہوئی پورے ملک میں جلسے جلوس شروع ہو گئے۔ راقم الحروف ان دنوں صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا اسمبلی میں آواز بلند کی' حکومت کو وارننگ دی اگر اس جشن صد سالہ پر پابندی نہ لگی تو ۲۳ مارچ کو ہمارا رخ ربوہ کی طرف ہوگا۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے فوراً پابندی عائد کر دی۔ الحمد للہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کا دن قادیانیوں کی ذلت کا سامان لے کر طلوع ہوا۔ قادیانیوں نے اس پابندی کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب کے ہاں کیس لگا۔ قابل احترام جج نے قادیانیوں کو کہا اب جشن کا وقت گزر گیا ہے اب یہ رٹ بعد از وقت ہے

لیکن قادیانیوں کا اصرار تھا کہ نہیں یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ پابندی جائز تھی یا ناجائز۔ قادیانیوں کے اصرار پر عدالت کی کاروائی شروع ہوئی۔ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے جناب مقبول الٰہی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نذیر احمد غازی کو منتخب کیا۔ راقم الحروف کی طرف سے اسماعیل قریشی صاحب میدان میں آ گئے۔ سماعت ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء کو مکمل ہوئی۔ قابل احترام جسٹس خلیل الرحمن نے مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو پابندی جائز قرار دے کر لاہور ہائی کورٹ کے وقار کو ایک مرتبہ پھر بلند کر دیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان

قادیانیت اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے اس ابلیس کو انگریز سامراج نے اپنے استعماری مقاصد کے استعمال کے لیے سرزمین قادیان میں ڈالا تھا کیونکہ اس کے اقتدار کو اگر کسی سے خطرہ لاحق تھا تو وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں یہ فتنہ سامنے آیا تو مرزا غلام احمد کے کفر کے خلاف علمائے لدھیانہ نے پہلا فتویٰ دیا۔ ۱۹۳۵ء میں بہاولپور کی عدالت نے بعد میں دوسری عدالتوں نے ان کے کفر کو طشت از بام کیا۔ ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کو آزاد کشمیر اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جبکہ اس سے قبل دیگر عرب ممالک میں قادیانیت کے کفر پر سرکاری مہر لگ چکی تھی۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس میں ۱۲۲ تنظیموں کے نمائندگان نے ان کے کفر کا اعلان کیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مارشل لاء دور حکومت میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے اس کی خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے سول عدالتوں سے معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچا۔ ہائی کورٹ نے بھی اس آرڈیننس کی حمایت کر دی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کر دی جوں جوں فیصلے ان کے خلاف ہوتے گئے وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتے رہے۔ ۱۹۸۸ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک کل اپیلوں کی تعداد آٹھ ہو گئی۔ ۱۹۹۱ء کے آخر میں ان اپیلوں کی باقاعدہ سماعت شروع ہوئی۔ قادیانیوں نے سماعت کے پہلے

روز وکیل کی مصروفیت کا عذر پیش کر کے سماعت ملتوی کروادی۔۱۹۹۲ء میں جسٹس محمد افضل صاحب کئی ماہ کے لیے امریکہ اور برطانیہ کے دورہ پر گئے تو ربوہ میں یہ صدا گونجنے لگی۔ قادیانی لیڈران اور تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے ارکان کی چیف جسٹس صاحب قادیانی مقصد براری کے لیے ملاقاتوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ چیف جسٹس صاحب واپس تشریف لائے۔ ایک بنچ تشکیل دیا جو جسٹس شفیع الرحمٰن جسٹس، عبدالقدیر چودھری، جسٹس محمد افضل لون جسٹس ولی محمد اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ جسٹس شفیع الرحمٰن اس بنچ کے سربراہ ٹھہرے۔ قادیانیوں کی طرف سے مسٹر فخر الدین جی ابراہیم بوہری وکیل تھا۔ پاکستان کی گورنمنٹ کی طرف سے اٹارنی جنرل مسٹر عزیز اے منشی کے علاوہ چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل وزارت مذہبی امور کی طرف سے جناب سید ریاض الحسن گیلانی پیش ہوئے۔ جبکہ راقم الحروف کی طرف سے جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جناب راجہ حق نواز صاحب تھے۔ حق و باطل کا معرکہ ہوا راقم الحروف اکثر اپیلوں میں فریق رہا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء سے ۳ فروری تک مسلسل سماعت ہوئی۔ میجر ریٹائرڈ میر افضل میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس صاحب اور جناب ریاض الحسن گیلانی صاحب کا بیان ہوا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب کا بیان ایمان پرور تھا۔ جناب عزیز اے منشی اٹارنی جنرل آف پاکستان نے متعدد سپریم کورٹ کے فیصلہ جات دیگر ممالک کی عدالتوں کے حوالہ جات دے کر قانونی لحاظ سے جنگ جیت لی۔ ۳ فروری ۱۹۹۳ء کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہوا۔ مرزا طاہر نے لندن میں تقریر کر کے پروپیگنڈہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا۔ عدالت عظمیٰ کا وقار بڑھا۔ اہل حق کو فتح نصیب ہوئی۔ ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ دیا جس کی رو سے قادیانیوں کی تمام اپیلیں خارج کردی گئیں۔ سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کی کفر پر مہر لگادی۔ حق جیت گیا باطل اپنی موت آپ مرگیا۔ پانچ جج حضرات میں سے چار نے متفقہ فیصلہ سے قادیانی موقف کو مسترد کر دیا۔ عزت مآب جسٹس عبدالقدیر کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے فیصلے سے اتفاق کیا۔ اس فیصلہ کے بعد قادیانیوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں پھر نظر ثانی کی درخواست اپیل کردی گے انشاء اللہ یہ اپیل بھی مسترد ہوگی۔ امت مسلمہ کامیاب ہوگی۔

الحمدللہ قادیانیت کے مکروفریب کا پردہ چاک ہو چکا ہے اب تمام عالم اسلام پر مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا دجل وفریب' عیاری' مکاری اور بدکاری روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے۔ مگر پھر بھی ''کتے کی دمڑی'' والا معاملہ ہے کہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور سچے اسلام کو قبول نہیں کرتے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سادہ لوح اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے قادیانیوں کو راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ

کا نام تبدیل ہو گیا

ربوہ چناب نگر کیسے بنا

الحمد لله والسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد!

قادیان ہندوستان میں مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کا ایک قصبہ ہے جو مرزا غلام احمد مدعی نبوت کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اسی وجہ سے اس کے پیروکاروں کو قادیانی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ قادیان میں اکثر ہمیشہ ان لوگوں کی رہی ہے جو اس کے پیروکار نہ تھے آج کل بھی یہ زیادہ سکھوں کی ہی ایک آبادی سمجھا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے قادیان کی بڑی تعریف کی ہے اور اسے اللہ کے رسول ﷺ کی تخت گاہ قرار دیا اُسے دارالامان قرار دیا اور یہاں تک کہا کہ ''اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا ہے۔ اب جو کچھ لینا ہے وہ قادیان سے ہی ملے گا'' قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج قرار دیا۔ اس کی تمام پرانی کتابوں اور اخبارات میں قادیان کو ''دارالامان'' لکھا ہوا ہے۔

قادیانیوں کی غداری:

۱۹۴۷ء میں ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ پنجاب کی تقسیم کا فارمولا یہ تھا کہ جس ضلع میں اکیاون فیصد یا اس سے زیادہ مسلم آبادی ہوگی وہ پاکستان میں شامل ہوگا اور جس میں غیر مسلم آبادی اکیاون فیصد یا اس سے زیادہ ہوگی وہ بھارت میں شامل ہوگا۔ گورداسپور کا ضلع مسلم اکثریت کا ضلع تھا اور یہ ابتداء میں پاکستان کے نقشے میں شامل تھا مگر قادیانی مردم شماری میں اپنے علیحدہ تشخص پر مصر تھے اور اپنے آپ کو احمدی لکھوانا چاہتے تھے۔ چنانچہ ریڈکلف کمیشن نے کہا کہ ہمارے پاس دو خانے ہیں مسلم اور غیر مسلم۔ احمدی کے لیے کوئی تیسرا خانہ نہیں ہے آپ کا شمار ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہوسکتا ہے مگر قادیانیوں نے اس وقت اپنا شمار مسلمانوں میں نہ کرایا۔ انگریزی حکومت کے سامنے سازش سے ضلع گورداسپور کی مسلم آبادی اکیاون فیصد سے کم ظاہر کی گئی اور ضلع گورداسپور ہندوستان میں چلا گیا۔ اگر گورداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل ہوتا جس طرح پاکستان کے پہلے مجوزہ نقشہ میں تھا تو آج کشمیر کا

مسئلہ پیدا نہ ہوتا کیونکہ سری نگر اور جموں کو راستہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور سے جاتا ہے جواب بھارت کے زیر تسلط ہے۔ کشمیر میں گزشتہ پچاس سالوں سے جتنی قتل و غارت گری معصوم بیٹیوں بہوؤں کی عصمت دری ہو رہی ہے معصوم بچوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے سہاگ اجڑ رہے ہیں بچے یتیم ہو رہے ہیں بوڑھوں کے سہارے چھینے جا رہے ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں قیمتی جانیں آزادی کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں اس کی تمام ذمہ داری اسی قادیانی جماعت پر ہے۔

جھوٹے پر خدا کی پھٹکار:

جب گورداسپور کا ضلع ان کے غیر مسلم ہونے کے باعث ہندوستان میں شامل ہو گیا اور پنجاب میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے تو ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا اور مسلمان وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ تاہم قادیانیوں کو انہوں نے کچھ نہ کہا اور وہ بالکل محفوظ تھے لیکن انگریزی سیاست کا یہ تقاضا تھا کہ قادیانیوں کو پاکستان بھیج کر مسلمانوں کے لیے مسائل پیدا کیے جائیں۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے ان سفید فام آقاؤں کی اسی سیاست کو پروان چڑھانے کے لیے اپنی جماعت کو پاکستان جانے کا حکم دیا حالانکہ سکھوں نے ان پر کوئی حملہ کیا تھا اور نہ ہی وہاں سے نکلنے پر انہیں مجبور کیا تھا۔ مگر یہ خود ترک وطن پر آمادہ ہوئے اور قادیان سے بھاگ کر لاہور آ کر پناہ لی۔ قادیان جسے یہ "دارالامان" کہتے تھے اسے انہوں نے اپنے لیے "دارالہلاک" اور "دارالفساد" ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے قادیانی دجال کو جھوٹا کر کے اس کو اور اس کی پوری جماعت کو ذلیل کر دیا۔ اگر خود اللہ تعالیٰ نے قادیان کو مکہ مکرمہ کی طرح دارالامان بنایا ہوتا تو یہ وہیں رہتے کم از کم مرزا قادیانی کا تمام خاندان تو وہیں رہتا۔ ان کو تو وہاں امن حاصل تھا دوسرے قادیانیوں کی طرح مرزا قادیانی کا تمام خاندان اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم تینوں بیٹے مرزا بشیر الدین محمود مرزا بشیر احمد مرزا شریف احمد مرزا کی بیٹیاں مع اپنے پورے کنبے کے قادیان سے بھاگ کر لاہور آئے اور بہت شور کیا کہ قادیان اب "دارالامان" نہیں رہا۔ حاصل یہ کہ ان کے جھوٹ کا پردہ چاک ہوا اور جھوٹ کی لعنت کا طوق ان کے گلے میں پڑا اور ان کے لیے قادیان دارالامان کی بجائے دارالفرار بن گیا۔

مرزا قادیانی کا ایک اور عجیب الہام:

مرزا جی کا الہام ہے:

"اخرج منہ الیزیدیون" (تذکرہ) ص ۱۸۱

قادیان سے یزیدی لوگ نکالے جائیں گے۔

مرزا کے جانشین اول حکیم نور دین کی ۱۹۱۴ء میں وفات ہوئی اس کی جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوا تو ایک طرف مرزا کا بڑا بیٹا بشیر الدین محمود امیدوار تھا اور دوسری طرف مولوی محمد علی لاہوری تھا۔ مرزا محمود غالب اکثریت سے کامیاب ہو گیا اس لیے کہ اس کی والدہ نصرت جہاں بیگم کا ووٹ بھی اپنے بیٹے کے حق میں تھا اور مرزا قادیانی کا خاندان بھی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو اس جماعت کی سربراہی ہمیشہ اس خاندان میں رہے۔ مرزا بشیر الدین جانشین مقرر ہو گیا۔ مولوی محمد علی لاہوری اور اس کے ساتھیوں نے مرزا محمود کی بیعت نہ کی اس کی جماعت وقادیانی حضرات "غیر مبایعین" کہتے تھے۔ ۱۹۲۰ء تک چھ سال وہیں قادیان میں رہ کر کام کرتے رہے۔ جب محمد علی نے سمجھا کہ اب ہماری یہاں دال نہیں گلتی مرزا محمود اچھی طرح جماعت پر قابو پا چکا ہے تو یہ قادیان چھوڑ کر آ گئے اور لاہور میں "انجمن اسلام احمدیہ" کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کر لی اور اس کا پہلا امیر خود مقرر ہو گیا۔ جب دو دکانیں کھل گئیں تو اپنی دکانوں کو چمکانے اور کامیاب کرنے کے لیے دونوں میں اختلافات کا سلسلہ چل نکلا ورنہ ۱۹۲۰ء تک تو دونوں ایک ہی تھے اور باہمی عقائد کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور سب وشتم کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے محمد علی لاہوری کے الزامات واعتراضات کے جواب میں "آئینہ صداقت" نامی ایک کتاب لکھی اور دیگر باتوں کے علاوہ مرزا محمود نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ پر محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی کو مرزا غلام احمد کے الہام "اخرج منہ الیزیدیون" کا مصداق ٹھہرایا کہ محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی حضرت کے اس الہام کے مطابق یزیدی ہیں کیونکہ یہ خاندان رسالت کے خلاف ہیں۔

خدائی قدرت کا ظہور:

خدا تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کا ظہور اس وقت ہوا جب ۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہوا اور ضلع گورداسپور ہندوستان میں چلا گیا اور مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے پیروکاروں کو بھی قادیان چھوڑنا پڑا اور وہ بھی اسی شہر لاہور میں آ کر پناہ گزین ہوئے جہاں ان کے پہلے یزیدی رہتے تھے تو محمد علی لاہوری نے مرزا صاحب کا یہی الہام شائع کیا اور کہا کہ حضرت صاحب کے اس الہام کا اصل مصداق' مرزا محمود اور اس کی پارٹی ہے کیونکہ یہ نکالے گئے ہیں' ہم تو خود اپنی مرضی سے نکلے تھے اور الہام کے الفاظ میں "اخرج" ہے جس کا معنی ہے" نکالے جائیں گے" ہم تو سرے سے اس الہام کو ہی نہیں مانتے۔ یہ شیطانی آواز مرزا نے کیسے سن لی اور اسے مرزائی الہام کہہ دیا۔ (استغفر اللہ) خیر یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے کہ مرزا کے الہام کے مطابق محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی اصلی یزیدی ہیں یا مرزا محمود اور اس کی پارٹی' وہ گھر بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر لیں۔ ہمارے نزدیک تو دونوں یزیدیوں سے بھی بدتر ہیں۔

مستقل نئے شہر کی خطرناک سازش:

تقسیم ہند کے بعد مختلف مکتبہ ہائے فکر سے متعلق مسلمانوں نے ہجرت کی۔ جو لوگ پاکستان پہنچے ان میں سے کسی نے یہ نہ سوچا کہ اپنا علیحدہ شہر بسائیں' مختلف شہروں میں جہاں کسی کو جگہ ملی' مقیم ہو گئے۔

مرزا بشیر الدین اپنی روایتی شاطرانہ اور عیارانہ فطرت کی بناء پر جب قادیان' "دارالامان" سے بھاگ کر لاہور آئے' تو ایک خاص منصوبہ کے تحت یہ فیصلہ کیا کہ کہیں کوئی جگہ تلاش کریں اور اپنا علیحدہ مستقل شہر بسائیں جس میں سوائے قادیانیوں کے اور کوئی باشندہ نہ ہو اور قادیانیوں کی ملک ہو۔ دراصل اس کا منصوبہ یہ تھا کہ اپنا علیحدہ شہر بنا کر عیسائیوں کی طرح "ویٹی کن سٹی" کی طرح امریکہ وغیرہ سے اپنا علیحدہ شہر منظور کرا کر اپنی چھوٹی سی علیحدہ حکومت قائم کر لیں گے جس میں تمام نظام ان کا اپنا ہوگا۔ یہ حکومت کے اندر ایک "منی حکومت" کا خطرناک منصوبہ تھا۔

جگہ کی تلاش:

چنانچہ اس منصوبہ کے تحت مرزا بشیر الدین نے تین اضلاع سیالکوٹ، شیخوپورہ اور جھنگ کا انتخاب کیا اور ایک سروے ٹیم مقرر کی کہ ان اضلاع میں مناسب جگہ تلاش کرے جہاں پر وہ اپنے منصوبہ کے تحت نئے شہر کی بنیاد رکھ سکیں۔ مرزا بشیر الدین کی ان تین ضلعوں کے انتخاب کی وجوہ درج ذیل تھیں۔

ضلع سیالکوٹ:

اس لیے کہ پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ قادیانی اس ضلع میں ہیں اور سر ظفر اللہ قادیانی (پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ) کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ اگر اس کے قرب وجوار میں ہم اپنا شہر بسائیں گے تو ہمیں وہاں سے سپورٹ اچھی ملے گی اور وہ بوقت ضرورت ہمارے کام آئے گا۔ نیز بارڈر نزدیک ہونے کی وجہ سے تخریبی سرگرمیوں میں آسانی ہوگی۔

ضلع شیخوپورہ:

اس کا انتخاب اس نظریہ سے تھا کہ شیخوپورہ میں ننکانہ صاحب سکھ سٹیٹ ہے۔ اگر سکھ اپنا علاقہ چھوڑ کر بھارت چلے گئے تو ان کی جگہ ہم اپنی ریاست قائم کر لیں گے۔

ضلع جھنگ:

اس لیے کہ وہ انتہائی پسماندہ اور جہالت کا ضلع ہے۔ اس میں ان پڑھ لوگ زیادہ ہیں ان کو ہم آسانی سے اپنا شکار بنالیں گے۔

سروے ٹیم نے تینوں اضلاع کا سروے کیا۔ انہیں چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارے گورنمنٹ کی خالی پڑی ہوئی جگہ سب سے زیادہ پسند آئی کیونکہ دفاعی اعتبار سے بھی یہ جگہ ان کے لیے انتہائی موزوں تھی۔ مرزا محمود نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ اس وقت گورنر پنجاب ایک انگریز فرانسس موڈی تھا، اس انگریز گورنر نے (۱۰۳۴) ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین کا وسیع قطعہ برائے نام

قیمت دس روپے ایکڑ کے حساب سے انہیں فروخت کر دیا۔ تاریخ ربوہ ص ۳۲ مولفہ خادم حسین قادیانی

نئی بستی کی بنیاد اور اس کا نام:

اس رقبہ پر ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء میں نئے قصبہ کی بنیاد رکھی گئی اور قادیان میں مرزا قادیانی کی "مسجد مبارک" جو وہاں سکھوں ہندوؤں کے لیے چھوڑ آئے تھے اس نام سے موسوم مسجد کی بنیاد رکھی۔ اب اس نئی بستی کا نام زیر غور آیا۔ مختلف لوگوں نے مختلف نام تجویز کیے۔ کسی نے "دارالہجرت" کسی نے "محمود آباد" کسی نے ناصر آباد کی تجویز دی۔ مولوی جلال الدین شمس نے تجویز دی کہ اس کا نام "ربوہ" رکھیں کیونکہ "ربوہ" کا لفظ پارہ نمبر ۱۸ سورہ مومنون آیت نمبر ۵۰ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی ہجرت کے ضمن میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو جب وہ ہجرت کر کے آئے تو انہیں ایک اونچی جگہ (ربوہ) میں جو قرار والی اور چشموں والی تھی پناہ دی۔" "ربوہ" کسی جگہ کا نام نہ تھا' یہ اس جگہ کی حقیقت تھی کہ وہ اونچی تھی۔ مفسرین کرام نے "ربوہ" سے مراد فلسطین لیا ہے کہ وہ اونچی جگہ پر واقع ہے۔

مولوی جلال الدین شمس نے کہا کہ ہم بھی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی امت ہیں اور ہجرت کر کے آئے ہیں تو اس شہر کا نام "ربوہ" رکھیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آیا ہے۔ "ربوہ" نام کا شہر دنیا میں کہیں موجود نہیں' جب اس شہر کا نام دنیا میں مشہور ہو جائے گا تو آئندہ چل کر ہر قرآن پڑھنے والا شخص یہی سمجھے گا کہ قرآن کریم میں جو "ربوہ" کا لفظ آیا ہے" اس سے مراد یہی "ربوہ" شہر ہے جو پاکستان میں موجود ہے اور یہی مسیح موعود کا مقدس شہر سمجھا جائے گا اور اس میں مرزا کی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہو جائے گی کہ قرآن میں تین سہروں کا نام بڑے اعزاز سے ذکر کیا گیا ہے: "مکہ مدینہ اور قادیان" کیونکہ "ربوہ" دوسرے لفظوں میں ایک نیا قادیان ہی تو ہوگا۔ (تاریخ ربوہ ص ۲۷)

اس گہری سازش کے ساتھ قرآن کریم میں یہ ایک خطرناک قسم کی تحریف کی گئی کہ لفظ تو یہی رہے لیکن اس کا محل اور مصداق بدل جائے۔ اسے کہا جاتا ہے: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدُ بِهَا الْبَاطِلُ کہ "کلمہ حق

سے باطل کا ارادہ کرنا" ورنہ یہ نام رکھنے کا کیا مطلب تھا؟ "ربوہ" اردو میں "ٹیلہ" اور پنجابی میں "ٹبہ" کو کہتے ہیں۔ آج کل نیا نام کسی عظیم شخصیت پر رکھا جاتا ہے جیسا "لائل پور" انگریز کے نام پر تھا' اس کا نام بدل کر "فیصل آباد" شاہ فیصل شہید کے نام پر رکھا گیا یا جیسے پاکستان میں دیگر نئے شہر آباد کیے گئے۔ مثلاً فاروق آباد' قائد آباد' جوہر آباد' لیاقت آباد وغیرہ۔ اگر قادیانیوں کی یہ تحریف قرآن کی مذموم اور خبیث غرض نہ ہوتی تو وہ اس کا نام مرزا محمود کے نام پر "محمود آباد" یا اس کے بیٹے ناصر کے نام پر "ناصر آباد" یا مرزا طاہر کے نام پر "طاہر آباد" رکھتے۔ آخر یہ نام رکھنے میں اس سازش کے علاوہ اور کونسی غرض تھی۔

ایک لطیفہ:

آغا شورش کشمیری مرحوم سنایا کرتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں پاکستان کے دریاؤں میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا' پنجاب کے بہت سے شہر متاثر ہوئے' ایک قادیانی میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"آغا صاحب! اب تو ہمارے حضرت پر ایمان لائیں" میں نے کہا "کون سے آپ کے حضرت؟" کہا "حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی پر" میں نے کہا "کروڑ کروڑ لعنت انگریز کے اس آلہ کار جھوٹے دجال پر" قادیانی کہنے لگا "دیکھیں جی کتنا بڑا سیلاب آیا ہے' دریائے چناب کے کنارے چنیوٹ تباہ ہو گیا اور "ربوہ" بچ گیا' اس میں سیلاب نہیں آیا۔" آغا صاحب نے کہا کہ "ادھر دریا راوی میں بھی بڑا سیلاب آیا لیکن لاہور کا (ٹبی) محلہ بچ گیا وہاں سیلاب نہیں آیا ادھر آپ کے ٹبہ ربوہ پر سیلاب کا پانی نہیں آیا وہ بچ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹبی اور ٹبہ والے ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔" معلوم رہے کہ ٹبی ایک خاص محلّہ ہے جسے آپ لاہور والوں سے ہی پوچھ سکتے ہیں۔ ہمیں تو اس کی صراحت کرتے شرم آتی ہے) آغا صاحب کا یہ جواب سن کا وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ دریائے چناب کا مغربی کنارہ جہاں "ربوہ" آباد ہے' وہ اونچا ہے۔ ایک طرف پہاڑی سلسلہ ہے' وہاں اکثر سیلاب کا پانی نہیں آتا اس لیے اس میں کوئی کرامت کی بات نہ تھی۔

ربوہ نام رکھنے میں ایک دوسری مخفی حکمت:

مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب ''ازالہ اوہام'' صفحہ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۱،۱۴۰ پر لکھا ہے کہ:

''قرآن کریم نے تینوں شہروں کا نام بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ذکر کیا ہے: مکہ مدینہ اور قادیان''۔

اب مکہ اور مدینہ کے نام تو قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن قادیان کا نام قرآن کریم میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم پر مرزا قادیانی کا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کا رہتی دنیا تک کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس کا جواب دے سکے گا۔

علماء کرام قادیانیوں سے مطالبہ کرتے تھے کہ ہمیں قرآن کریم سے ''قادیان'' کا لفظ دکھاؤ یا تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا قرآن پر جھوٹ بول کر لعنت کا مستحق ہوا ہے اور وہ اپنے ان تمام فتاویٰ کا مستحق ٹھہرے گا جو اس نے جھوٹ بولنے والوں پر لگائے ہیں یعنی۔

☆ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۲۰ جلد ۳ ص ۵۶، روحانی خزائن: ۵۶/۳)

☆ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک جیسا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، روحانی خزائن: ۲۱۵/۲۲)

☆ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

(شحنۂ حق جلد ۲ ص ۳۸۶، روحانی خزائن: ۴۰/)

لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی کو قرآن، دیگر آسمانی کتابوں، انبیاء کرام و اولیاء پر اور خود خدا پر جھوٹ بولتے ذرا شرم نہ آئی۔ (اس کے ایسے جھوٹوں کے بے شمار حوالے موجود ہیں) اب قادیانی مرزا کے اس جھوٹ یعنی ''قرآن پاک میں تین شہروں کا بڑے اعزازوں اکرام سے ذکر ہے'' سے بڑے لاچار اور پریشان تھے کیونکہ قرآن پاک میں کہیں قادیان کا نام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے سوچا کہ اب قادیان کا متبادل جو شہر آباد کیا جارہا ہے تو اس کا نام ایسا رکھا جائے جو قرآن میں موجود ہوتا کہ وہ تاویل کرسکیں کہ دراصل مرزا صاحب کا مقصد یہ تھا کہ قادیان کے بدلے جو شہر آباد ہوگا اس کا نام قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ ''ربوہ'' ہے جس کا ذکر بڑے اعزاز و اکرام سے قرآن کریم میں ہے لہذا ''ربوہ'' کا قرآنی نام

رکھ کر اس جھوٹ پر ملمع سازی کرنا بھی مقصود تھا۔

تبدیلی نام کی مختصر روئیداد

اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ ہے کہ وہ ایسے دجالوں کے ناپاک منصوبے زیادہ دیر تک نہیں چلنے دیتا اور وہ ایسے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ''ربوہ'' قرآن کریم کا مقدس لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تحفظ کرنا ہی تھا' جس کا ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں عنایات سے مجھے بنا دیا۔ میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ کفر کی کسی بستی کا نام قرآن پاک کے کسی لفظ پر نہ ہونا چاہیے تاکہ آئندہ آنے والے بے خبر مسلمان قادیانیوں کی اس تحریف سے گمراہ نہ ہوں۔ مجھے صحیح طرح تاریخ تو یاد نہیں لیکن اندازہ ہے کہ اس تجویز پر ۳۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے۔

میں نے جب اس تحریک کا آغاز کیا تو ابتداء ایک دو ورقی پمفلٹ ''ربوہ کا نام تبدیل کرو'' شائع کیا۔ اسے پورے ملک میں حتی الوسع پھیلایا' رسائل و جرائد میں مضمون چھپوائے' سٹیکر تیار کروا کر مختلف عوامی جگہوں پر لگوائے' عام جلسوں میں اور کانفرنسوں میں اسے مطالبہ کی شکل میں منظور کرایا تاکہ عوام الناس تک اس کی اہمیت پہنچے۔ چنانچہ جہاں تک ہمارے لیے ممکن تھا' اس کی بھرپور تشہیر کی۔ ایک مرتبہ میں گوجرانوالہ سے بذریعہ بس سیالکوٹ جا رہا تھا کہ بس میں میں نے یہی پمفلٹ تقسیم کیا۔ تھرڈ ائیر کا ایک سٹوڈنٹ یہ پڑھ کر میرے پاس شکریہ ادا کرنے آیا۔ اس نے کہا کہ ''یہ پمفلٹ پڑھنے کے بعد اب مجھے پتا چلا کہ یہ ''ربوہ'' کوئی نیا شہر ہے ورنہ میں تو جب بھی قرآن پاک میں ''ربوہ'' کا لفظ پڑھتا یا سنتا تو بڑا خوش ہوتا کہ اتنا مقدس شہر ہمارے ملک پاکستان میں ہے۔'' اس نوجوان کا یہ تاثر سن کر میرے خیال کو مزید تقویت ملی کہ ابھی سے ''ربوہ'' کی تاریخ سے ناواقف نوجوان اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں تو مستقبل بعید میں کیا ہوگا۔ نیز ہمارے ملک کے عوام کا یہ حال ہے جہاں پر لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کیا جا رہا ہے تو پاکستان سے باہر مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا جبکہ اس نام کو مرزائی اپنے ہیڈکوارٹر کے طور پر پوری دنیا میں مشہور کر چکے ہوں گے۔

افریقی ممالک کا پہلا دورہ:

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو آئین میں باضابطہ ترمیم کر کے کافر قرار دے دیا' اسی سال مرکز الاسلام مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس ''موتمر منظمات اسلامیہ'' منعقد ہوئی۔ اس میں ایک سو چار مسلم ممالک کے تین صد سے زائد علماء کرام' مفتیان عظام اور مذہبی سکالرز نے قادیانیوں کے خلاف ایک متفقہ قرارداد سے ان کے کفر کا اعلان کیا اور تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا کہ انہیں اپنے ممالک میں غیر مسلم قرار دے کر ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں تو ان دو عظیم قراردادوں سے ہمارے لیے بیرون ملک کام کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔ چنانچہ سب سے پہلے افریقی ممالک میں دورہ کا ہمارا پروگرام مرتب ہوا کیونکہ افریقہ میں قادیانی بڑے زور شور سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ ۱۹۷۶ء میں اللہ تعالیٰ نے اسباب بہم پہنچا دیے اور راقم نے ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کی رفاقت میں دورہ کیا۔ وہاں جب چنیوٹ اور ربوہ کا ذکر کیا جاتا اور انہیں بتایا جاتا کہ چنیوٹ کی تاریخ قبل از مسیح ہے اور ربوہ ۱۹۴۸ء میں آباد ہوا ہے تو کئی لوگ ہماری تردید کرتے ہوئے کہتے کہ ''ربوہ تو بہت مقدس شہر ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ نیا شہر ہے؟'' لوگوں کی یہ پختہ رائے سن کر میرے خیال کو مزید تقویت ملی کہ جس چیز کا ہمیں خدشہ تھا وہ ابھی پورا ہو رہا ہے۔ اب اگر اس مسئلہ کو سنجیدگی سے نہ لیا گیا تو آئندہ نسلوں کا کیا حال ہوگا؟ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا کہ اس نام کو ہر حال میں تبدیل ہونا چاہیے تاکہ آئندہ نسلیں قرآن کریم کی اس تحریف سے محفوظ ہو جائیں۔

واپس وطن پہنچ کر میں نے اس تحریک کو بھرپور طریقہ سے شروع کیا حتیٰ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان' جمعیت علمائے اسلام' تنظیم اہل سنت اور دیگر دینی جماعتوں نے بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر اس مطالبہ کو اپنے دیگر مطالبات میں شامل کر لیا۔

ایک ہم جنوں مجاہد دوست:

ہمارے ایک دوست ملک نصیر الدین صاحب مرحوم (سٹیشن ماسٹر) ضلع گورداسپور کے مہاجر تھے ان کے بعض رشتہ دار قادیانی بھی تھے۔ ملک صاحب ختم نبوت کے سچے عاشق اور پروانے تھے۔ قادیانیوں کے خلاف تبلیغ کرنے کا شوق انہیں جنوں کی حد تک تھا' با قاعدہ حوالہ جات کے لیے کتابیں رکھتے تھے۔ دوران سرکاری ملازمت مرزائی ملازمین سے مناظرے کرتے تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں یہ واحد سرکاری ملازم دیکھا ہے جو اپنی ملازمت کی بھی پروا کیے بغیر جنون کی حد تک مرزائیوں کے خلاف علمی مباحث میں حصہ لیتا تھا۔ میرے ساتھ خط و کتابت کرتے رہتے تھے' ڈاک سنسر ہوتی تھی۔ کئی مرتبہ ملازمت سے معطل بھی کر دیے گئے لیکن اس مجاہد کو اس بات کی ذرا پروانہ تھی۔ کہا کرتے تھے "اگر قادیانی سرکاری ملازمین اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہ جرم نہیں تو ہم پاکستان میں سچے مذہب اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں' یہ کیسے جرم ہوگا؟" انہوں نے سنسر کی بناء پر اپنا قلمی نام "ابو امجد" رکھا ہوا تھا۔ میرے استاذ محترم فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمہ اللہ سے بھی انہیں بڑی عقیدت تھی۔ انہیں اپنے گھر مہمان رکھ کر ان کی خدمت بھی کرتے اور ان سے استفادہ بھی کرتے بلکہ حضرت استاذ مکرم نے اپنے آخری ایام مرض الوفات جناب ملک صاحب مرحوم کے گھر قصور میں ہی گزارے۔ ماسٹر صاحب نے ان کی بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ہر دو عاشقان ختم نبوت کو جنت الفردوس میں اکٹھی جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) وفات سے چند روز قبل ملک صاحب ہی نے حضرت کو شکر گڑھ کے ناگریاں گاؤں پہنچایا تھا۔

صوفی برکت علی مرحوم سالاروالے سے ملاقات:

ملک صاحب کا اور میرا رشتہ باہمی جنوں "ربوہ" نام کی تبدیلی کا بھی تھا۔ انہوں نے تجویز دی کہ ربوہ سٹیشن کا نام اگر بدل جائے تو پھر ربوہ شہر کا نام بھی بدل جائے گا۔ حالانکہ یہ بات بالکل غیر معقول تھی کیونکہ سٹیشنوں کے نام تو شہروں کے نام کی مناسبت سے ہوتے ہیں جب تک شہر کا نام نہ بدلے سٹیشن وغیرہ کا نام تبدیل نہیں ہو سکتا مگر شوق جنوں میں بغیر سوچے سمجھے ان کی تجویز پر سٹیشن کا نام تبدیل کرانے

کی تدبیر سوچی کہ اس وقت ریلوے کے وزیر عبدالحفیظ چیمہ صاحب ہیں اور وہ صوفی برکت علی مرحوم سالاروالے کے مرید ہیں۔ صوفی برکت علی صاحب کے پاس چلتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ اپنے مرید وزیر موصوف سے سٹیشن کا نام تبدیل کرنے کے لیے کہیں۔ چنانچہ ہم دونوں صوفی صاحب کے پاس سالاروالا پہنچے۔ صوفی صاحب کا نام تو کافی سنا ہوا تھا مگر ان سے ملاقات کا شرف اس سے قبل حاصل نہ ہوا تھا۔ یہ پہلی ملاقات اپنے خاص جنوں کی وجہ سے تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ صوفی صاحب کو حضور سرکار دو عالم ﷺ سے سچی محبت ہے اور ختم نبوت کے عاشق ہیں۔ میرا تعارف جب ان سے ہوا تو جس گدی پر تشریف فرما تھے فوراً چھوڑ دی اور مجھ ناچیز کو زبردستی اپنی گدی پر بٹھا دیا جبکہ خود میرے سامنے دوزانو اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی مرید اپنے پیر کے سامنے بیٹھتا ہے۔ آپ فرمانے لگے کہ ”اصل کام تو آپ کر رہے ہیں' ہم تو بے کار لوگ ہیں“ فرمایا ”جب بڑا بادشاہ آ جاتا ہے تو نائبین گدی چھوڑ دیتے ہیں' آپ اس گدی کے زیادہ مستحق ہیں۔“ میں صوفی صاحب کی انکساری اور تواضع سے بہت متاثر ہوا۔ ان کی یہ عقیدت میرے بارے میں شاید اس وجہ سے تھی کہ میں ختم نبوت کے لیے عملی کام جنوں کی حد تک شوق سے کر رہا تھا۔ اس کے بعد آپ نے دودھ سے ہماری تواضع فرمائی اور ایک سبز چادر منگوا کر میرے اوپر ڈال دی۔ آخر ہم نے آنے کا مدعا بیان کیا تو انہوں نے کہا ”میں وزیر موصوف سے کوئی کام کہتا تو نہیں لیکن یہ بات ان سے ضرور کروں گا۔ مجھے امید واثق ہے کہ صوفی صاحب نے چیمہ صاحب سے ضرور بات کی ہوگی لیکن وہ اس بات کو کسی افسرانہ طریقے سے ٹال گئے ہوں گے۔ مگر ہم نے اپنا ذوق پورا کیا' حکومتی سطح پر یہ ہماری پہلی کوشش تھی۔

حضرت مفتی محمود صاحب سے استدعا:

غالباً ۱۹۸۰ء میں صدر ضیاء الحق شہید نے حدود آرڈیننس نافذ کیا تھا تو قومی اتحاد نے فیصلہ کیا کہ اس خوشی میں ۱۲ ربیع الاول کو نیلا گنبد لاہور کی جامع مسجد سے جلوس نکالا جائے جس کی قیادت قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف حضرت مفتی محمود صاحب کریں گے۔ بندہ بھی اس موقع پر لاہور پہنچ گیا۔ حضرت

مفتی محمود صاحب مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے راقم بھی ان کے پاس پہنچ گیا تقریریں ہو رہی تھیں، مفتی صاحب بیٹھے صدارت فرما رہے تھے۔ پنجابی کی ضرب المثل ہے "ہوری نوں ہوری دی انھے نوں ڈنگوری دی" میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آج کل آپ کی جنرل ضیاء الحق سے گاڑھی چھن رہی ہے ان تعلقات سے کچھ فائدہ اٹھالیں۔ قادیانیوں کے متعلق چند مطالبات ہیں اسے توجہ دلا کر منظور کرا لیں جس پر انہوں نے دریافت فرمایا کہ "کون سے مطالبات؟" راقم بیان کرنے لگا تو حضرت مفتی صاحب نے اپنی ڈائری نکالی اور میرے مطالبات لکھنے شروع کر دیے۔ ان مطالبات میں سرفہرست "ربوہ" کا نام تبدیل کرنے کا مطالبہ تھا۔ مفتی صاحب مرحوم نے میرے تمام مطالبات لکھ لیے البتہ ایک مطالبہ پر اپنا قلم روک لیا اور وہ تھا قرآن کریم کے قادیانی تراجم پر پابندی لگانے کا' لگے ہاتھوں یہ بھی سن لیں تا کہ تاریخ میں ریکارڈ ہو جائے۔ مفتی صاحب نے قلم روک کر فرمایا کہ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کل کو آپ کہیں گے کہ قرآن کریم کے شیعی تراجم پر بھی پابندی لگائیں کیونکہ اس میں بھی بڑی تحریفات ہیں۔ پھر آپ کہیں گے کہ بریلوی تراجم پر پابندی لگائیں' بریلوی کہیں گے کہ دیوبندی تراجم پر پابندی لگائیں۔ یہ تو نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اور یہ ناممکن ہے۔" راقم نے عرض کیا کہ "حضرت قادیانیوں اور دوسروں میں بڑا فرق ہے۔ قادیانی سرکاری اور آئینی طور پر کافر قرار دیے جا چکے' ان کو اپنے باطل نظریات کے مطابق ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ بخلاف دوسرے مسالک کے کہ وہ اگرچہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہوں لیکن سرکاری اور آئینی طور پر ان میں سے کوئی بھی کافر نہیں ہے۔ اس لیے ان کے تراجم پر پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔" فرمایا کہ لو یہ بھی کوئی بات ہے اگر کوئی عیسائی ترجمہ کرے تو پھر؟" میں نے عرض کیا "اگر عیسائی یا کوئی غیر مسلم اگر کسی غیر مسلم ملک میں ترجمہ کرتا ہے تو ہم اسے روک نہیں سکتے لیکن اپنے ملک میں ہم کسی غیر مسلم کو قرآن کریم کے ترجمہ کی اجازت نہیں دے سکتے گو وہ تحریف نہ بھی کرے۔"

"لایمسہ الاالمطھرون"

پھر اگر وہ اپنے کفریہ نظریات کے مطابق ترجمہ کرے تو ان تمام پر پابندی ہونی چاہیے۔ کسی غیر مسلم کو یہ

حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے باطل نظریہ کے مطابق قرآن کا ترجمہ کرے۔ میرے اس معقول جواب پر بھی وہ مطمئن نہ ہوئے اور فرمایا کہ "مجھے کسی وکیل سے پوچھ کر بتائیں کہ ان کے تراجم پر پابندی کیسے لگ سکتی ہے؟"

بہر حال اس مطالبہ کے علاوہ مفتی صاحب نے میرے تمام مطالبات اپنی ڈائری میں تحریر فرما لیے لیکن قادیانی تراجم پر پابندی اتنا مشکل نظر آتا تھا کہ حضرت لکھنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے جب کہ ۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو یہی مشکل کام بسہولت سرانجام پا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں صدر ضیاء الحق نے اسلام آباد میں علماء کنونشن منعقد کیا تو راقم مرزا محمود کا ترجمہ ہمراہ لے گیا اور تقریر کے دوران ضیاء الحق کو پیش کیا اور اس سے پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تو ضیاء الحق نے جسے حضرت مفتی صاحب قادیانی کہتے تھے (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیں) نے اس پر پابندی لگادی نہ صرف اس پر بلکہ بعد میں مرزا محمود کی تفسیر صغیر مولوی شیر علی قادیانی کا انگلش ترجمہ قرآن ملک غلام فرید قادیان کا انگلش ترجمہ اور تفسیر ان تمام پر پابندی لگادی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم شہید پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور کروٹ کروٹ اسے جنت نصیب فرمائیں غرضیکہ ربوہ نام کی تبدیلی کا مطالبہ حضرت مفتی صاحب کو بھی اس وقت لکھوایا جب ضیاء الحق شہید سے ان کے اچھے تعلقات تھے لیکن بات نہ بن سکی۔

صدر ضیاء الحق سے مدینہ منورہ میں ملاقات:

مطالبات اور جدوجہد کا سلسلہ چلتا رہا۔ ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات میں اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے بندہ ناچیز پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ الیکشن کے دوران ہی جامعہ اسلامیہ مدینہ شریف کی طرف سے سرکاری طور پر طلباء کو رد قادیانیت کا تربیتی کورس کرانے کی دعوت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت دو اعزاز عطا فرمائے۔ بندہ الیکشن میں کامیاب ہونے اور حلف اٹھانے کے بعد شکرانہ کا عمرہ ادا کرنے اور رد قادیانیت کا کورس کرانے حجاز مقدس چلا گیا۔ جب عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ ضیاء الحق (شہید) بھی عمرہ کے لیے آئے ہوئے ہیں اور اب مدینہ منورہ شیر اٹون ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً رابطہ کر کے ملاقات کا ٹائم لیا۔ واقفیت تو پہلے بھی تھی کیونکہ علماء کنونشن میں ان کے

سامنے مفصل تقریر ہو چکی تھی اور الحمدللہ انہوں نے میرے بعض مطالبات پر عملدرآمد بھی کر دیا تھا۔ اس پر "ہدیہ تبریک اور عرضِ مزید" کے عنوان سے اشتہار چھپوا کر اندرون و بیرون ملک بڑی تعداد میں بھجوائے تھے اور ان کے اس عظیم کارنامہ (قادیانی ترجمہ پر پابندی اور اسلامی اصطلاحات کے ممنوع قرار دینے) پر اہلِ وطن اور غیر ممالک کے مسلمانوں سے ہزاروں تار اور خطوط بھجوائے جا چکے تھے۔ ان کے سیکرٹری نے پانچ منٹ ملاقات کا ٹائم دیا لیکن ون ٹو ون کوئی بیس پچیس منٹ مفصل ملاقات ہوئی۔ (کرنل دروازہ پر ہر پانچ منٹ بعد آ کر گھڑی دکھا دیتا تھا) انہوں نے پوچھا "کیسے آنا ہوا؟" بتایا کہ مدینہ یونیورسٹی والوں نے طلباء کو ردِ قادیانیت کورس کرانے کے لیے بلایا ہے، سن کر بہت خوش ہوئے پھر میں نے اپنی ملاقات کی غرض بیان کی اور اس ملاقات میں صرف ربوہ نام کی تبدیلی کا واحد مسئلہ تفصیلاً بیان کیا۔ مرحوم نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے پوری تفصیل سنی پھر پوچھا "متبادل نام کیا تجویز کیا ہے؟" میں نے چند ایک نام بتائے۔ میں نے کہا "اصل غرض "ربوہ" کا نام بدلنا ہے تاکہ قرآنی مقدس لفظ کا تحفظ ہو جائے، متبادل نام کوئی بھی ہو سکتا ہے۔" موصوف نے میرے موقف کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ "واقعی یہ نام بدلنا چاہیے۔ میری تو پہلے کسی نے توجہ نہیں دلائی ورنہ جب ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا تھا اگر اس وقت کوئی اس طرف توجہ دلاتا تو میں اسے بھی تبدیل کر دیتا۔" میں نے کہا کہ "ہم تو مدت دراز سے مطالبہ کر رہے ہیں قراردادیں پاس کرا کر بھجوا رہے ہیں لیکن آپ تک کوئی پہنچنے ہی نہیں دیتا۔" انہوں نے فرمایا کہ "جب آپ پاکستان واپس آئیں تو مجھے ملیں۔" میں نے اس پر صاد کیا۔

پاکستان واپس آنے کے بعد اسلام آباد سیرت کانفرنس میں مجھے شرکت کے لئے دعوت مل گئی راقم فائل تیار کر کے ہمراہ لے گیا کانفرنس کے کے اختتام پر جب موصوف سے ملاقات ہوئی تو میں نے فائل پیش کی۔ انہوں نے وہ فائل اس وقت کے وزیر مذہبی امور جناب حاجی ترین صاحب کے سپرد کر دی۔ بعد میں ان سے اس سلسلہ میں متعدد ملاقاتیں کیں۔ وہ ابھی سوچ بچار ہی کر رہے تھے کہ ان کی وزارت ختم ہو گئی اور حاجی سیف اللہ صاحب مذہبی امور کے وزیر مقرر ہو گئے۔ ان سے اس سلسلہ میں دو تین ملاقاتیں ہوئیں پہلے تو وہ نام کی تبدیلی سے ہی اتفاق نہیں کر رہے تھے۔ جب دلائل سے قائل کیا اور بتایا

کہ جنرل صاحب نے اس سے اتفاق کیا ہے یہ نام واقعی بدلنا ضروری ہے تاکہ آئندہ آنے والے لوگ گمراہ نہ ہوں۔ پھر متبادل نام پر بحث ہوئی کہ "کیا ہو؟" کئی نام پیش کیے انہوں نے مختلف اعتراضات کیے۔ آخر میں نے کہا کہ ایسا کریں کہ جیسے حکومت نے "منٹگمری" (انگریز) نام تبدیل کر کے اس کا پرانا نام "ساہیوال" رکھا ہے اور کیمبل پور (بھی انگریز کے نام پر تھا) کا نام تبدیل کر کے اس کا نام "اٹک" رکھا ہے ربوہ کا پرانا نام کاغذات مال میں "چک ڈھگیاں" ہے وہ رکھ دیں۔ حاجی صاحب نے اس نام سے اتفاق کیا کہ "یہ نام درست ہے ہم پر اگر کسی طرف سے دباؤ پڑا یا اعتراض ہوا تو ہم کہہ سکیں گے کہ قادیانی "ربوہ" کہتے تھے مسلمان "صدیق آباد" یا کوئی اور کہتے تھے ہم نے رفع تنازعہ کے لیے پرانا نام رکھ دیا ہے۔ میں نے ان کی تجویز سے اتفاق کر لیا لیکن یہ طے ہو جانے کے باوجود یہ نیکی ان کے ہاتھوں بھی عمل میں نہ آسکی کیونکہ تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی ان کی وزارت ختم کر دی گئی۔

پنجاب اسمبلی میں قرارداد:

اندریں حالات میں میں نے اسمبلی کے لیے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ اسمبلی میں اس قرارداد کو پیش کر سکوں۔ ۱۹۸۵ء کے الیکشن میں میں پہلی مرتبہ اللہ کے فضل سے پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ میں نے اسمبلی میں دو قراردادیں پیش کیں۔ ایک "ربوہ" کا نام تبدیل کرنے کی اور دوسری چنیوٹ سب ڈویژن کو ضلع بنانے کے متعلق تھی۔ طریق کار یہ تھا کہ پرائیویٹ ممبران کی قراردادوں کے لیے ہفتہ میں ایک دن (منگل) مقرر ہوتا چنانچہ قرعہ اندازی ہوتی جن کے نام قرعہ میں نکل آتے وہ چار پانچ قرار دادیں پیش ہوتیں پھر اگر کسی اجلاس میں قرارداد پیش نہ ہو سکے تو اسمبلی کا اجلاس ختم ہوتے ہی وہ تمام قرار دادیں بھی ختم ہو جاتیں۔ آئندہ اجلاس کے لیے پھر نئے سرے سے قراردادیں بھیجنا پڑتیں۔ ایک مرتبہ خوش قسمتی سے قرعہ میں راقم کا نام نکل آیا۔ مجھ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی دو قراردادیں ہیں آپ کونسی لانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا "ربوہ" والی۔ اس طرح آئندہ منگل کو ایجنڈا میں میری قرارداد بھی آگئی۔ بڑی امید بندھی کہ اب تو انشاء اللہ یہ قرارداد پیش ہو کر منظور ہو جائے گی کیونکہ کوئی مسلمان ممبر اس کی مخالفت نہیں

کرے گا۔ منظور وٹو صاحب اس وقت اسمبلی کے سپیکر تھے انہوں نے اس روز ''امن عامہ'' پر بحث اتنی لمبی کرادی کہ قراردادوں کا وقت جاتا رہا اور کوئی بھی قرارداد پیش نہ ہوسکی۔ میں نے دوران اجلاس کئی مرتبہ سپیکر صاحب کی توجہ دلائی کہ بحث کو مختصر کریں کیونکہ مفاد عامہ کے متعلق بڑی اہم قراردادیں آ رہی ہیں' وہ رہ جائیں گی لیکن وقت ختم ہوگیا اور وہ قراردادیں پیش نہ ہوسکیں۔ اس کے بعد ہر اجلاس میں یہی قرارداد بھیجتا رہا لیکن پھر کبھی قرعہ میں میری قرارداد نہیں آئی اور وہ وٹو کے دور میں آ بھی کیسے سکتی تھی؟

فارورڈ بلاک کا اعلان میاں صاحب کا تحریری وعدہ:

میاں نواز شریف کی وزارت اعلیٰ کا زمانہ تھا' ہمارے جائز کام بھی نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے فارورڈ بلاک بنانے کا اعلان کر دیا۔ میں ان دنوں سروسز ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھا۔ جب اخبارات میں میرے اعلان کا چرچا ہوا تو سرکاری نمائندوں نے میرے ساتھ رابطے شروع کر دیے۔ میں نے اپنی شکایات بیان کیں' بات وزیر اعلیٰ تک پہنچی پہلے شہباز شریف صاحب ہسپتال آئے اور براہ راست میرے مطالبات سنے۔ طے ہوا کہ میاں نواز شریف صاحب خود تشریف لا کر یقین دہانی کرائیں۔ چنانچہ مولانا فضل الرحیم صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ کے ہمراہ میاں نواز شریف ہسپتال تشریف لائے۔ میں نے اپنی شکایات اور مطالبات ذکر کیے' میاں صاحب نے شکایات دور کرنے کا وعدہ کیا اور ربوہ کا نام تبدیل کرنے اور چنیوٹ کو ضلع بنانے کا تحریری وعدہ مولانا فضل الرحیم صاحب اور ان کے بڑے بھائی سیٹھ عبداللہ (مرحوم) کے روبرو فرمالیا۔

ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی قرارداد:

راقم میاں صاحب سے وعدہ وفا کرنے کا مطالبہ کرتا رہا' آخر ایک دفعہ میاں صاحب نے کہا کہ ''آپ پہلے ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے قرارداد منظور کرائیں پھر ان کے لیے یہ کام آسان ہو جائے گا۔'' میں نے کہا کہ آپ ڈی سی جھنگ کو ہدایت کریں کہ وہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے چیئرمین سے کہہ کر قرارداد منظور کروائیں۔'' انہوں نے چودھری محمد اقبال وزیر آبپاشی کے ذمہ لگا دیا' ان سے ڈی سی جھنگ کو بھی کہلوایا پھر میں ڈی سی کے پیچھے پڑا رہا لیکن اس کا ٹرانسفر ہوگیا۔ اسی طرح کئی افسر آتے جاتے رہے۔ میں نے

ہر ایک سے مطالبہ جاری رکھا وعدے وعید ہوتے رہے مگر کام نہ ہو سکا۔

اسی دوران ڈاکٹر محمد امجد ثاقب صاحب بطور اے سی چنیوٹ آئے۔ ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ وہ اہل علم آدمی تھے بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ یہ ایک اہم دینی مسئلہ ہے۔ انہوں نے قرارداد منظور کرانا اپنے ذمے لے لیا۔ چودھری پرواز کونسلر ٹاؤن کمیٹی ربوہ کو قرارداد پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے قرارداد پیش کی۔ اس تگ و دو میں کئی سال گزر گئے۔ بالآخر ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر امجد ثاقب نے ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے تبدیلی نام کی قرارداد بالاتفاق منظور کرا دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین اور اس کار خیر میں شریک کونسلرز کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے ربوہ نام کی تبدیلی کے لیے پہلے ٹھوس بنیاد فراہم کی۔

وزیر اعظم میاں نواز شریف سے ملاقات:

اسی دوران راقم بلدیہ چنیوٹ کا چیئرمین منتخب ہوا اور میاں نواز شریف کو اللہ نے وزارت عظمیٰ کے منصب سے نوازا۔ میاں صاحب نے اسلام آباد میں پنجاب بھر کے چیئرمینوں کی دعوت کا انتظام کیا۔ میں بھی اس دعوت میں بطور چیئرمین بلدیہ چنیوٹ شریک ہوا۔ میں ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی منظور کردہ قرارداد اور دیگر ضروری دستاویزات کی ایک فائل تیار کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ تقریب کا افتتاح راقم کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نذیر سعید صاحب سیکرٹری وزیر اعظم (جو کہ پہلے وزارت اعلیٰ کے دور میں بھی میاں صاحب کے سیکرٹری رہ چکے تھے) سے دیرینہ واقفیت اور بے تکلفی تھی۔ ان سے کہا کہ تقریب کے اختتام پر آپ مجھے ملاقات کا وقت لے کر دیں تاکہ یہ فائل خود وزیر اعظم کو پیش کروں۔ ورنہ یہ اہم فائل آپ کے ذمہ ہے۔ انہوں نے بخوشی حامی بھر لی۔ اس موقع پر راقم کی ملاقات نہ ہو سکی۔ چنانچہ یہ فائل نذیر سعید صاحب کے سپرد ہوئی اور انہوں نے یہ فائل چند ماہ بعد وزیر اعظم پہنچا دی۔

وزیر اعظم سیکرٹریٹ سے چٹھی:

چند ماہ بعد وزیر اعظم سیکرٹریٹ سے ایک چٹھی نمبری چیف سیکرٹری پنجاب کے نام جاری شدہ JS(IMP)/MIS/M/8906/2641 کی کاپی موصول ہوئی۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ محنت ٹھکانے

لگی اور دیرینہ آرزو برآئی۔ ہم نے اس چٹھی کی خبر اخبارات کو دے دی۔ کچھ دنوں بعد جب راقم وہ چٹھی لے کر چیف سیکرٹری سے ملا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے وہ چٹھی ریونیو بورڈ بھیج دی ہے آپ ان سے معلوم کریں۔ جب ریونیو بورڈ کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے وہ چٹھی کمشنر فیصل آباد شہزاد پرویز کو بھیجی تھی لیکن اس نے اس سے موافقت نہیں کی لہٰذا وہ چٹھی داخل دفتر ہو گئی ہے۔ جو امید بندھی تھی اس پر بھی اوس پڑ گئی بڑی مایوسی ہوئی لیکن راقم نے ہمت نہ ہاری اور اپنا مطالبہ جاری رکھا۔

امام کعبہ شیخ سبیل اور ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کے خطوط:

حجاز مقدس کے سفر میں رئیس الحرمین امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل سے ملاقات میں میں نے اپنے اس مطالبہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی میرے مطالبہ کی تائید کی اور کہا کہ واقعی یہ خطرناک قسم کی تحریف ہے۔ اور سادہ لوح ناواقف مسلمانوں کی گمراہی کا شدید خطرہ ہے۔ لہٰذا عامۃ الناس کو اس گمراہی سے بچانے کے لیے نام کی تبدیلی ضروری ہے۔ اس طرح امام کعبہ اور رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سے صدر ضیاء الحق اور وزیراعلیٰ پنجاب کو خطوط لکھوائے۔

بیرونی ممالک سے قراردادیں:

بندہ بیرون ملک جہاں بھی جاتا وہاں کے لوگوں کو ترغیب دے کر اور اس کی اہمیت سمجھا کر وہاں سے ربوہ نام تبدیل کرانے کی قراردادیں' خطوط اور تاریں پاکستان بھجواتا۔ سعودی عرب' عرب امارات' یورپ وامریکہ کے اکثر ممالک سے اس نوع کی قراردادیں مسلسل بھجواتا رہا' اندرون ملک اور بیرون ملک اخبارات ورسائل میں جب کبھی میرا انٹرویو ہوتا تو دیگر مطالبات کے ساتھ سرفہرست اس مطالبہ کو رکھتا تھا۔

ھدیہ تبریک اور عرض مزید:

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا' ۲۱' ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء میں جنرل ضیاء الحق شہید نے اسلام آباد میں منعقدہ علماء کنونشن میں میرے پیش کردہ چند مطالبات منظور کر لیے جن میں سرفہرست مرزا بشیر الدین محمود کا اردو ترجمہ قرآن (جس میں تحریف کی گئی تھی اور پاکستان کی وزارت مذہبی امور کے

سرٹیفکیٹ کے ہمراہ چھپ کر گمراہی کا ذریعہ بن گیا تھا) کی ضبطی تھا۔ تو راقم نے اس سلسلہ میں ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا "ہدیہ تبریک اور عرض مزید" اس "عرض مزید" میں میں نے اپنے بقیہ مطالبات بھی تحریر کیے جن میں اولین "ربوہ" نام کی تبدیلی کا مطالبہ تھا۔

(مطبوعہ اشتہار کی فوٹو کاپی آخر میں دی جا رہی ہے' ملاحظہ فرمائیں) بعدازاں اسی مضمون کے ٹیلی گرام تیار کروا کر سعودی عرب اور عرب امارات سے سینکڑوں کی تعداد میں بھجوائے۔

پنجاب اسمبلی کے دیگر ممبران سے ملاقاتیں:

۱۹۹۳ء کے الیکشن میں راقم بوجوہ الیکشن میں کامیاب نہ ہو سکا تو ایس اے حمید صاحب آف گوجرانوالہ جو ہمارے ادارہ کے لائف ممبر بھی ہیں اور ختم نبوت مشن سے ہم آہنگ اور دینی ذہن رکھنے والے ہیں۔ نیز اسمبلی میں چند اچھے بولنے والے ممبران میں شمار ہوتے ہیں اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو اپنی کتاب "چودہ میزائل" پیش کی جس کے آخر میں ربوہ نام کی تبدیلی کی جدوجہد کی بھی پوری تفصیل درج تھی اور وزیراعظم کی چٹھی بنام چیف سیکرٹری بھی موجود تھی۔ ان حضرات کو توجہ دلائی کہ اب میں تو اسمبلی میں موجود نہیں' آپ اس مسئلہ کو اسمبلی میں اٹھائیں اور یہ قرارداد منظور کروائیں۔ اپنے علاقہ کے ممبران قومی وصوبائی اسمبلی مولانا رحمت اللہ' قاضی علی حسن رضا پی' سردارزادہ طاہر شاہ اور غلام عباس نسوانہ صاحبان سے بھی قرارداد کے حق میں تحریرات حاصل کیں اور ان کو بھی توجہ دلائی کہ آپ ضلع جھنگ سے متعلق ہیں آپ اس مسئلہ کو اسمبلی فورم پر لائیں۔

وکلاء سے مشورے:

اپنی اس تمام تر جدوجہد کے باوجود جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو عدالتی راستہ اختیار کرنے کے لیے سینئر وکلاء سے مشورے شروع کیے۔ چنانچہ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب اسماعیل قریشی (لاہور) سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد ملک رب نواز سینئر وکیل سے مشورہ کیا' ہر دو نے امید دلائی کہ اگر عدالتی چارہ جوئی کی جائے تو کامیابی کی بڑی امید ہے۔ چنانچہ انہوں نے کاغذات مال کی نقل مانگی' جن

میں اب تک اس جگہ کا نام ''چک ڈھگیاں'' چلا آتا ہے۔ راقم نے ڈی سی جھنگ کے ریڈر میاں محمد اسحاق چوہان کے ذمہ ریکارڈ تلاش کرنے کا کام لگایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد پچاس سالہ پرانا ریکارڈ تلاش کر دیا اب تک محکمہ مال کے ریکارڈ میں اس جگہ کا نام ''چک ڈھگیاں'' ہی ہے۔ بندہ نے وہ ریکارڈ ملک رب نواز کو دیا کہ آپ کیس کی تیاری کریں کہ ''ربوہ'' قرآن کریم کا لفظ ہے جس سے امت مسلمہ کو دھوکہ ہو رہا ہے اس لیے اس نام کو تبدیل کر کے پرانا نام رکھا جائے تاکہ لوگ Confusion اور دھوکہ سے بچ جائیں۔ انہوں نے اس مقدمہ کی تیاری کا وعدہ کر لیا۔

۱۹۹۷ء کے الیکشن میں کامیابی:

اپنے جنون کی یہ تگ و دو جاری رہی حتیٰ کہ بندہ ناچیز محض اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ۱۹۹۷ء میں تیسری مرتبہ پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ الیکشن میں میری کامیابی خاص ختم نبوت کا معجزہ تھا کیونکہ جماعتی انتخابات تھے' مسلم لیگ کا طوفان آیا ہوا تھا' اکثر دوستوں کا اصرار تھا کہ آپ مسلم لیگ سے ٹکٹ لیں ورنہ کامیابی کا کوئی چانس نہیں لیکن بعض سنجیدہ تجزیہ نگار لوگوں کی رائے تھی کہ آپ ٹکٹ نہ لیں کسی اور کو مل جائے تو اس میں کامیابی کا زیادہ چانس ہے۔ میری اپنی رائے بھی یہی تھی لیکن عوامی دباؤ کے پیش نظر مسلم لیگ سے ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست دے دی گئی مگر تمام تر کوشش کے باوجود ٹکٹ نہ مل سکا کیونکہ اس میں سب سے بڑی شرط مسلم لیگ میں شمولیت تھی جو ٹکٹ کی خاطر میرے لیے ممکن نہ تھی۔ اس کے علاوہ درخواست فارم میں یہ حلفیہ معاہدہ بھی تھا کہ اگر درخواست دہندہ کو ٹکٹ نہ ملے تو وہ الیکشن میں کھڑا نہیں ہوگا اور جس کو ٹکٹ ملے گا وہ اس کی حمایت کا پابند ہوگا۔ مجھے یہ شرط بھی منظور نہ تھی۔ میں نے اس کو کراس کر دیا۔ اگرچہ ہمارے علاقہ میں بعض دوسرے درخواست دہندگان نے اس حلف کی پاسداری نہیں کی اور حلف توڑ کر الیکشن میں کود پڑے لیکن میرے لیے حلف نامہ دینے کے بعد خلاف ورزی ناممکن تھی۔ اگر میں مسلم لیگ میں شمولیت کر لیتا تو میرا ٹکٹ یقینی تھا۔ انٹرویو کرنے والے پینل نے مجھ سے صرف اس ایک شرط یعنی مسلم لیگ

میں شمولیت کا مطالبہ کیا تھا لیکن میں نے معذرت کر دی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی چھتری کے بطور آزاد امیدوار بڑی بھاری اکثریت سے کامیاب کر دیا۔ مسلم لیگی ٹکٹ ہولڈر قاضی صفدر کو کل چھ ہزار ووٹ ملے اور راقم ناچیز کو چھبیس ہزار ووٹ حاصل ہوئے۔ یہ محض ختم نبوت کی برکت تھی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کام لینا تھا اس لیے اسمبلی میں پہنچا دیا۔ اس الیکشن میں پنجاب اسمبلی کا میں واحد مولوی ممبر تھا جو بغیر کسی جماعتی ٹکٹ کے بطور آزاد امیدوار بھرپور کامیابی سے سرفراز ہو کر اسمبلی میں پہنچا۔

اسمبلی کے ڈپٹی سیکرٹری سے مشورہ:

جب بندہ نے حلف اٹھالیا تو ڈپٹی سیکرٹری سے پہلا مشورہ یہ کیا کہ "ربوہ" نام کی تبدیلی کے سلسلہ میں مجھے اب کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے انہیں پچھلی پوری تفصیل سنائی۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اب آپ کا کام آسان ہو چکا ہے اب قرارداد کی ضرورت نہیں موجودہ صورتحال میں آپ کا بہترین سوال بنتا ہے کہ "وزیر اعظم کی چٹھی جو ربوہ نام کی تبدیلی سے متعلق چیف سیکرٹری کو بھیجی گئی اس کے متعلق بتائیں کہ اس پر عملدرآمد ہوا یا نہیں؟ اور اگر ابھی تک عمل نہیں ہوا تو کیا اس پر حکومت کا عمل درآمد کرنے کا ارادہ ہے؟ اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟" چنانچہ ان کی تجویز اور رائے کے مطابق سوال بنا کر جمع کرا دیا۔

غلط جواب پر تحریک استحقاق:

کئی ماہ بعد سوال کا جواب موصول ہوا کہ ریونیو بورڈ کو وزیر اعظم کی اس طرح کی کوئی چٹھی موصول نہیں ہوئی۔ یہ صریح جھوٹ تھا۔ میں نے سوال کے ہمراہ چٹھی کی نقل بھی لگائی تھی اور ریونیو بورڈ سے خود معلوم کر چکا تھا کہ ان کے ہاں باضابطہ چٹھی موجود تھی جس سے کمشنر فیصل آباد نے اتفاق نہیں کیا تھا۔ میں نے اس غلط جواب پر تحریک استحقاق پیش کر دی اسپیکر صاحب نے چیمبر ہی میں مسترد کر دی (سوال و جواب اور تحریک استحقاق کی نقل آخر میں دی جا رہی ہے) اس پر میں نے اسمبلی کے اندر اور باہر شدید احتجاج کیا بلکہ ایک دن اسمبلی کے فورم پر سپیکر صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ سپیکر

منظور ودٹو سے شدید اختلاف کے باوجود اس کا رویہ آپ سے اچھا تھا۔ اگر کوئی تحریک یا قرارداد پیش کی جاتی تو وہ کم از کم ہاؤس میں پڑھنے کی اجازت تو دے دیتا تھا پھر پڑھنے کے بعد آؤٹ آف رولز قرار دے دیتا تھا۔ آپ تو ہماری ہر تحریک چیمبر میں ہی رد کر دیتے ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں محترم جناب صدر تارڑ صاحب سے بھی شکایت کی کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر جو بھی تحریک پیش کرتا ہوں وہ چیمبر میں ہی مسترد کر دی جاتی ہے۔ سپیکر صاحب سے بارہا ملاقات کرنے کے لیے ٹائم مانگا لیکن وہ ٹال مٹول کر دیتے۔ بالآخر بڑی جدوجہد کے بعد ایک مرتبہ ٹائم ملا۔ میں نے ان سے استفسار کیا کہ آپ نے میری تحریکیں بلاوجہ کیوں مسترد کر دی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اب آپ دوبارہ بھیج دیں۔ "ربوہ" کی تحریک استحقاق کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ مختصر قرارداد بنا کر بھیج دیں ہم اسے ایجنڈے میں لے آئیں گے۔

اسمبلی میں مختصر قرارداد:

سپیکر صاحب کی ہدایت پر ڈپٹی سیکرٹری سے مل کر مختصر قرارداد کا مسودہ تیار کیا اور قرارداد جمع کرا دی۔
قرارداد کا متن درج ذیل تھا:

""اس ایوان کی رائے ہے کہ "ربوہ" کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق "چک ڈھگیاں" یا کوئی اور نام رکھا جائے۔""

کئی ماہ گزرنے کے بعد اسمبلی سے جواب موصول ہوا کہ ریونیو بورڈ والوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا' لہٰذا واپس کی جاتی ہے۔ چنانچہ قرارداد پھر واپس آ گئی۔ (آخر میں اسمبلی کی چٹھی کی نقل دی جا رہی ہے) ریونیو بورڈ کے ڈائریکٹر نے لکھا کہ چونکہ "ربوہ" قرآن کریم کا لفظ ہے اس لیے اسے نہیں بدلنا چاہیے۔ یہ پڑھ کر تعجب کی انتہا نہ رہی اور انتہائی افسوس بھی ہوا کہ جو وجہ ہم تبدیلی کے ضمن میں پیش کر رہے ہیں' وہی وجہ وہ اس کی مخالفت میں تحریر کر رہے ہیں۔

ڈائریکٹر ریونیو سے ملاقات:

بعض دوستوں کی تجویز پر ڈائریکٹر ریونیو سے ملاقات کا پروگرام بنایا تا کہ پہلے اس کی ذہن سازی اور

بریں واشنگ کی جائے۔ چنانچہ ان کے دفتر میں ان سے ملاقات کی۔ جب اس کی پوری تفصیل آدھ پون گھنٹہ لگا کر انہیں سمجھائی تب ان کے ذہن میں بات بیٹھی۔ وہ کہنے لگے کہ اس سے تو بڑی کنفیوژن پیدا ہو رہی ہے۔ میرا تو پہلے اس طرف ذہن نہیں گیا اب آپ دوبارہ قرارداد بھجوائیں۔ میں اس کی پرزور تائید کروں گا لیکن بہتر ہے اگر آپ میاں شہباز شریف کو سمجھائیں اور وہ ادنیٰ سا اشارہ کر دیں تو یہ کام ہو جائے گا یا پھر سپیکر کو کہلوا دیں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ کم از کم ریونیو بورڈ کی طرف سے تو اب راستہ صاف ہو گیا۔

صدر تارڑ صاحب اور راجہ ظفر الحق صاحب سے ملاقات:

جولائی ۱۹۹۸ء کے آخر میں راقم ختم نبوت سیمینار میں شرکت کے لیے لندن جانے لگا تو صدر صاحب سے سیمینار کے نام پیغام لینا تھا اس کے لیے ان سے ٹائم لے کر اسلام آباد ملاقات کے لیے پہنچا۔ پیغام وصول کیا۔ میں ربوہ والی فائل ہمراہ لے گیا تھا۔ میں نے قرارداد کے متعلق بات چیت کرنا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ اب تو آپ لندن جائیں واپسی پر مجھے ملیں۔ صدر صاحب کی ملاقات سے فارغ ہو کر مجھے کسی کام کے لیے راجہ ظفر الحق صاحب وزیر مذہبی امور سے ملنا تھا ان سے ملاقات کی تو ان کو بھی اپنی ربوہ والی فکر پیش کی اور کہا کہ آپ اس سلسلہ میں رہنمائی اور تعاون فرمائیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اس قرارداد پر ساٹھ ستر ممبران اسمبلی سے دستخط کرائیں تا کہ اس کا وزن اور اہمیت بنے اس کے بعد اسے پیش کریں۔ مجھے راجہ صاحب کا مشورہ صائب لگا تو میں نے کہا کہ آئندہ اجلاس میں دیگر ممبران اسمبلی کے دستخط حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ بندہ سفر پر روانہ ہو گیا اور اگست کے آخر میں یورپ کے سفر سے واپس لوٹا۔

دستخطوں کی مہم:

ستمبر ۱۹۹۸ء میں دوبارہ اجلاس شروع ہوا تو میں نے قرارداد پر دستخطوں کی مہم شروع کر دی۔ شروع میں پہلے چند دستخط حاصل کرنے میں دقت ہوئی جب چند ذمہ دار حضرات کے دستخط ہو گئے تو پھر زیادہ دقت پیش نہیں آئی۔ ایک ایک ممبر کے پاس جا کر دستخط کرائے بعض نے دیگر دستخط کرنے والوں کو دیکھ کر

از خود ہی دستخط کر دیے۔ بعض وزراء کرام سے بھی دستخط لیے۔ قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران سے بھی دستخط کرائے۔ بعض ممبران نے خاص طور پر نشاندہی کی کہ معظم وٹو (منظور وٹو سابق سپیکر کے بیٹے) کے بھی دستخط کرائیں۔ چنانچہ معظم وٹو صاحب نے بھی دستخط کر دیے۔ وزیر مال کے پاس لے گیا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ میرے محکمہ کا مسئلہ ہے اس لیے میں پہلے دستخط نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ جب قرارداد پیش ہو تو پھر آپ مخالفت نہ کریں' انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ مخالفت نہیں کریں گے۔ میری دستخطوں کی مہم کو دیکھ کر پریس گیلری والوں نے بھی خبر لگا دی کہ مولانا پورے اجلاس میں قرارداد پر دستخط کراتے رہے۔ ایک آدھ ممبر نے دستخط کرنے سے معذرت کی' ورنہ حاضر اجلاس میں اکثر ممبران کے دستخط ہو گئے' جو شمار کرنے پر ۹۷ دستخط تھے۔ میں نے کہا الحمدللہ اب یہ کافی ہیں۔ تحریک قادیانیت کو بھی ۹۷ سال ہی ہوئے ہیں اور قرارداد پر بھی ۹۷ ممبران کے دستخط ہوئے ہیں' اس طرح یہ بات تاریخی طور پر یادگار بن جائے گی۔

صدر تارڑ صاحب سے ملاقات:

۱۳' ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو راولپنڈی میں پاکستان شریعت کونسل کی میٹنگ ہو رہی تھی جس میں مجھے بھی شرکت کرنا تھی' میں نے صدر صاحب کو فیکس کر دیا کہ آپ ان دو تاریخوں میں ٹائم عنایت فرما دیں۔ مولانا فدا الرحمن درخواستی' مولانا زاہد الراشدی اور راقم ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ صدر صاحب نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۸ء صبح ۱۰ بجے کا ٹائم دیا۔ ملٹری سیکرٹری نے کہا کہ آپ اسلام آباد پہنچ کر رابطہ کریں۔ راقم ۱۰ بجے مولانا محمد عبداللہ (شہید) خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد کے ہاں پہنچ گیا' دوسرے دونوں صاحبان ابھی نہیں آئے تھے۔ مولانا موصوف نے صدر صاحب کے سیکرٹری کو فون کیا کہ مولانا چنیوٹی پہنچ گئے ہیں جبکہ دوسرے دونوں ساتھی نہیں آئے۔ سیکرٹری نے کہا مولانا چنیوٹی آ جائیں' ۱۱ بجے ملاقات کا ٹائم مقرر ہے۔ راقم مولانا موصوف کو بھی ہمراہ لے گیا' انہوں نے کہا کہ "ملٹری سیکرٹری نے مجھے آپ کے ہمراہ آنے کی اجازت نہیں دی۔" میں نے کہا کہ "میں جا کر اجازت لے لوں گا۔" چنانچہ مولانا بھی ساتھ ہو لیے اور ہم

ایوان صدر پہنچ گئے۔سکیورٹی والوں نے حسب توقع موقع مولانا کو روک لیا' مجھے انتظار گاہ پہنچا دیا گیا وہاں میں نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ مولانا عبداللہ بھی میرے ساتھ ہیں انہیں بھی بلا لیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں مولانا بھی پہنچ گئے۔مولانا مرحوم کی صدر صاحب سے یہ آخرت ملاقات ثابت ہوئی۔اس ملاقات میں میں نے صدر صاحب کو تفصیلی سرگزشت سنائی۔انہیں بتایا کہ صدر ضیاء الحق سے میاں نواز شریف تک میں کن کن مراحل سے گزر چکا ہوں اب اس قرارداد پر ایک سو کے قریب ممبران کے دستخط بھی لے لیے گئے ہیں جبکہ پہلے یہ قرارداد ایک مرتبہ ریونیو بورڈ کے اعتراض کی بناء پر مسترد ہو چکی ہے' اب ریونیو بورڈ والوں کو بھی قائل کرلیا ہے اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔ میں نے انتہائی دکھ اور درد بھرے لہجے میں اپنی المناک داستان سنائی اور کہا کہ آپ اس کرسی صدارت پر متمکن ہونے سے قبل خود اس مطالبہ کی حمایت کرتے رہے ہیں اب اگر آپ کے کرسی صدارت پر ہوتے ہوئے بھی یہ قرارداد منظور نہ ہوئی تو شاید پھر کبھی نہ ہو سکے۔ مجھے اللہ تعالیٰ اسمبلی میں شاید اس مرتبہ اسی لیے پہنچایا ہے اور آپ کو بھی کرسی صدارت پر اسی لیے بٹھایا ہے حسن اتفاق سے یہ دو ناممکنات ممکن ہو گئے ہیں۔جس طرح ۲۸ مئی کو ایٹمی دھماکہ کرایا اور پھر شریعت بل کا دوسرا دھماکہ کرایا اب آپ یہ تیسرا دھماکہ بھی کرا دیں تو انشاء اللہ کفر کے ایوانوں کے لیے یہ دھماکہ ایٹمی دھماکہ سے کم نہیں ہوگا اور کفر کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو جائے گا۔یہ المناک داستان سناتے ہوئے میری آنکھوں سے بے اختیار کچھ آنسو ٹپک پڑے' انہیں میری اس حالت پر رحم آیا' مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ "بتاؤ کس کو کہوں؟" میں نے کہا کہ "آپ یا تو میاں شہباز شریف سے کہیں یا سپیکر پنجاب اسمبلی سے کہیں کہ اس قرارداد کو منظور کرانے میں اپنی سعی جمیلہ کریں۔" چنانچہ انہوں نے بڑے وثوق سے کہا کہ "میں سپیکر پنجاب اسمبلی سے بات کروں گا۔" جس انداز میں صدر صاحب نے وعدہ کیا اور یقین دہانی کرائی' مجھے یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ اب یہ کام ہو جائے گا۔ مولانا عبداللہ نے چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ کی گرفتاری کی المناک داستان سنائی میں نے دستخط والی فائل صدر صاحب کے حوالے کر دی اور مطمئن ہو کر واپس آ گیا۔ ۷ اکتوبر کو اخبارات میں ایک تقریب کی خبر اور فوٹو شائع ہوئی جس میں صدر صاحب اور سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الٰہی اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے' میں نے دونوں کا

اکٹھا فوٹو دیکھ کر کہا کہ امید ہے بات ہوگئی ہے۔

سپیکر پنجاب اسمبلی سے ملاقات:

۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو میں نے سپیکر صاحب سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات سابقہ ملاقاتوں سے ذرا مختلف تھی۔ مجھے یقین سا ہونے لگا کہ صدر صاحب کی بات ہوگئی ہے۔ مجھے ایک علیحدہ کمرے میں بٹھایا گیا' چائے وغیرہ سے خوب تواضع کی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سپیکر صاحب تشریف لائے' ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ "آپ نے صدر صاحب سے میری شکایت لگائی ہے۔" میں نے کہا کہ "بالکل لگائی ہے۔ آپ سے ایک نہایت اہم دینی کام کہا ہے' قرآن کریم کے لفظ کا ہم تحفظ چاہتے ہیں کہ وہ غیر محل پر استعمال نہ ہو جبکہ آپ مختلف حیلے بہانوں سے ہمیں ٹال دیتے تھے۔" انہوں نے کہا کہ "مولانا اب آپ قرارداد پیش کریں' قرار داد منظور ہو جائے گی۔" معلوم ہوتا تھا کہ انہیں صدر صاحب کی "چابی" اچھی طرح لگ گئی ہے۔ چنانچہ میں نے چنیوٹ سے اصل قرارداد منگوائی اور یہ قرارداد مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو پنجاب اسمبلی میں جمع کرادی۔

قرارداد کی منظوری:

۹ نومبر کو راقم دبئی کے دورہ پر روانہ ہوگیا کیونکہ اسمبلی کے اجلاس کا صحیح اندازہ نہیں تھا۔ پسرم مولوی محمد الیاس چنیوٹی کو تاکید کی کہ جونہی اجلاس کا اعلان ہو مجھے اطلاع پہنچائے تاکہ میں اجلاس میں پہنچ جاؤں۔ ایک خط ممبران اسمبلی کے نام تحریر کر کے فیکس کر دیا کہ اس کی کاپیاں ممبران کو پوسٹ کردیں تاکہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے ممبران کی ذہن سازی ہو جائے اور اس قرارداد کے پس منظر سے واقف ہو جائیں کہ یہ نام کیوں رکھا گیا اور اب اسے تبدیل کرنے کی کوشش کیوں کی جارہی ہے۔ یہ خط عزیزم مولوی الیاس نے ۱۶ نومبر کو قائد حزب اختلاف کے ذریعہ تمام ممبران تک پہنچا دیا۔

۱۶ نومبر ۱۹۹۸ء بروز سوموار اچانک (بغیر اعلان کے) پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا' اسی وجہ سے مجھے بروقت اجلاس کی اطلاع نہ مل سکی۔ ۱۷ نومبر بروز منگل پرائیویٹ کارروائی کا دن تھا' میری قرارداد کا نمبر آ گیا' ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی جناب سردار حسن اختر موکل صاحب اس اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے۔

انہوں نے کہا قرارداد کے محرک مولانا چنیوٹی موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اس قرارداد کو پینڈنگ کر دیا جائے لیکن قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد منہیس خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ اگر مولانا موصوف موجود نہیں تو کوئی بات نہیں' قرارداد پر دوسرے ممبران کے بھی دستخط ہیں لہٰذا قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ڈپٹی سپیکر نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ بالآخر ۳۰ سالہ جہد مسلسل کے انتہائی عروج کا وہ لمحۂ پرمسرت آن پہنچا جب ایوان میں ربوہ نام کی تبدیلی کی قرارداد پڑھی جانے لگی۔ مگر شومئی قسمت اس لمحہ پرمسرت کے وقت بندہ ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی' پتا نہیں اس لمحہ خوشی سے میری کیا حالت ہوتی' کیونکہ اس کی اہمیت وضرورت سے جتنا میں واقف تھا کسی اور کو اتنی واقفیت نہ تھی۔ جدوجہد کی اس وادی پرخار میں جن حالات میں سے تھیں گزر چکا تھا وہ مکمل ضبط تحریر میں لائے نہیں جاسکتے۔ بہرحال یہ تاریخ ساز قرارداد پڑھنے کی سعادت جناب سعید منہیس صاحب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے قرارداد اسمبلی میں پڑھ دی۔ اب متعلقہ وزیر کو اسے منظور کرنا تھا یا پھر مخالفت کرنا تھی۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے کچھ کہنے لگے تو اپوزیشن ممبر جناب سعید اکبر نورانی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ وزیر موصوف مخالفت کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں مخالفت نہیں کرنا چاہتا تو پھر (ڈپٹی) سپیکر صاحب نے کہا کہ آپ اس میں کوئی ترمیم بھی نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ چنانچہ الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ قرارداد متفقہ طور پر اسمبلی سے پاس ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اراکین کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس قرارداد کی منظوری میں میری عدم موجودگی میں انتہائی احسن طریقے سے کام سرانجام دے کر قرآن پاک کے مقدس لفظ کا تحفظ کر کے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔ منظوری کے بعد وزیر مال پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں بھی الحمدللہ مسلمان ہوں' مجھے قرارداد سے اتفاق ہے۔ البتہ میں تو مجوزہ نام "چک ڈھگیاں" سے اختلاف کے لیے کھڑا ہوا تھا کہ یہ نام موزوں نہیں جس پر گوجرانوالہ سے ممبر جناب ایس اے حمید صاحب نے کہا کہ چونکہ محرک قرارداد مولانا اس وقت موجود نہیں اس لیے نام کا فیصلہ ان کے آنے تک ملتوی کیا جائے۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ نام کا فیصلہ مولانا کے آنے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی اور ممبر اس سلسلے

میں دلچسپی رکھتے ہوں تو وہ وزیر موصوف اور مولانا چنیوٹی کے ساتھ مل کر کوئی متبادل نام تجویز کرلیں اس طریق سے یہ تاریخی قرارداد اللہ کے فضل سے اپنی منزل مراد کو پہنچی اور بالاتفاق منظور ہوگئی۔ اگلے روز تمام اخبارات نے اس خبر کو شہ سرخیوں کے ساتھ پہلے صفحہ پر شائع کیا۔ فالحمدللہ علی ذالک

بشارت عظمیٰ کی خوشخبری دبئی میں:

اگلے روز جب تمام اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی (جبکہ عزیزم مولوی ثناءاللہ نے خبر ہمارے نمبر پر دبئی میں فیکس کردی جو دفتر میں پہنچ چکی تھی) ہم اس وقت گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ عزیزم محمد الیاس نے دبئی فون پر مولانا فہیم صاحب کو خوشخبری سنائی۔ انہوں نے قاری انعام الحق صاحب کو فون پر یہ خوشخبری سنائی اور مجھے اطلاع کرنے کے لیے کہا۔ قاری انعام صاحب نے نماز ظہر کے وقت یہ خوشخبری سنائی لیکن مجھے یقین نہیں آیا۔ ظہر کے بعد مظفر کولا صاحب کے ہاں ہمارا کھانا تھا عزیز مولوی عبیداللہ پشاوری اور راقم وہاں چلے گئے کھانے سے فارغ ہوئے۔ انہیں بھی اجمالاً خوشخبری سنادی۔

واپسی پر گاڑی ہی میں عبیداللہ نے موبائل فون کے ذریعے عزیزم مولوی محمد الیاس سے رابطہ کیا۔ اس نے خبر کی تصدیق کی اور مبارکباد پیش کی۔ میں نے خود ان سے فون پر رابطہ کیا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میری عدم موجودگی میں یہ کام کیسے پایہ تکمیل تک پہنچا؟ عزیزم مولوی محمد الیاس نے بتایا کہ اجلاس شروع ہے اور منگل پرائیویٹ ڈے کو آپ کی قرارداد پیش ہوئی اور قائد حزب اختلاف سعید احمد خان منہیس نے پیش کی اور بالآخر اتفاق رائے سے منظور ہوگئی۔ آپ کو مبارک ہو۔ اس غیر معمولی کامیابی پر خوشی کے آنسو جاری ہوگئے گلا رندھ گیا اور گلے سے آواز نہ نکلتی تھی فون بند کردیا۔ خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کیا۔ عزیزم عبیداللہ پشاوری نے بہت بہت مبارکبادیں دیں۔ اسی وقت راستہ سے روزنامہ نوائے وقت لاہور خرید کیا تو اس پر شہ سرخی لگی تھی "پنجاب اسمبلی میں ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور" الحمد لله حمدا کثیرا کثیرا جس نے ایک طویل جدوجہد کے بعد یہ کامیابی نصیب فرما کر سرخروئی اور خوشی عطا فرمائی۔ مولانا اسماعیل عارف جن کے ہاں قیام پذیر تھا ان کے پاس پہنچے تو تمام دوستوں نے

مبارکبادوں کے ڈھیر لگادیے۔قصور کے نوجوان حمید اصغر صاحب مٹھائی لے کر آ گئے تمام حاضرین کے منہ میں خود راقم نے خوشی کے آنسوؤں کی برسات میں اپنے ہاتھوں ایک ایک رس گلہ ڈالا۔ ذیابیطس کے باوجود ایک رس گلہ اپنے منہ میں بھی ڈال لیا اور فوراً مسجد جا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔

مسجد الغریر دبئی میں پہلا خطاب:

آج رات نماز عشاء کے بعد دبئی کی مشہور جامع مسجد "الغریر" میں بیان تھا جہاں پر علامہ محمد اسحاق کشمیری درس دیا کرتے ہیں۔ علامہ کشمیری صاحب نے اعلان کیا اور اجمالاً خوشخبری سنائی اور کہا کہ "تفصیل چنیوٹی صاحب خود بیان کریں گے۔" راقم نے اس رات سورۃ مومنون کی آیت:

اوینا هما الی ربوة ذات قرار ومعين (پارہ ۱۸ آیت ۵۰)

پر مفصل درس دیا کہ قادیانیوں نے اپنے اس جدید شہر کا نام "ربوہ" کب رکھا اور کیوں رکھا اور اس کی تبدیلی کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ پھر اپنی ۳۰ سالہ طویل جدوجہد کا اجمالاً ذکر کیا۔ تمام حاضرین کو اس عظیم کامیابی پر شکرانہ کے نوافل ادا کرنے کے لیے کہا' تقریر کے بعد تمام شرکاء نے ڈھیروں مبارکبادیں پیش کیں اور فرط جذبات سے راقم کے ہاتھ چومتے رہے' کئی زبردستی معانقہ کرتے رہے۔ مسرت و خوشی کا ایک عجیب سماں تھا۔ ایک لاہوری "فہیم" صاحب نے اسی وقت ایک ہوٹل میں دعوت کا اہتمام کر دیا۔ وہ روزنامہ "جنگ لاہور" لائے اس میں بھی اسی خوشخبری کی شہ سرخی لگی ہوئی تھی۔

پاکستانی قونصل خانہ میں مٹھائی:

ایک دن پہلے صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ صاحب کے صاحبزادہ عرفان تارڑ صاحب کو پاکستانی قونصلیٹ میں صدر صاحب کی ملاقات سنا آیا تھا کہ صدر صاحب نے اب یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔اب انشاءاللہ یہ قرارداد منظور ہو جائے گی۔ اگلے روز راقم مٹھائی لے کر ان کے ہاں قونصل خانہ گیا' وہاں سب سے پہلے ان کے منہ میں اپنے ہاتھ سے لڈو ڈالا اور کہا کہ پاکستان جا کر سب سے پہلے صدر صاحب کو مٹھائی کھلاؤں گا۔ عرفان صاحب یہ خوشخبری کل پڑھ چکے تھے۔ انہوں نے بہت بہت

مبارکباد دی اور تمام حاضرین میں یہ خوشی کی مٹھائی تقسیم کی۔ واپس آ کر فوری طور پر مبارکباد کے فیکس تیار کیے۔ یہ فیکس سپیکر پنجاب اسمبلی' قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منہیس صاحب' کویت میں ڈاکٹر احمد علی سراج اور امریکہ میں مولانا حکیم محمد رفیق اور پاکستان میں عزیزم مولوی محمد الیاس صاحب کے نام تھے۔ وہ تمام فیکس حمید اصغر قصوری کے سپرد کیے مشورہ ہوا کہ فوری طور پر ایک پریس کانفرنس کا انتظام کیا جائے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پاکستان ایسوسی ایشن والوں سے رابطہ کر کے اگلے روز ۶ بجے وہاں ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس کا انتظام کر دیا۔

پریس کانفرنس:

اگلے روز ہم وقت سے پہلے ہی ہوٹل میں پہنچ گئے۔ کچھ نمائندے بھی وہاں موجود تھے۔ تھوڑے انتظار کے بعد دوسرے نمائندے بھی آ گئے۔ ''ربوہ'' نام کب رکھا گیا اور کیوں رکھا گیا اور اس کی تبدیلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ راقم نے اس پر روشنی ڈالی۔ میں نے کہا کہ ''امت مسلمہ کی ۳۰ سالہ طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ۲۸ مئی کے ایٹمی دھماکہ کے بعد پاکستان میں یہ دوسرا بڑا دھماکہ ہے جس سے کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو گیا ہے۔'' وائس آف امریکہ' وائس آف جرمنی' بی بی سی لندن تمام نے اسی موضوع پر تبصرے کیے ہیں اور ان کے پیٹوں میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ ۵۰ سال بعد قادیانیوں کے اس دجل وفریب کا پردہ چاک ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۴۸ء میں اس نئے شہر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور انتہائی دجل وفریب سے اس کا نام ''ربوہ'' رکھا گیا تھا جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی پناہ گاہ تھی۔ ''ربوہ'' قرآن مجید میں کسی شہر کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے ''اونچی جگہ'' اور اس سے مراد فلسطین کا ایک ٹیلہ ہے لیکن قادیانی دجالوں نے اپنے اس شہر کا نام ''ربوہ'' رکھ کر قرآن کریم میں ایک خطرناک قسم کی تحریف کی ہے کہ لفظ تو وہی رہے لیکن اس کا مصداق اور محل بدل جائے۔ جس طرح غلام احمد نے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام کا نام اپنے اوپر چسپاں کر کے تحریف دین کا جال بنا' یہ ایک ایسی خوفناک تحریف تھی جو اس سے پہلے کسی کو نہ سوجھی ہوگی۔ الحمدللہ ان کے اس دجل کا پردہ چاک ہو گیا اور قرآن کریم کے مقدس لفظ کا تحفظ

ہو گیا۔ قادیانیوں کے لیے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے بعد ۱۹۹۸ء میں ایک اور بڑا دھماکہ ہو گیا۔

مبارکباد کے فیکس:

چنیوٹ عزیزم محمد الیاس کو فون کر کے صدر پاکستان وزیر اعظم پاکستان وزیر اعلیٰ پنجاب سپیکر و ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی قائد حزب اختلاف اور وزیر مال کے فیکس نمبر حاصل کیے تا کہ تمام حضرات کو اس عظیم تاریخی کارنامہ پر مبارکباد کے فیکس بھجوائے جائیں۔ مجھے خوب اندازہ تھا کہ قادیانی دنیا بھر سے اس قرار داد کے خلاف احتجاجی مہم شروع کریں گے اور ایک ایک قادیانی دس دس خطوط اور تاریں مختلف ناموں سے بھجوائے گا اور مرزائی اپنی مظلومیت کا واویلا کریں گے۔ اس کے توڑ کے لیے ضروری تھا کہ ہم بھی دنیا بھر سے حوصلہ افزائی کے لیے مبارکباد کے تار خطوط اور فیکس بھجوائیں۔ چنانچہ راقم نے وہ فیکس نمبر سعودی عرب عرب امارات انگلینڈ جرمنی ناروے ڈنمارک پرتگال ہانگ کانگ امریکہ وغیرہ جہاں جہاں ہماری تنظیمیں تھیں تمام کو بھیجے اور تلقین کی کہ آپ ان نمبروں پر مبارکباد بھجوائیں۔

دبئی سے پاکستان واپسی:

اب مجھے جلدی تھی کہ پاکستان پہنچ کر "ربوہ" کے متبادل نام کا تصفیہ کیا جائے۔ پاکستان والوں کو بھی شدید انتظار تھا۔ قرار داد منظور ہوتے ہی پاکستان میں ایک جشن کا سماں تھا' منوں مٹھائی تقسیم ہو رہی تھی' چنیوٹ اور ربوہ میں حلوے کی دیگیں تقسیم ہوئیں' شکرانے کے نوافل ادا کیے گئے۔ ۲۲ نومبر بروز اتوار لاہور کے لیے سیٹ بک کرالی۔ چنیوٹ فون کر دیا کہ صدر صاحب کے لیے ایک ٹوکرا مٹھائی کا ایئر پورٹ پر ہمراہ لائیں تا کہ پہلے جا کر صدر صاحب کو مٹھائی پیش کی جائے۔ عزیزم محمد الیاس نے صدر صاحب کو فیکس کر کے ۲۳ نومبر ۱۹۹۸ء کے لیے وقت متعین کرا لیا تھا۔

صدر صاحب کو مٹھائی اور مبارکباد:

لاہور پہنچتے ہی صبح ۲۳ نومبر کو سیدھا اسلام آباد ایوان صدر پہنچا۔ صدر صاحب سے ملاقات ہوئی'

انہیں مجھ سے بھی زیادہ خوشی ہو رہی تھی کیونکہ عظیم تاریخی کارنامہ کی کامیابی کا سہرا درحقیقت انہی کے سر ہے۔ اگر وہ سپیکر صاحب کو "چابی" نہ لگاتے تو شاید اب بھی یہ خوشی نصیب نہ ہوتی۔ میں نے ان کا چہرہ اتنا ہشاش بشاش اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا جو گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا دمک رہا تھا' خوب معانقہ ہوا' مبارکباد کا تبادلہ ہوا' مٹھائی کا ٹوکرا کھول کر اپنے ہاتھوں سے ان کے منہ میں مٹھائی ڈالی۔ میں نے کہا زندگی کی ایک بہت بڑی تمنا تھی جس پر مسلمانوں نے ۳۰ سال محنت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا وسیلہ اور ذریعہ بنایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں بڑی کامیابیاں نصیب فرمائی ہیں' اب میرے مطالبات میں سے دو تین مطالبات اور رہ گئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں وہ بھی پورے ہو جائیں اور یہ آپ کے دور میں ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ میں نے ان کے سامنے ذکر کیے۔ صدر صاحب نے اس سلسلہ میں مجھے کچھ مشورے دیے جن پر میں عمل پیرا ہوں۔ امید بندھ گئی ہے کہ عنقریب وہ بھی پورے ہو جائیں گے اور قوم جلد ہی دو اور دھماکوں کی خوشخبری سنے گی۔ مبارکباد اور مٹھائی پیش کر کے سیدھا واپس لاہور آ گیا۔ سوموار اور منگل کے اجلاس میں شریک ہوا' وزیر مال سے ملاقات کی کہ نام کا تصفیہ کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلی کا اجلاس ختم ہو جائے۔ انہوں نے کچھ سکالر بلائے ہیں' مل بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

چنیوٹ اور چناب نگر میں استقبال:

اہلیان چنیوٹ استقبال کے لیے بے چین تھے۔ چنانچہ منگل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد چنیوٹ روانہ ہو گیا۔ ہر سٹیج پر استقبالی کیمپ لگا ہوا تھا۔ پہلے تو وہاں ہر سٹیج والوں نے زبردست استقبال کیا اور مبارکبادیں پیش کیں' پھر راوی باغ تک چنیوٹ والے کاروں' موٹر سائیکلوں اور ٹرالیوں پر سوار جھنڈے لیے کھڑے تھے۔ لگتا تھا پورا چنیوٹ امڈ پڑا ہے۔ موضوع سلارہ لنک روڈ پر چوہدری محمد امیر سلارہ سابق چیئرمین یونین کونسل و ممبر ضلع کونسل دستگیر سلارہ وغیرہ نوٹوں کے ہار لیے کھڑے تھے۔ یہ ہار انہوں نے راقم کے گلے میں ڈال دیے۔

چنیوٹ تحصیل چوک پر زبردست استقبال ہوا۔ ایک جیپ پر لاؤڈ سپیکر نصب تھا' پرجوش نعرے

لگ رہے تھے' شرکاء کا اصرار ہوا کہ "چناب نگر" (ربوہ) جایا جائے۔ انتظامیہ کی خواہش تھی کہ یہ جلوس وہاں نہ جائے۔ جب دریائے چناب کے پل پر پہنچے تو اے سی اور ڈی ایس پی نے روک کر کہا کہ "آپ یہیں سے واپس ہوں' آگے نہ جائیں۔" میں نے کہا کہ "پورے جلوس کا اصرار ہے کہ وہ چناب نگر" کا ایک چکر لگائیں' مسلم کالونی کی جامع مسجد میں جا کر نفل پڑھنے کے بعد جلوس ختم کر دیں گے' کسی قسم کی گڑبڑ یا غیر قانونی حرکت نہیں ہوگی' میں ذمہ دار ہوں' آپ جلوس جانے دیں' یہ اب نہیں رکے گا۔" چنانچہ یہ تاریخی استقبالیہ جلوس چناب نگر کے بازاروں میں اسلام اور ختم نبوت کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے گزرا۔ قادیانی حسرت و یاس کا مجسمہ بنے اپنی ذلت و رسوائی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

چناب نگر کی مسلم مسجد میں خطاب اور شکرانہ کے نوافل:

مغرب کے قریب جلوس مسلم کالونی کی جامع مسجد میں پہنچا' نماز مغرب کی امامت راقم نے کرائی' تمام شرکاء نے شکرانہ کے نفل ادا کیے' نماز کے بعد مولانا اللہ یار ارشد نے اس عظیم کامیابی اور فتح پر مختصر خطاب فرمایا اور راقم کو خراج تحسین پیش کیا۔ راقم نے بھی مختصر خطاب کیا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اس عظیم کامیابی سے عزت افزائی فرمائی۔ پھر اپنے حلقہ پی پی ۶۱ کے ان ووٹروں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بھاری مینڈیٹ سے انہیں اسمبلی میں پہنچایا۔ پھر صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ صاحب کا شکریہ ادا کیا جن کی خصوصی توجہ سے یہ دیرینہ مطالبہ پورا ہوا۔ بعد ازاں سپیکر' ڈپٹی سپیکر' قائد حزب اختلاف اور پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بالاتفاق اس قرارداد کو منظور کیا۔ دعائے خیر کے بعد یہ جلوس فلک شگاف نعروں کی گونج میں چنیوٹ روانہ ہوا اور چوک محلہ ترکھاناں۔ میں جا کر شکریہ اور دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس تاریخی استقبال کی ویڈیو بھی تیار کی گئی تا کہ اسے مرزائیوں کے جھوٹے دعووں کے جواب میں دنیا کو دکھایا جا سکے۔

اسمبلی میں مٹھائی کی تقسیم:

اگلے روز اسمبلی کے اجلاس کے لیے لاہور چلا گیا۔ سپیکر' ڈپٹی سپیکر' قائد حزب اختلاف' وزیر مال'

پریس گیلری، سکیورٹی والوں سب کو علیحدہ علیحدہ مٹھائی کے ڈبے پیش کیے۔ جس جگہ ممبران اسمبلی کی حاضری والا رجسٹر پڑا ہوا تھا وہاں ڈبے رکھوائے تا کہ جو ممبر حاضری کے لیے دستخط کریں، ساتھ لڈو بھی کھائیں، باوردی ملازمین جو اندر ڈیوٹی پر ہوتے ہیں، انہیں نقد شیرینی دی۔ گویا پوری اسمبلی میں اس فتح اور کامیابی پر ایک جشن کا سماں تھا۔ وزیر اعلیٰ کے لیے بھی ایک ڈبہ لایا تھا، ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے انہیں پیش نہ کر سکا غرضیکہ لاہور میں بھی بڑی تعداد میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔

ربوہ کے متبادل نام کا تصفیہ:

۳۰ نومبر ۱۹۹۸ء تک اسمبلی کا اجلاس جاری رہا، اجلاس کے بعد جناب چودھری شوکت داؤد صاحب وزیر مال سے رابطہ کیا کہ متبادل نام کا جلد تصفیہ کریں، بڑی بے چینی بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے ۳ دسمبر کو لاہور اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ انہوں نے کئی ایک سے مشورہ کیا ہے اور فیصلہ ہوا ہے کہ ''ربوہ'' کا نام ''نیو قادیان'' رکھا جائے کیونکہ ایک تو یہ قادیان کا متبادل شہر ہے، پھر اس میں انہوں نے اپنی تمام ''مقدس'' جگہوں کے وہی نام رکھے ہیں جیسے مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ وغیرہ تو شہر کا نام بھی وہی ہونا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ''قادیان'' ان کا ''مقدس'' اور محترم شہر ہے جسے وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح افضل سمجھتے ہیں۔ وہی ان کے ''نبی'' کا مولد و مدفن ہے۔ لہٰذا اس نام پر وہ اعتراض اور واویلا نہیں کر سکیں گے اگر ''ربوہ'' نام کی تبدیلی پر واویلا کریں گے بھی تو اس نام ''نیو قادیان'' پر نہیں کر سکیں گے۔ ہر ایک کہے گا کہ یہ تمہارے ''مقدس'' شہر کا نام ہے۔ یہ تمہیں کیوں پسند نہیں آتا، میں نے بھی ان کی اس دلیل سے اتفاق کر لیا کیونکہ اصل غرض تو قرآنی لفظ ''ربوہ'' کے تحفظ کی تھی کہ وہ غیر محل پر استعمال نہ ہو، متبادل نام کوئی بھی ہو بلکہ میں نے ضیاء الحق شہید سے بھی کہا تھا کہ متبادل نام بے شک قادیانیوں سے پوچھ کر ان کی پسند کا رکھ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بس کوئی قرآنی لفظ ایسا نہ ہو جس سے کسی کو دھوکا ہوتا رہے۔

نواں قادیان:

میں نے کہا کہ ''نیو'' کی بجائے پنجابی زبان میں ہونا چاہیے۔نواں قادیان' چنانچہ وزیر موصوف نے یہ ترمیم قبول کر کے ''نواں قادیان'' کا اسی وقت نوٹیفکیشن نمبر 034-99/ch-36/81 جاری کر دیا۔ چنیوٹ میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس بلا کر میں نے نئے نام ''نواں قادیان'' کا اعلان کر دیا۔ اخبارات میں نیا نام شائع ہونے کے بعد مختلف حلقوں سے چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں کہ یہ نام درست نہیں۔ایک اعتراض یہ تھا کہ ہم مسلمان بھی اس شہر میں رہتے ہیں'اب ہم کیا کہلائیں گے؟ میں نے کہا ۵۰ سال سے آپ لوگ ربوہ میں رہ رہے ہیں'اس وقت کیا کہلاتے تھے نیز جو پرانا قادیان تھا اس میں ہزاروں مسلمان اور غیر مسلم بھی رہتے تھے'وہ کیا کہلاتے تھے؟ دوسرا اعتراض ہوا کہ وہ کہیں گے کہ چلو جی ہمیں اگر پیشگوئی کے مطابق اصل قادیان نہیں ملا تو یہ مل گیا۔ میں نے کہا ان کی زبان کو کون روک سکتا ہے؟ وہ تاویلات کے فن میں طاق ہیں کوئی نہ کوئی بات بنالیں گے۔اصل پیشگوئی تو ہے کہ پاکستان ختم ہو کر پھر اکھنڈ بھارت بن جائے گا اور ہمیں وہ قادیان دوبارہ مل جائے گا۔لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی ہنگامی میٹنگ ہوئی'اس میں بھی اس نام پر اعتراض کیا گیا۔سب سے زیادہ اختلاف مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کو تھا۔مجھ سے کفیل شاہ صاحب نے بھی لاہور سے فون پر رابطہ کیا کہ یہاں پر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا ہے'اس میں اس نام پر اعتراض ہوا ہے۔سب کا مطالبہ ہے کہ ''صدیق آباد'' (جو نام مجلس عمل نے طے کیا تھا) رکھا جائے۔میں نے کہا کہ مجھے ''نواں قادیان'' پر کوئی اصرار نہیں ہے میری طرف سے تو قرارداد میں متبادل نام ''چک ڈھگیاں'' تھا لیکن 'صدیق آباد' یا کوئی اور مسلمان والا نام قطعاً درست نہیں کیونکہ یہ شہر آباد تو قادیانیوں کافروں نے کیا ہے جب اس کا نام ''صدیق آباد'' ہوگا تو قادیانی کہیں گے کہ آپ نے ہمیں صدیق اور سچا مان لیا ہے کیونکہ یہ شہر تو ہم نے ہی آباد کیا ہے۔میں نے کہا وزیر صاحب بھی مسلمانوں والا نام قطعاً پسند نہیں کرتے۔آپ ''چک ڈھگیاں'' یا ''چناب نگر'' میں سے کوئی نام پسند کر لیں یا ان کے علاوہ جو بھی نام آپ چاہیں رکھ لیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

آپ وزیر موصوف سے مل لیں' چنانچہ ایک وفد دوسرے روز وزیر صاحب سے ملا لیکن انہوں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور کہا کہ "مولانا چنیوٹی جو اس قرارداد کے محرک ہیں آپ ان کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ کیا انہوں نے اس نام سے اتفاق کر لیا ہے؟"

مولانا اللہ وسایا کی استدعا:

جب معترضین حضرات اپنی کوششیں کر کے مایوس ہو گئے تو مولانا اللہ وسایا نے راقم سے رابطہ کیا اور فقیر کے گھر تشریف لائے اور اکمل آف گولیکی قادیانی شاعر کا دیوان ہمراہ لائے اور منت سماجت کرتے ہوئے کہا "آپ ہمارے مخدوم ہیں' بس یہ نام "نواں قادیان" بدلوادیں۔ چک ڈھگیاں یا چناب نگر کوئی بھی نام رکھوادیں' ہمیں منظور ہے۔" میں نے کہا کہ "۷ نومبر کو قرارداد پاس ہوئی اور نام کا فیصلہ ۱۶ دن بعد ہوا ہے' اتنے دنوں میں آپ حضرات کو مبارک دینے کی فرصت ملی اور نہ ہی متبادل نام پیش کرنے کی۔ اب نوٹیفیکیشن ہو چکا ہے' اب کیا ہو سکتا ہے؟"

مولانا کہنے لگے کہ "آپ جانتے ہیں کہ قادیانی بڑے شیاطین ہیں' یہ اپنی روایتی تاویلیں کر کے خواہ مخواہ پریشان کریں گے۔ چنانچہ اکمل قادیانی شاعر کے دیوان سے چند اشعار دکھائے کہ "ہم ربوہ میں وہی قادیان دیکھتے ہیں" وغیرہ۔ میں نے کہا کہ "مجھے تو کوئی اعتراض نہیں جو کام اللہ نے مجھ سے کروانا تھا وہ ہو گیا اب نام جس کی مرضی سے رکھا جائے اور جو رکھا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" مولانا موصوف پھر کہنے لگے کہ "بس آپ محرک ہیں آپ ہی کوئی نام رکھوادیں۔ اگر آپ تبدیل کروادیں تو میں اس خوشی میں اپنی جماعت کی طرف سے آپ کو چار شہروں (چناب نگر (ربوہ)' چنیوٹ' لاہور اور ملتان) میں استقبالیہ دوں گا۔" میں نے کہا "استقبالیہ کی مجھے چنداں خواہش نہیں' بہر حال میں کوشش کرتا ہوں۔

نوٹیفیکیشن کی منسوخی:

راقم سیدھا لاہور آ گیا' وزیر موصوف سے بات چیت کی' انہیں اکمل قادیانی کے دیوان سے اشعار دکھائے اور کہا کہ ہم نے اتنا بڑا تاریخی کام کیا ہے' اب نام کی وجہ سے اسے کرکرانہ کریں۔ قادیانی

تاویلات کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہ اس نام کی تاویلات کر کے لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بنیں گے۔ میں نے وزیر موصوف کو مرزا قادیانی کی ایک تاویل " بکر وثیب " سنائی کہ یہ مرزا کا الہام ہے کہ مجھے ایک عورت کنواری ملے گی اور ایک بیوہ۔ کنواری تو مل گئی جو مرزا محمود وغیرہ کی ماں تھی اب دوسری بیوی جو کہ بیوہ ہوگی کا انتظار ہے اور وہ " محمدی بیگم " ہے جو بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ تب یہ الہام پورا ہوگا۔ اب بیوہ کا انتظار ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں محمدی بیگم نہ تو بیوہ ہو کر مرزا قادیانی کے گھر آئی اور مرزا محمود کی ماں کے بعد نہ کوئی اور ہی بیوہ اس کے نکاح میں آئی اور پیشین گوئی سر تا پا جھوٹی نکلی۔ اب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مجموعہ الہامات " تذکرہ " کے مولف نے ایسی تاویل کی جس سے باضمیر قادیانیوں کو بھی شرم آرہی ہوگی کہ یہ الہام حضرت " ام المومنین " نصرت جہاں بیگم میں ہی پورا ہو گیا کہ وہ کنواری آئی تھی' بیوہ رہ گئی۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

چنانچہ وزیر موصوف بمشکل قائل ہوئے اور انہوں نے نوٹیفکیشن روک دیا اور کہا کہ متبادل نام تجویز کریں گے۔ بندہ کئی دن وزیر موصوف کے پیچھے پڑا رہا لیکن وہ لیت ولعل سے کام لیتے رہے۔

چک ڈھکیاں پر اتفاق:

۲ رمضان المبارک مطابق ۲۳ دسمبر میرا مدنی مسجد سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں درس تھا' سورہ مومنون آیت نمبر ۵۰ پر ہی درس دیا۔ درس میں ایس اے حمید ممبر پنجاب اسمبلی جو کہ ایک اچھے مقرر اور حکومتی پارٹی سے متعلق ہیں' کو آمادہ کیا کہ وہ ہمراہ چلیں اور وزیر موصوف سے نیا نوٹیفکیشن جاری کرائیں' وہ فوراً تیار ہو گئے۔ " صدیق آباد " اور " نواں قادیان " دونوں ناموں پر انہیں بھی اعتراض تھا۔ انہوں نے کہا کہ فون پر ٹائم لے کر آپ کو جامع مسجد شیرانوالہ اطلاع کرتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ان کا فون آ گیا کہ وزیر موصوف سے فون پر رابطہ ہو گیا۔ ۱۱ بجے دفتر میں ملاقات طے ہے۔ ہم دھند کی وجہ سے چند منٹ لیٹ پہنچے جبکہ ایس اے حمید صاحب ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ وزیر صاحب دیگر کاموں سے فارغ

ہوکر ہمیں علیحدہ کمرے میں لے گئے اور ہم سے تفصیلی بات چیت کی۔ بالآخر کاغذات مال کے مطابق پرانے نام ''چک ڈھگیاں'' پر ہم سب متفق ہو گئے۔ انہوں نے سیکرٹری سے کہا کہ پہلے والے تمام نام متنازعہ ہو گئے ہیں لہٰذا آپ کاغذات مال کے مطابق ''چک ڈھگیاں'' نام کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیں اور پہلا نام کینسل کر دیں۔ الحمدللہ یہ مرحلہ طے ہو گیا۔

مولانا اللہ وسایا صاحب کو آ کر فون پر مبارکباد دی کہ جس نام سے آپ الرجک تھے وہ تبدیل ہو گیا ہے اور اب ''چک ڈھگیاں'' کے آرڈر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔

بیرون ملک دورہ پر روانگی:

بیرون ملک دورہ پر روانگی سے قبل جناب چودھری پرویز الٰہی سپیکر پنجاب اسمبلی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے شکوہ کیا کہ آپ کی طرف سے تو چند ایک مبارکیں موصول ہوئیں لیکن قادیانیوں نے احتجاج کے ڈھیر لگا دیے ہیں۔ میں نے کہا کہ ''آپ فکر نہ کریں اندرون و بیرون ملک سے آپ کو اتنی مبارکیں آئیں گی کہ بوریاں بھر جائیں گی۔'' میں نے صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان، وزیراعلیٰ پنجاب، سپیکر ڈپٹی سپیکر، پنجاب اسمبلی، وزیر مال، قائد حزب اختلاف تمام کے فیکس نمبر حاصل کیے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور سے خبر کی کٹنگ ایک طرف اور دوسری طرف اس کا پس منظر چھپوا کر ساتھ لے گیا۔ چنانچہ قطر، انگلینڈ، ڈنمارک اور دیگر جن ممالک کا دورہ کیا، وہاں کے لوگوں کو اس فیصلہ کی اہمیت سمجھائی تو وہاں سے ہزاروں مسلمانوں نے ان حضرات کو فیکس بھیجے اور جہاں میں نہ جا سکا وہاں بھی فیکس نمبر بھجوائے۔

چنانچہ ہانگ کانگ سے قاری محمد طیب قاسمی صاحب نے بتایا کہ ہم نے تین صد سے زائد فیکس بھجوائے ہیں اسی طرح انگلینڈ اور ڈنمارک سے بھی سینکڑوں فیکس بھجوائے گئے۔

چناب نگر کا نوٹیفیکیشن:

بندہ شوال کے شروع میں بیرونی دورہ سے واپس لوٹا تو اسمبلی کا اجلاس شروع تھا، سپیکر اور قائد حزب اختلاف نے بتایا کہ بہت فیکس آئے ہیں اور ابھی تک آ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ''میری تحریک شروع

ہے' ابھی دنیا بھر سے اور آتے رہیں گے۔ جوں جوں خبر کی تشہیر ہو گی توں توں ہمارے کیس آتی رہیں گی۔"

وزیر صاحب سے معلوم کیا کہ "چک ڈھگیاں" کا نوٹیفکیشن باضابطہ جاری ہوا یا نہیں؟ ہم نے تو ہر جگہ "چک ڈھگیاں" مشہور کر دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی نہیں ہوا' چند دن میں ہو جائے گا۔ میں پیچھے پڑا رہا۔ آخر ۲۴ فروری ۱۹۹۹ء کو انہوں نے "چک ڈھگیاں" کی بجائے "چناب نگر" نام کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ "چناب نگر" بھی میرے پیش کردہ متبادل ناموں میں سے ایک نام تھا' یہ جدید نام ذرا باوقار تھا' اس کے ساتھ ایک پرانا قصبہ "احمد نگر" کے نام سے بھی موجود ہے یہ چونکہ دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے' اسی مناسبت سے یہ نام بھی انتہائی موزوں ہے۔ "چک ڈھگیاں" نام سے ہمارے وزیر موصوف کو کسی وجہ سے وحشت سی تھی' پہلے دن ہی انہوں نے اس نام کو قبول نہیں کیا تھا۔ مجھے تو کسی اور نام پر کوئی اصرار نہ تھا "ربوہ" بدلنے سے اصل مسئلہ تو حل ہو گیا تھا اب اس نئے نوٹیفکیشن کے مطابق "ربوہ" کی تمام سرکاری عمارتوں' تھانہ' تحصیل' بلدیہ اور تعلیمی اداروں پر "چناب نگر" لکھا گیا' قادیانیوں نے بعض جگہوں پر سیاہی ملنا شروع کر دی۔ ہم نے ان کے خلاف پرچہ کرا دیا۔

چناب نگر میں اجتماعی جمعہ اور لوح یادگار کی تقریب نقاب کشائی:

۲۶ فروری فتح مباہلہ کانفرنس کی تاریخ قریب تھی اور حسن اتفاق کہ اس تاریخ کو جمعہ تھا' احباب سے مشورہ ہوا کہ "چناب نگر" میں اجتماعی جمعہ ادا کیا جائے اور پھر "چناب نگر" نام کی یادگار تختی کی نقاب کشائی کی جائے۔ چنانچہ اس پروگرام کی صدارت کے لیے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول فرمالی۔ مولانا اللہ وسایا کو بھی دعوت دی' انہوں نے بھی شرکت کا وعدہ کر لیا۔ حضرت مولانا عطاء المومن و حضرت مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحبان سے بھی رابطہ کر کے انہیں بھی شرکت کی دعوت دی۔ علمائے کرام کے علاوہ مہمان خصوصی کے طور پر جناب چودھری شوکت داؤد وزیر مال' ڈپٹی سپیکر جناب سردار حسن اختر موکل' قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منہیس کو بھی دعوت دی۔ تمام نے بخوشی دعوت قبول کر لی۔ دو تین روز قبل وزیر مال نے کسی

وجہ سے شرکت سے معذرت کر لی۔ چنانچہ ان کے متبادل صدارت اور نقاب کشائی کے لیے جا کر سردار حسن موکل صاحب کو تیار کیا۔ انہوں نے پختہ وعدہ فرمالیا۔ چنانچہ "لوح یادگار" تیار ہو رہی تھی' نام رکا ہوا تھا۔ سردار حسن اختر موکل صاحب نے کنفرم کر دیا تو ان کا نام لکھوا دیا گیا۔ جمعہ کے روز ہی قاری محمد رفیق وجھوی صاحب جن کے ذمہ یہ خدمت لگی تھی' وہ تختی تیار کروا کر لے آئے اور تختی سرگودھا روڈ لب سڑک بجانب شمال لاری اڈا چناب نگر نصب کر دی۔ محترم جناب شیخ عبدالحفیظ مکی صاحب بھی پہنچ گئے۔ قائد حزب اختلاف سعید احمد خان منہیس بھی بروقت تشریف لے آئے' اجتماعی جمعہ بلدیہ کی جامع مسجد جس میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری اطلاعات قاری شبیر احمد عثمانی صاحب خطیب ہیں' ادا کیا گیا۔ چنیوٹ اور مضافات سے ہزاروں آدمی پہنچ گئے۔ ایک جم غفیر ہو گیا۔ جمعہ سے قبل کئی ایک خطباء نے اپنے مختصر خطابات میں اس تاریخ ساز فیصلہ پر خراج تحسین پیش کیا۔ قائد حزب اختلاف نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجود حکومت نے دو سال میں یہی ایک قابل ذکر اور قابل فخر یادگار تاریخی کام کیا ہے۔ بندہ نے اپنے مختصر خطاب میں تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ جمعہ سے فارغ ہو کر عاشقان ختم نبوت کا یہ جم غفیر ایک جلوس کی شکل میں نعرے لگاتا ہوا تختی کی نقاب کشائی کی جگہ پر پہنچا اور فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی' قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منہیس اور راقم الحروف نے اس تاریخی واقعہ کی یادگار تختی کی نقاب کشائی کی۔

قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ:

قادیانی سربراہ مرزا طاہر ربوہ نام ختم ہونے سے پہلے ہی ربوہ سے نکل چکا تھا۔ اسے ربوہ کے ختم ہونے کا دلفگار منظر نہ دیکھنا پڑا۔ یہ بدقسمت گھڑی اس کے یہاں نائب مرزا مسرور احمد کے لیے مقدر تھی یہ اس پر کیسے گزری۔ یہاں کے لوگوں نے ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ء کو مرزا مسرور احمد کو ہتھکڑیوں میں دیکھا۔

تاریخ قادیانیت میں یہ پہلا موقعہ تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو ہتھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ کجا وہ وقت جب مرزا غلام احمد کے والد کو انگریزی دربار میں کرسی ملتی تھی اور کجا یہ وقت کہ قادیانیت پر

ابھی پہلی صدی بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ کرسی نشین کا بدقسمت پڑپوتا ان لوگوں کے سامنے جنہیں مرزا غلام احمد "ذریۃ البغایا" کہتے مرا ملزموں کے کٹہرے میں دیکھا گیا۔ اگر سو سال میں ترقی یہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس ترقی سے بچائے۔ (تقریظ علامہ خالد محمود کتاب: ردقادیانیت کے زریں اصول از مولانا منظور احمد چنیوٹی)

تمام سرکاری اداروں میں چناب نگر کے نوٹیفکیشن پر عملدرآمد کی کوشش:

چناب نگر کا نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد بندہ نے تمام سرکاری اداروں کو نوٹیفکیشن کی فوٹو کاپیاں ارسال کیں اور ان سے استدعا کی کہ نوٹیفکیشن کے مطابق اپنے ماتحت ادارہ کو ہدایت کریں کہ اس کے مطابق عمل کریں۔ تھانہ، تحصیل کچہری، بلدیہ، تعلیمی اداروں میں تو فوری عملدرآمد شروع ہو گیا۔ بنکوں کے سربراہوں سے رابطے کر کے ان سے بھی عملدرآمد کرایا۔ اس کے بعد سیکرٹری ریلوے سے اسلام آباد ملاقات کی، انہیں نوٹیفکیشن کی کاپی دی۔ ان سے کہا کہ آپ ریلوے ٹکٹوں پر اور ریلوے سٹیشن پر چناب نگر لکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی اس کار خیر میں ضرور شریک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد لاہور ریلوے کے چیف صاحب سے ملاقات کی اور انہیں سیکرٹری ریلوے کی ملاقات اور ان کے وعدہ کے متعلق بتایا۔ انہوں نے بھی وعدہ کر لیا مگر عملدرآمد میں تاخیر ہی رہی۔ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۹۹ء کو مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے چناب نگر نام رکھے جانے کی خوشی میں چناب نگر میں ایک جلسہ رکھا۔ میں ایک بار پھر چیف آف ریلوے لاہور سے ملا اور انہیں کہا کہ "اگر ۲۸ مئی تک ریلوے سٹیشن پر چناب نگر نہ لکھا گیا تو جلسے کے حاضرین مشتعل ہو کر نقص امن باعث بن سکتے ہیں۔" یہ طریقہ کارگر رہا اور ۲۶ مئی ۱۹۹۹ء کو "ربوہ" ریلوے سٹیشن سے "ربوہ" نام ہٹا کر "چناب نگر" لکھ دیا گیا اور ریلوے ٹکٹوں پر بھی "چناب نگر" لکھنا شروع کر دیا گیا۔ الحمدللہ علی ذلک! (یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی ہیضہ کی مرض سے عبرتناک موت کی تاریخ بھی ۲۶ مئی ہے اور ربوہ سٹیشن کی "ربوہ" نام کے خاتمہ کی تاریخ بھی ۲۶ مئی ہے۔ اسے حسن اتفاق ہی کہہ سکتے ہیں۔)

اسی طرح چناب نگر کے رہنے والوں کے لیے لازمی قرار دلوایا گیا کہ وہ اب "ربوہ" کی بجائے چناب نگر نام استعمال کریں۔ اس کے بعد اسلام آباد شناختی کارڈ میں تبدیلی کرانے کے لیے ڈائریکٹر جنرل شناختی

کارڈ سے ملاقات کی اور نوٹیفکیشن کی کاپی انہیں پیش کی۔ انہیں اس سے پہلے علم نہیں تھا' انہوں نے کہا اب آئندہ جو شناختی کارڈ جاری ہوں گے' ان پر چناب نگر ہی لکھا جائے گا' انشاء اللہ!

آخری فتح اور کامیابی:

الحمد للہ ایک سال کے اندر اندر تمام سرکاری اداروں میں عملدرآمد شروع ہو گیا لیکن قادیانی حسب روایت و عادت عمل نہیں کر رہے تھے۔ چناب نگر سے چھپنے والے تمام اخبارات و رسائل پر "ربوہ" لکھا جا رہا تھا۔ بندہ نے تین مرتبہ ڈی سی جھنگ کو باضابطہ درخواستیں دیں اور ان کے ہمراہ ان کا اخبار "الفضل" اور دیگر رسائل پیش کیے کہ جن پر ابھی تک "ربوہ" لکھا جا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ اب "ربوہ" نام کا کوئی شہر پاکستان میں موجود نہیں ہے' اب اگر وہ اپنے اخبارات و جرائد پر "ربوہ" لکھ رہے ہیں تو یہ پریس اینڈ پبلی کیشن ایکٹ کے خلاف ہے۔ لہٰذا ان کے ڈیکلیریشن منسوخ کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ لیکن ڈی سی جھنگ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔ راقم نے تنگ آ کر اور مایوس ہو کر ۱۹۹۹ء کو دھمکی دی کہ اگر اگلے جمعہ تک قادیانیوں کے اس اقدام کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی تو بندہ نماز جمعہ کے بعد قادیانیوں کے لٹریچر کو نذر آتش کر دے گا' جس کی خبر پریس میں جائے گی اور انتظامیہ کی بدنامی کا باعث ہو گی کہ حکومت کے نوٹیفکیشن کے بعد اب تک انتظامیہ اس پر عملدرآمد نہیں کرا سکی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے "ختم نبوت فورس" بنانے کا اعلان کر دیا کہ وہ ڈنڈے تیار کریں اگر حکومت نے قادیانیوں سے عمل نہ کرایا تو پھر ہم خود اپنے زور بازو سے اس پر عملدرآمد کرائیں گے کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اس دھمکی سے پہلے تو ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہو رہی تھی' حکومت کے کارندوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی تھی مگر اس کے بعد اہل حکومت کو تشویش لاحق ہوئی۔ انہوں نے سمجھا کہ ایک تو پوری دنیا میں بدنامی ہو گی اور دوسرا امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو گا جس کے ذمہ دار قادیانی ہوں گے۔ چنانچہ آئندہ جمعہ سے قبل قادیانیوں کے تمام جرائد و رسائل کے ایڈیٹروں اور مدیروں کو نوٹس جاری ہو گئے۔ ڈیڈ لائن کے اندر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب تشریف لائے اور کہا کہ ہم نے نوٹس جاری کر دیے ہیں آپ مزید ایک ہفتہ کی مہلت دیں اگر اس تاریخ تک عملدرآمد نہ ہوا تو پھر آپ اپنا لائحہ عمل کر لیں' آپ کو کھلی اجازت ہو گی۔ بندہ نے انتظامیہ کی

استدعا پر ان سے تعاون کرتے ہوئے اپنا پروگرام مزید ایک ہفتہ تک کے لیے ملتوی کر دیا۔

اسی جمعہ کے خطبہ کے دوران مجسٹریٹ صاحب نے ڈی سی کی طرف سے قادیانیوں کو جو نوٹس جاری ہوئے تھے ان کی کاپیاں میری طلب پر مہیا کیں۔ میں نے گورنر پنجاب کے مذہبی امور کے مشیر حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب کو اپنے پروگرام سے مطلع کیا کہ اگر اب عملدرآمد نہ ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت اور قادیانیوں پر ہو گی۔ اسی طرح نیشنل سیکورٹی کونسل کے رکن برائے مذہبی امور جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی سے ملاقات کے دوران انہیں چناب نگر سے چھپنے والے ۳۰ مئی کے اخبارات دکھائے جن پر "ربوہ" نام لکھا ہوا تھا۔ ہر دو حضرات نے یقین دہانی کرائی کہ ہم انتظامیہ سے کہتے ہیں کہ اس خلاف قانون اقدام کو روکا جائے اور آپ کا مطالبہ تسلیم کر کے اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔

قادیانیوں کا ترجمان رسالہ "الفضل" جس پر گزشتہ ۵۲ سال سے "ربوہ لکھا جا رہا تھا" جب ۳۱ مئی ۱۹۹۹ء کا شمارہ چھپ کر منظر عام پر آیا تو اس پر "ربوہ" کی جگہ "چناب نگر" لکھا ہوا تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہ ایک انتہائی اہم کامیابی تھی کیونکہ قادیانی اپنے خلاف کسی قانون کو نہیں مانتے اور کھلم کھلا آئین کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں جبکہ اس دفعہ انہیں اپنے ہاتھوں اپنی مطبوعات سے "ربوہ" نام ختم کر کے "چناب نگر" لکھنا پڑا تھا۔ یہ قادیانیوں کے لیے موت قبل الموت سے کم نہیں تھا۔ اب ان کی دکانوں کے بورڈوں پر سے بھی "ربوہ" نام مٹایا جا رہا ہے۔

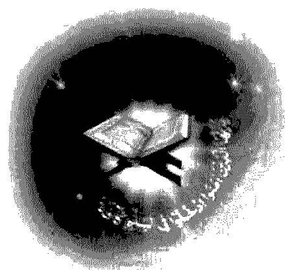
الحمد للہ اب تمام سرکاری، غیر سرکاری اداروں میں "چناب نگر" نام استعمال ہونے لگا ہے، تمام متعلقہ محکموں نے اپنی مہریں بھی تبدیل کر دی ہیں، تمام قومی و مقامی اخبارات پر اور سب سے بڑھ کر قادیانیوں کی اپنی مطبوعات پر چناب نگر لکھا جانے لگا ہے اور ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب اس "ربوہ" کا نام و نشان پوری دنیا سے مٹ جائے گا۔ قرآن مجید فرقان حمید کے مقدس لفظ "ربوہ" کے غلط استعمال کا سد باب ہو کر ہمیشہ کے لیے تحفظ ہو گیا۔

میں صمیم قلب سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس نے اس کامیابی پر یہاں دنیا میں عزت و تکریم نصیب فرمائی۔ یہ محض اس کا کرم ہے ورنہ "من آنم کہ من دانم" میری اللہ تعالیٰ کے دربار میں استدعا ہے کہ

میری ان ٹوٹی پھوٹی خدمات کو قبول فرمائیں اور انہیں آخرت میں میری بخشش کا ذریعہ بنائیں۔ بندہ نے کویت میں ایوارڈ وصول کرنے کے بعد اپنی تقریر میں یہ کہا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اتنی عزت دی ہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے ختم نبوت کی خدمات کا سارا صلہ دنیا میں ہی پورا نہ ہو جائے اور آخرت میں میری مغفرت کے لیے کچھ نہ بچے۔" اللہ کریم سے استدعا ہے کہ ختم نبوت کے لیے میری ان کوششوں کو جن کا میں صرف ذریعہ بنا ہوں کیونکہ سب کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہی ہے آخرت میں ذریعہ نجات بنا دے اور میرے گناہوں اور عیبوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میری مغفرت فرمائی اور بغیر حساب کتاب لیے محض اپنے فضل و کرم سے آخرت میں مجھے کامیاب فرما کر شفاعت صغریٰ شفاعت کبریٰ کا حقدار بنا دے۔ (آمین)

نہ زبان میں طاقت ہے اور نہ قلم کو قدرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا شکریہ ادا کر سکیں۔ تمام احباب و متعلقین و متوسلین سے بھی درخواست ہے کہ اپنی مخلصانہ دعاؤں سے ناچیز کی مدد فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!





پیغامِ ھدایت

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پون صدی قبل ''ساونت واڑی'' کے علاقہ میں مرزائیت کی بیخ کنی کیسے ہوئی؟ قادیانی عقائد ونظریات انہی کی کتب سے یا حوالہ مرزا قادیانی کے قول وفعل کے متضاد رخ انگریزوں کی حمایت اوران سے تعلقات کے بارے یا حوالہ ثبوت' عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے شکوک و شبہات کا مسکت جواب' مختلف عرب ممالک میں مرزائیت کا انجام کیا ہوا؟ جھوٹی نبوت کے پیروکاروں نے قرآنی لفظ ''ربوہ'' میں معنوی تحریف کر کے پاکستان میں اپنے مرکزی شہر کا نام ''ربوہ'' کیوں رکھا؟ اس کا پس منظر کیا ہے۔ قرآنی لفظ کی حفاظت اورنئی نسل کے ایمانوں کے تحفظ کے لیے سفیر ختم نبوت کن سنگلاخ وادیوں سے گزر کر کیسے منزل کو جا پہنچے۔ ربوہ سے چناب نگر کیسے ہوا؟ یہ سب جانئے اور پڑھئے۔

نصف صدی تک دنیائے مرزائیت کو ہر میدان میں شکست دینے والے مجاہد اسلام' فاتح ربوہ' سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی رقم کردہ تحقیقات کے ذریعہ ''پیغام ہدایت'' کے اندرونی صفحات پر۔

مدرسہ جامعہ محمودیہ جاڈیوالہ

ڈاکخانہ لکھانی براستہ وہوا تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان